خطباتِ جہاد

۱-۲

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر

مکتبہ حسن

خُطباتِ جہاد

حصہ اول

ارشادات

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر

مکتبہ حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هو الله الذي
لا إله إلا هو
عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم

انتساب

اسیرانِ کشمیر کے نام

جو محمد بن قاسمؒ کا کردار ادا کرتے ہوئے کشمیر کی
حسین دھرتی میں داخل ہوئے
اور ہزاروں برہمنی سامراجوں کو
خاک وخون میں تڑپا کر آج خود زنداں
کی تاریک کوٹھریوں میں
کسی محمد بن قاسمؒ کے منتظر ہیں۔

فہرست مضامین

حصہ اول

آئینہ کردار	۸
تقریظ	۱۷
حرف اول	۲۰
عرض مرتب	۲۶
عقیدۂ جہاد	۲۹
دین کامل اور قتال	۴۲
بیعت علی الجہاد	۶۱
قتال کے چھ فائدے	۹۹
نبی کو حکم قتال	۱۲۲
لذت شہادت	۱۳۱
ترک جہاد کے نقصانات	۱۶۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینہ کردار

۱۹ / اگست ۱۹۳۲ء کو امام العصر حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ساتھ بہاولپور تشریف لائے، جہاں آپ نے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے پہلا مقدمہ لڑا اور تحریک ختم نبوت کی بنیاد رکھی۔

پھر اسی تحریک کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرار اسلام کے نام سے آسمان عروج پر پہنچایا۔

حضرت امیر شریعت کو اس تحریک کے لئے بہاولپور کی مردم خیز سرزمین سے جناب محمد حسن چغتائی جیسی شخصیت مل گئی، جنہوں نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا اور دو سال قبل ۱۹۹۲ء تک مجلس احرار اسلام بہاولپور کے امیر رہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ورود کے بعد بہاولپور کو دوسرا شرف یہ حاصل ہوا کہ مجاہد ختم نبوت جناب محمد حسن چغتائی کی بیٹی اور امیر پور سادات کی دینی شخصیت جناب اللہ دتہ

عطا کے بیٹے ماسٹر اللہ بخش صابر صاحب کے گھر ۱۹۶۸ء کو ایک بچے نے جنم لیا، جس کو آج دنیا، مجاہد اسلام مولانا محمد مسعود اظہر کے نام سے یاد کرتی ہے۔

خاندانی پس منظر

مولانا کا تعلق علوی خاندان سے ہے اور آپ کے خاندان میں بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے دادا جناب اللہ دتہ عطا صاحب نیک صالح اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔

آپ کے والد صاحب کا شروع ہی سے علماء حق سے گہرا تعلق رہا ہے، اردو اور فارسی کے اچھے ادیب اور علمی شخصیت ہیں۔ طب اور حکمت میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے بے شمار خصوصیات سے نوازا۔ شروع ہی سے آپ کے چہرے پر ذہانت وفطانت، عظمت وشرافت کے آثار واضح دکھائی دیتے تھے۔ چار سال کے بعد آپ کو قومی مدرسہ میں داخل کیا گیا جہاں پر قرآن مجید اور پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور پھر چھٹی جماعت کے لئے گورنمنٹ مڈل اسکول بہاولپور میں داخل ہوئے۔

ساتویں جماعت کے لئے آپ کے چچا محمد اقبال آپ کو رحیم یار خان لے گئے۔ وہاں پائلٹ سیکنڈری اسکول میں ساتویں جماعت پاس کی۔

آپ کے والد صاحب اردو ادب خصوصاً اقبالیات کے ماہر استاذ تھے جو علامہ اقبال کے اشعار آپ کو زبانی یاد کراتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کو اردو ادب سے مناسبت ہوئی اور اسکول میں بھی آپ کی امتیازی حیثیت بن گئی تھی۔ آپ کے نانا جناب الحاج محمد حسن چغتائی صاحب چونکہ انقلابی اور تحریکی آدمی تھے وہ آپ کو مختلف عنوانات پر تقریریں لکھ کر دیتے اور بڑے بڑے اجتماعات اور جلسوں میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاتے اور تقریریں کراتے۔

اسکول کے تقریری مقابلوں میں بھی آپ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور امتیازی پوزیشن حاصل کرتے۔

جامعہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ

آپ کے والد صاحب نے یہ عزم اور ارادہ کر لیا تھا کہ میں اپنے سب سے ذہین اور لائق بیٹے کو دینی تعلیم دلاؤں گا۔ اس لئے ساتویں جماعت کے بعد ١٩٨٠ء میں آپ کو پاکستان کے سب سے بڑے دینی ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن کے توسط سے داخل کرا دیا گیا۔

مولانا دینی تعلیم میں بہت زیادہ شوق رکھتے تھے۔ اس لئے شروع ہی سے محنت و لگن، ذہانت و لیاقت، زہد و تقویٰ اور دیگر اہم صفات کی وجہ سے تمام اساتذہ خصوصاً امام اہل سنت حضرت مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالسمیع صاحب کی توجہ اور محبت کا مرکز بن گئے جس کی وجہ سے مولانا کی علمی استعداد اور قابلیت میں مزید نکھار پیدا ہو گیا اور جامعہ کے امتحانات کے علاوہ تقریری مقابلوں اور تدریبی مناظروں میں بھی امتیازی پوزیشن حاصل کر کے اساتذہ سے انعامات اور مبارکباد وصول کرتے رہے۔

بیعت

مولانا کی طبیعت اور فطرت میں اللہ رب العزت نے ابتدا ہی سے نیکی کا جذبہ اور بزرگوں سے فیض حاصل کرنے کا شوق ودیعت فرما دیا تھا۔

بنوری ٹاؤن میں زمانۂ طالب علمی کے چوتھے سال اس گوہر نایاب کو ولی کامل شیخ طریقت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور خصوصی تعلق نصیب ہو گیا اور مولانا باقاعدہ حضرت مفتی صاحب سے بیعت ہو گئے۔ اور اپنے رفقاء کو بھی اصلاحی بیعت کی ترغیب دیتے چنانچہ ١٩٨٤ء میں جب راقم الحروف بنوری ٹاؤن میں داخل ہوا تو جس کمرے میں مجھے رہائش ملی خوش قسمتی سے اسی کمرے میں مولانا محمد مسعود اظہر صاحب بھی رہائش پذیر تھے۔ تعلیم و تربیت، تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ اصلاحی بیعت کی طرف بھی مولانا نے میری رہنمائی فرمائی۔ چنانچہ میں بھی حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گیا اور اس کے بعد مولانا سے الحمد للہ بہت زیادہ تعلق ہو گیا اور ہر معاملے میں مولانا راقم کی اصلاح فرماتے رہے۔

مولانا مکمل بارہ سال سفر و حضر میں حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں رہے اور تعلیم کے

ساتھ ساتھ سلوک میں بھی کمال حاصل کیا۔

تدریس

زمانہ طالب علمی میں خارجی اوقات میں کئی طلباء مولانا سے مختلف فنون کی کتابیں پڑھتے تھے اور مولانا کی قابلیت اور علمی صلاحیت سے ہر شخص بخوبی واقف تھا۔ فراغت کے بعد جامعہ کی مجلس تعلیمی نے اتفاق رائے سے مولانا کو جامعہ میں استاذ مقرر کر لیا۔

افغانستان روانگی

١٩٨٨ء میں حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ افغانستان تشریف لے گئے اور مختلف قائدین سے ملاقاتیں کیں۔ مولانا جلال الدین حقانی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور ان کے سامنے مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں اپنے جامعہ کے طلباء کو جہاد کی تربیت دلانا چاہتا ہوں۔ مولانا حقانی صاحب بہت خوش ہوئے اور مولانا فضل الرحمٰن خلیل کو کراچی بھیج دیا کہ آپ مدارس میں جہاد کی دعوت دیں اور جو آنا چاہیں ان کو لا کر تربیت دیں۔ چنانچہ ١٩٨٨ء کی سالانہ تعطیلات میں بنوری ٹاؤن سے کافی تعداد میں طلباء ٹریننگ کے لئے افغانستان گئے اور جہاد میں شریک ہوئے پھر ہر مجاہد کی یہ خواہش تھی کہ اگر مولانا محمد مسعود اظہر صاحب بھی جہاد میں آ جائیں تو انشاء اللہ جہاد کے کام کو بہت فائدہ ہوگا۔

بہر حال اللہ رب العزت نے مولانا کے ذریعے سے جہاد کا کام دنیا میں پھیلانا تھا ١٩٨٩ء میں فراغت کے بعد چند رفقاء کے ساتھ مجاہدین کے حالات دیکھنے کے لئے صرف تین دن کے لئے افغانستان تشریف لے گئے۔

جہاد کی برکات، مجاہدین کے حالات اور مولانا فضل الرحمٰن خلیل کی دردبھری دعوت کو دیکھ کر بجائے تین دن کے مکمل چالیس دن کی ٹریننگ حاصل کی اور پھر مستقل جہاد میں رہنے کا عزم کر لیا۔ اب مولانا کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا تھا اور بار بار یہ فرماتے تھے کہ نبی کا کلمہ پڑھنے والے مسلمان ذبح ہو رہے ہوں اور ہم آرام سے بیٹھے رہیں۔ کل قیامت کے دن ہم کیا منہ دکھائیں گے؟

مدارس میں سالانہ تعطیلات ختم ہونے پر کراچی تشریف لائے۔ بنوری ٹاؤن میں اسباق

بھی پڑھائے اور کراچی کے مدارس، مساجد اور گلی گلی میں جہاد کی دعوت کو عام کیا۔

جمعرات اور جمعہ چھٹی کے دوران بھی آرام سے نہ بیٹھتے بلکہ کبھی حیدرآباد میں جہاد کی دعوت دے رہے ہیں تو کبھی سکھر، کبھی کچھرو، کبھی نواب شاہ۔ صرف ایک سال میں سندھ اور اندرون سندھ میں جہاد کی دعوت کو اتنا عام کیا کہ بچہ بچہ اس کام کی اہمیت سے بخوبی واقف ہو گیا اور بے شمار نوجوانوں کو عظمت و سربلندی کی زندگی (جہاد) کے لئے کھڑا کر دیا۔

صدائے مجاہد کا اجراء

جہاد کے کام کو وسیع پیمانے پر عام کرنے کے لئے، مجاہدین کے حالات اور شہداء کے پیغامات کو امت تک پہنچانے کے لئے اور اہل باطل کے غلط پروپیگنڈے کو مٹانے کے لئے اس بات کی سخت ضرورت محسوس کی گئی کہ مجاہدین کا اپنا ایک رسالہ ہونا چاہیے۔

مولانا کو اللہ رب العزت نے جس طرح تقریر میں مہارت عطا فرمائی ہے تحریر میں بھی حد درجہ کا کمال عطا کیا ہے۔

چنانچہ جنوری ۱۹۹۰ء سے ماہنامہ ''صدائے مجاہد'' کا پہلا شمارہ جاری ہوا۔ مجاہدین کی محنت، کمانڈر عبدالرشید کی دعا، اور مولانا کے اخلاص کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس رسالے کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ تھوڑے عرصے میں وہ مسلمانوں کا محبوب رسالہ بن گیا ہے۔ مولانا بیت اللہ اور مسجد نبوی میں بھی جا کر رسالے کی مقبولیت کے لئے دعا فرماتے تھے۔ بے شمار مسلمانوں نے صدائے مجاہد کو پڑھ کر جہاد کی مبارک زندگی کو اختیار کیا ہے۔

جہاد میں عملی شرکت اور زخمی ہونا

۱۹۹۰ء کے بعد ہر سال سالانہ تعطیلات میں افغانستان کے مختلف محاذوں پر رہنے اور مجاہدین کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کا معمول رہا۔ خوست کی سب سے گرم چھاؤنی باڑی سے آگے شلکہ پوسٹ پر کمانڈر مولانا شبیر احمد شہید کی کمان میں ایک جھڑپ کے دوران دشمن نے راکٹ کا گولہ مارا جو مولانا کے قریب آ کر گرا اور مولانا کی ٹانگ پر زخم آ گیا۔ کچھ عرصے کے بعد زخم تو ٹھیک ہو گیا مگر بارود کا اثر اب تک جسم میں موجود ہے۔

تصنیفات

صدائے مجاہد کے علاوہ جہاد کے مختلف موضوعات پر مولانا نے کئی کتابیں بھی تحریر فرمائی ہیں۔

۱۔ فضائل جہاد کامل......

۲۔ مجاہد کی اذاں (دو جلد)......مضامین کا مجموعہ۔

۳۔ جہاد رحمت یا فساد......حقانیت اسلام پر بے شمار دلائل۔

۴۔ میرا بھی ایک سوال ہے......مسئلہ کشمیر کی جدید انداز سے وضاحت۔

۵۔ اسلام اور جہاد کی تیاری......اسلحہ سیکھنے اور بنانے کے متعلق احادیث کی وضاحت۔

۶۔ اللہ والے......۔

دیگر متعدد کتب، کتابچے اور پمفلٹ جن میں مجاہدین اور شہداء کے فضائل ہیں۔

جہادی اسفار

مولانا یہ ارادہ رکھتے تھے کہ پوری دنیا میں جہاد کی دعوت کو عام کیا جائے اور ایک ایک مسلمان تک جہاد کی آواز پہنچ جائے۔ تاکہ مسلمان اپنی کھوئی ہوئی خلافت اسلامی اور عظمت رفتہ کو پھر سے قائم کر سکیں۔ اس کے لئے آپ نے مختلف ممالک کے سفر بھی کئے اور بڑے بڑے اجتماعات میں بیانات بھی ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۱ء میں بنگلہ دیش تشریف لے گئے۔ ۱۹۸۷ء میں پہلی مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے اور پھر تقریباً ہر سال جہاد کی دعوت کے سلسلے میں سعودی عرب جانا ہوا اور وہاں کے علماء اور شیوخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۳ء میں متحدہ عرب امارات جانا ہوا اور کئی اجتماعات سے عربی میں خطاب ہوئے اور بے شمار نوجوان عملی طور پر جہاد میں شریک ہوئے۔

فروری، مارچ ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۳ء میں زامبیا، سینٹرل افریقہ میں جانا ہوا۔

اگست ۱۹۹۳ء میں برطانیہ کا تفصیلی دورہ ہوا۔

نومبر، دسمبر ۱۹۹۳ء میں صومالیہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے پاکستان کے معروف صحافیوں کے ساتھ دو مرتبہ سفر فرمایا۔ اسی طرح مولانا محمد مسعود اظہر صاحب ایک عالمی فکر اور سوچ لے کر بہت تھوڑے وقت میں پوری دنیا میں پہنچ گئے اور مولانا کا اٹھنا بیٹھنا بلکہ زندگی کا

ہر ہر لمحہ جہاد کے لئے گزرتا اور اپنا سب کچھ اسلام کی عظمت کے لئے قربان کر دیا۔

اگرچہ حرکت کی بنیاد مولانا ارشاد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا فضل الرحمٰن خلیل نے رکھی اور اس کی بنیادوں کو کمانڈر مولانا خالد زبیر شہید، کمانڈر عبدالرشید شہید اور ان کے رفقاء نے اپنے خون سے مضبوط کیا مگر حرکت کو آسمان عروج پر پہنچانے والے مولانا محمد مسعود اظہر صاحب ہیں۔

سری نگر جیل میں

امت مسلمہ کا یہ عظیم محسن جس نے اپنے قلم، زبان اور دیگر تمام صلاحیتوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دیا تھا جو بکھری ہوئی امت کو جوڑنے اور ان میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کے لئے دنیا کے کونے کونے میں کوشاں تھے۔

جو رات کی تنہائیوں میں بھی اپنے مولیٰ سے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔

جو اپنی عزت کو قربان کر کے دین کی عزت چاہتے تھے۔

جو اپنے آرام کو چھوڑ کر مسلمانوں کو آرام پہنچانا چاہتے تھے اور ان کو ظلم سے نکالنا چاہتے تھے۔

جن کی گفتار ان کے کردار کا نمونہ تھی۔

جن کی زندگی کا نصب العین خلافت اسلامیہ کا قیام تھا۔

جو امت کے ایک ایک نوجوان کو .... مجاہد اعظم ﷺ کی استقامت .... صدیق اکبر ؓ کا عزم .... عمر ؓ کا دبدبہ .... عثمان ؓ کی غیرت .... علی ؓ کی شجاعت .... حمزہ ؓ کی یلغار .... طلحہ ؓ وزبیر ؓ کی جوانمردی .... خالد ؓ وضرار ؓ کی بہادری .... ابوعبیدہ ؓ کی سپہ سالاری .... ابودجانہ کی چال .... مصعب بن عمیر ؓ کی جانثاری .... عمرو بن جموح ؓ کے جذبات کا درس یاد دلایا کرتا تھا۔

جو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کا امین تھا، جو مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے دیئے ہوئے نظریہ

انقلاب کا سچا داعی تھا۔

جو اس دور میں علماء دیوبند کا ایک قابل فخر فرزند تھا جو کفر کے پنجۂ استبداد میں جکڑی ہوئی امت مسلمہ تک پہنچ کر ان کی چیخ و پکار اور حالت زار کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے کا خواہش مند تھا۔ چنانچہ اسی سوچ کے ساتھ وہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی مظلومیت کا عینی مشاہدہ کرنے کے لئے اپنے دینی، اخلاقی اور صحافتی فرائض کے پیش نظر قانونی طریقہ اختیار کر کے کشمیر میں داخل ہوا۔ وہاں کے ستم رسیدہ مسلمانوں کے حالات سن ہی رہا تھا کہ ”گاؤ ماتا“ کے پجاریوں نے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۱۱ر فروری ۱۹۹۴ء کو اس عظیم صحافی کے قلم کو ہاتھوں سمیت زنجیروں میں جکڑ کر پابند سلاسل کر دیا۔

پوری دنیا کے مظلوم مسلمانوں پر دن رات رونے والا عظیم انسان خود زنداں کی تاریک کوٹھریوں میں بے انتہا ظلم کا شکار رہا۔

جو پہلے بھی اور آج (پس دیوار زنداں) بھی امت کی مظلومیت اور بے حسی پر آنسو بہا رہا ہے۔

مگر اس پر آج سب خاموش تھے .... انسانی حقوق کے ادارے بھی خاموش تھے صحافی بھی خاموش تھے .... اور اپنے مسلمان بھی چپ تھے۔

آزادی صحافت اور انسانی حقوق کے علمبردار جس طرح بوسنیا اور صومالیہ میں ہونے والے ظلم پر خاموش تھے اس مجاہد صحافی کی گرفتاری پر بھی مصلحت کے پردے میں ان کی زبانوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔

بے شک ساری دنیا خاموش ہو جائے۔

مگر مولانا کے قلم اور زبان سے اللہ پاک نے جہاد کا جو عظیم الشان کام لیا ہے اس کو تو کوئی بند نہیں کر سکتا۔

جب تک دنیا میں فتنۂ کفر موجود ہے .... میرے شیخ .... کی آواز حق کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرتی رہے گی۔ انشاء اللہ

سلطان محمود ضیاء

(نوٹ) ٢٢ رمضان المبارک ١٤٢١ھ بمطابق ٣١ دسمبر ١٩٩٩ء بروز جمعۃ المبارک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجاہدین کی نصرت فرماتے ہوئے مولانا محمد مسعود ازہر کو مشرکین کی قید سے رہائی عطا فرمادی۔ والحمد للہ علی ذلك حمداً کثیراً۔

تقریظ

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ
مشرف تخصص فی الفقہ "جامعۃ العلوم الاسلامیہ"
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
امابعد: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:
وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس
(النحل: ٤٤)

کہ ہم نے آپ پر قرآن کریم اس لئے اتارا ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے وہ احکام بیان کردیں جو ان کے فائدے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتارے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی بعثت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرماتے ہیں اور جن احکام کی عملی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے ان کا عملی نمونہ امت کے سامنے پیش کرتے ہیں تا کہ امت کے لئے اقتداء واتباع آسان ہو جائے اور کسی کے لئے عدم بیان یا عدم تعلیم کا عذر باقی نہ رہے۔

چنانچہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تلاوت آیات اور تزکیہ اور تعلیم کتاب وسنت کا کام تازیست فرماتے تھے۔ جب دنیا سے رحلت فرماتے تو پھر یہ کام ان کی امت کے حوالے ہوتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ''العلماء ورثة الانبياء'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ تعلیم کتاب وسنت کی وراثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد علماء امت کی طرف منتقل ہوئی۔

اب یہ ان علماء کی ذمہ داری ہے کہ احکام دین کی صحیح تعبیر وتشریح امت کے سامنے پیش کیا کریں۔

علماء امت نے اس ذمہ داری کا ادراک کیا اور الحمدللہ پوری ذمہ داری کے ساتھ امت کے سامنے تعلیم وتزکیہ اور وعظ ونصیحت کی صورت میں اس ذمہ داری کو نباہ رہے ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارے اس دور میں علماء دیوبند ''کثر اللہ سوادھم'' نے امت کے سامنے پوری ذمہ داری کے ساتھ اس پیغام کو عام کیا۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی ''خطباتِ جہاد'' ہے جو ہمارے رفیق اور پُرعزم نوجوان عالم اور مجاہد حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کی تقاریر کا مجموعہ ہے جو عزیزم مولوی سلطان محمود ضیاء نے مرتب کیا ہے۔

اس مجموعہ کے مختلف عنوانات پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ فریضۂ جہاد کے متعلق جو مختلف شکوک وشبہات آج کل عام زبانوں پر آتے ہیں اس مجموعہ میں دلنشین طریقے سے ان کے جوابات آگئے ہیں اور

يايها النبي حرض المؤمنين على القتال

(الانفال: ٦٥)

کا فریضہ احسن طریقے سے ادا کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعہ کو مولانا محمد مسعود ازہر صاحب اور عزیزم مولوی سلطان محمود ضیاء صاحب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور امت مسلمہ کے لئے اس کو ذریعۂ ہدایت بنائے، آمین۔

(حضرت مولانا مفتی) نظام الدین شامزئی

استاذ حدیث جامعۃ العلوم اسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ

حرفِ اوّل

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''قتال فی سبیل اللہ'' اسلام کے محکم فرائض میں سے ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کے نام اور نظام کی سربلندی اور غلبے) کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عزت کو جہاد کے عمل کے ساتھ مشروط فرما دیا ہے اور جہاد چھوڑنے پر دردناک عذاب اور ذلت کے مسلط کر دیئے جانے کی وعید سنائی گئی ہے۔

جہاد ہی کے ذریعے سے اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہوتا ہے اور کفر کا فساد ختم ہو جاتا ہے۔

جہاد ہی کے ذریعے سے زمین اور کائنات کی بقاء ہے۔

اگر جہاد نہ ہو تو زمین پر فساد برپا ہو جائے اور عبادت گاہیں تباہ کر دی جائیں۔

جہاد میں مسلمانوں کی قوت اور شوکت ہے اور جہاد ہی میں مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت کا راز پوشیدہ ہے۔

اسی لئے جب تک مسلمان جہاد کرتے ہیں وہ ایک اُمت بن کر رہتے ہیں اور جب جہاد

چھوڑ دیتے ہیں تو مختلف ٹکڑیوں میں بٹ جاتے ہیں۔

کافر اس وقت تک مسلمانوں پر غلبہ نہیں پا سکتے جب تک مسلمان جہاد کرتے رہیں۔

جہاد اگرچہ ایک مشکل عمل ہے مگر اُمت مسلمہ کو اسی عمل کی بدولت مشکلات سے چھٹکارا ملتا ہے۔

جہاد اگرچہ گھر بار چھوڑ کر جان دینے کے لئے نکل جانے کا نام ہے مگر مسلمانوں کو اسی عمل کے ذریعے سے تمکن فی الارض اور خلافت فی الارض کی نعمتیں ملتی ہیں۔

جہاد کے اسی مہتم بالشان مقام کی وجہ سے اسلام دشمن طاقتوں کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو جہاد سے برگشتہ کریں اور انہیں بزدل بنا کر اپنا تر لقمہ بنائیں۔

مسلمانوں کو مٹانے کے لئے جہاد کے خلاف یہ کوششیں ہمیشہ رہی ہیں اور ان کوششوں اور ان کے ناپاک اثرات کی ایک لمبی چوڑی تفصیل ہے۔ جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان حیران ہوتا ہے کہ کن کن مقدس اصطلاحات کو استعمال کر کے امت کو جہاد سے دور کیا گیا۔

اس تمام تفصیل سے قطع نظر اس سلسلے میں سب سے منظم کوشش انگریز نے برصغیر پر قبضہ کرنے کے وقت اور بعد میں کی۔

جہاد جیسے متفقہ محکم فریضے کو امت میں ایک اختلافی مسئلہ بنانے اور اس عملی فریضے کو کتابی طرز پر زیر بحث لانے کے لئے باقاعدہ ایک جھوٹی نبوت کو کھڑا کیا گیا۔

مرزا قادیانی ملعون نے انگریز کے ایماء پر جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا اور مسلمانوں میں جہاد کے خلاف وساوس عام کرنے کے لئے اپنی تصنیفات کا جال پھیلا دیا۔

اس نے جہاد کے مسائل کو اس طرح سے خلط ملط کر ڈالا کہ آج تک اس کے اثرات محسوس کئے جا رہے ہیں۔ اس نے برصغیر میں یہ زہر گھول گھول کر پلایا اور حالت یہاں تک جا پہنچی کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ آج یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ قتال فی سبیل اللہ، اللہ جل شانہ کا حکم ہے اور مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ دیگر احکامات شرعیہ کی طرح اس حکم کو بھی زندہ کریں۔

قادیانی ملعون کے وساوس اس قدر پھیل گئے کہ آج بڑے بڑے اہل علم ''قتال فی سبیل

اللہ'' کو فاسق حکومتوں اور ان کی تنخواہ دار فوج کا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور خود کو اور عام مسلمانوں کو اللہ کے اس حکم سے مکمل طور پر مستثنیٰ اور بری سمجھتے ہیں۔

ان مشکل حالات میں جبکہ مسلمانوں کی لغت میں سے ''قتال فی سبیل اللہ'' کو نکال دیا گیا تھا اور نہتے مسلمان، کافروں کی ہر سازش کا سستا شکار بنے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اور جہاد افغانستان کے ذریعے جہاد کو اُمت مسلمہ میں پھر سے عمومی طور پر زندہ فرمادیا۔

لاکھوں شہداء کے مہکتے خون نے قادیانی کے بدبودار پروپیگنڈے کی مکدر فضا کو جہاد کی خوشبو سے معطر کر دیا۔

جہاد کے خلاف پھیلائے گئے وساوس کے تار و پود بکھرنے لگے۔ جہاد کو ناممکن کہنے والے بغلیں جھانکنے لگے۔ کافروں کی طاقت کو ناقابل تسخیر سمجھ کر مسلمانوں کو لڑنے سے روکنے والے اپنا منہ دیکھتے رہ گئے۔ جہاد افغانستان رحمت کا بادل بن کر برسا اور مسلمانوں کے ویران دلوں کو آباد کر گیا۔

یہ ایمانی جذبوں کا ایک طوفان تھا جس نے سوویت یونین کی خوفناک طاقت کو خس وخاشاک کی طرح بہادیا۔ لوہے اور بارود میں بے نظیر ترقی کرنے والا سوویت یونین نہتے مجاہدین کے ہاتھوں مار کھا کر اپنا وجود کھو بیٹھا اور جہاد نے ایک مرتبہ پھر اپنا آپ منوالیا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں بھی جہاد افغانستان سے محبت کرنے والوں اور اس جہاد میں چند قدم چلنے والوں میں شامل فرمالیا۔ یہ اس کا اتنا بڑا احسان ہے کہ اگر پوری زندگی شکر میں گزرے تو شکر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

جن خوش قسمت مسلمانوں نے جہاد افغانستان کی حقیقت کو سمجھا اور دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ جہاد اس قدر بلندی اور عظمت والا تھا جسے کما حقہ بیان کرنا ناممکن ہے اسی وجہ سے اب تک کوئی مصنف یا مقرر جہاد افغانستان کا حق اپنی تقریر و تحریر میں ادا نہیں کر سکا۔

ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے بلند پایہ صاحب قلم اور صاحب بیان مجاہد سے جب یہ کہا گیا کہ آپ جہاد افغانستان کو بیان کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں، یہ جہاد اس قدر عظیم نہیں جس قدر آپ کی خطابت و فصاحت اس کو عظیم بنادیتی ہے،

تو ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور ارشاد فرمایا کہ ''ہائے کاش میرے پاس وہ

قلم ہوتا جس سے میں اس جہاد کی حقیقت بیان کرسکتا اور وہ زبان ہوتی جس سے میں اس جہاد کا حق ادا کرسکتا، میں نے اب تک جو کچھ کہا ہے اور لکھا ہے وہ اس جہاد کی حقیقت کا سوواں حصہ بھی نہیں ہے۔''

مجھے ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات سے سو فیصد اتفاق ہے کہ جہاد افغانستان کی حقیقت کو کما حقہ بیان نہیں کیا گیا اور یہ بظاہر ممکن بھی نہیں ہے کہ چودھویں صدی کا وہ جہاد جس میں نصرت خداوندی میدانوں میں اتری ہو اور ملائکۃ اللہ مجاہدین کے شانہ بشانہ شریک ہوئے ہوں' اس کی حقیقت اور کیفیت کو کما حقہ بیان کیا جاسکے۔

بہر حال اپنی بساط کے مطابق کوششیں کی گئیں اور الحمدللہ یہ کوششیں بارآور ثابت ہوئیں۔ مجاہدین ہی میں سے بعض افراد نے اپنے شہداء کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کا عزم کیا۔

اور وہ بے سروسامانی کے عالم میں پوری دنیا تک جہاد کی دعوت پہنچانے کا عزم لے کر نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کی نصرت فرمائی اور دیکھتے ہی دیکھتے امت میں جہاد کے زمزمے دوبارہ زندہ ہونے لگے۔ جہاد کے الجھائے گئے مسائل کی گتھیاں خود بخود سلجھنے لگیں۔

معصوم بچوں سے لے کر عورتوں اور بوڑھوں تک میں جہاد سے محبت کرنے والے اور جہاد کے لئے قربان ہونے والے پیدا ہونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو ان داعیان جہاد کے لئے مسخر فرمادیا اور جہاد کا پیغام ہواؤں کے دوش پر دنیا کے کونے کونے تک پھیل گیا۔

کل تک وہ موضوع جس پر کوئی مطالعہ کرنا گوارا نہیں کرتا تھا اہل تحقیق کا پسندیدہ موضوع بن گیا۔

وہ مسئلہ جسے چھپایا گیا تھا علی الاعلان بیان کیا جانے لگا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ مجاہد نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس مبارک عمل کے احیاء کے لئے محنت کی خاص توفیق عطا فرمائی اور وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں جہاد کی دعوت لے کر اندرون اور بیرون ملک نکل کھڑے ہوئے۔

ایک طرف تو وہ میدانوں میں آگ اور خون کا دریا عبور کر رہے تھے اور دوسری طرف امت کا ایمان بچانے اور اسے جہاد پر لانے کے لئے سرگرداں تھے۔ ان کے پاس سوائے اخلاص اور تڑپ کے کچھ نہیں تھا۔ وہ سلگتے ہوئے جذبات اور تڑپتے ہوئے دل لے کر مسلمانوں کے دروازوں پر گئے۔ اور انہیں جہاد کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے چند ہی روز

میں فضا بدلنے لگی اور جہاد امت مسلمہ کا مرغوب ترین موضوع بننے لگا۔

مشرق ومغرب سے خوش قسمت ارواح جہاد کا پیغام سن کر میدانوں کا رخ کرنے لگیں، ماؤں کو اپنے جوان بچے راہ خدا میں قربان کرنے کی توفیق ملی اور بہنوں کے جذبات میں ایسا تلاطم آیا کہ وہ بھائیوں کو اللہ کے راستے کا غازی بنانے لگیں۔

مظلوم بیٹیوں نے پہلی مرتبہ روشنی کی کرن دیکھی۔ ویران مساجد کے کھنڈرات پر امید کی روشنی جھلملانے لگی۔ لٹی ہوئی عصمتیں اور چھینے ہوئے دوپٹے زیرلب دعائیں کرنے لگے۔ مایوسی کی اندھیری رات میں اگر روشنی کا کوئی چراغ تھا تو وہ مجاہدین تھے اور ان کا پیغام۔

جہاد کے موضوع پر لاکھوں کیسٹیں چاردانگ عالم میں پھیل گئیں۔ جہادی لٹریچر اس قدر عام ہوا کہ کوئی اسے روک نہ سکا۔

بہت سے ایسے مسلمان جن کے سینوں میں جذبۂ جہاد کی دبی ہوئی چنگاریاں موجود تھیں اس دیوانہ وار دعوت کو سن کر ان کی دبی چنگاریاں شعلوں میں بدل گئیں۔

اب ان کی یہی خواہش تھی کہ اس دعوت کو مزید عام کیا جائے۔ پھر کیا تھا ان میں سے کوئی لٹریچر کے دوسری زبانوں میں ترجمے میں مشغول ہوا تو کوئی کیسٹیں اٹھائے دنیا کے ممالک میں پھیل گیا۔ کسی نے کتابیں چھپوانے کا بندوبست کیا تو کسی نے مشینیں لگا لگا کر دنیا بھر میں جہاد کی کیسٹوں کو عام کردیا۔ کوئی مجاہدین کے لئے اموال جمع کرنے لگا تو کوئی ان کے لئے افراد مہیا کرنے کی فکر میں لگ گیا۔

یہ امت کا خوش قسمت طبقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور خلافت راشدہ کے دوبارہ قیام کی محنت کے لئے قبول فرمایا ہے۔

ان میں بعض احباب کا اصرار تھا کہ کیسٹوں میں بند جہادی خطبات کو کاغذ پر منتقل کرکے چھپوا دیا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔

اس سلسلے میں بعض دوستوں نے کوشش بھی کی کہ وہ اس کام کا بیڑہ اٹھائیں مگر یہ ایک مشکل اور محنت طلب ہونے کے علاوہ تحقیق طلب کام تھا۔ جس کے لئے کتابوں کی ورق گردانی اور حزم واحتیاط کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔

بالآخر اس خیر عظیم کا قرعہ برادر عزیز مولانا سلطان محمود ضیاء حفظہ اللہ تعالیٰ کے نام نکلا جو خود عملی طور پر جہاد میں شرکت فرمانے والے ایک باصلاحیت عالم دین ہیں۔ جہاد کے موضوع پر تقریر و تحریر میں اللہ تعالیٰ نے ان سے زمانہ طالب علمی ہی میں کافی کام لیا ہے۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اس کام کو مکمل کرنے کا عزم کیا ہے اور اب تک کئی تقاریر کو وہ بڑی احتیاط کے ساتھ کاغذ پر منتقل کرچکے ہیں۔

اس دوران انہوں نے احادیث اور عبارات کی تخریج کا کام بھی بڑی عرق ریزی اور خوش اسلوبی سے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور جہادی مواعظ کے اس سلسلے کو خصوصی قبولیت سے نوازے۔

یہاں یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان خطبات کی نسبت اگرچہ راقم الحروف کی طرف ہے مگر حقیقت میں اس میں میرا ذرہ برابر دخل نہیں ہے۔ یہ جہاد کے موضوع کی کرامت اور شہداء کے معطر خون کی مہک ہے جس نے ان خطبات کو اس قابل بنا دیا کہ لوگ انہیں سن لیتے ہیں ورنہ میں اپنی حقیقت سے واقف ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت نصیب فرمائے اور ان ناقص کاوشوں کو بارآور فرمائے اور دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آخری درخواست قارئین سے یہ ہے کہ تمام خطبات ہنگامی حالات اور فوری ضرورت کے تحت بیان ہوئے اور اسی حالت میں شائع ہو رہے ہیں۔ آپ اگر اس میں کسی بھی قسم کی کوئی علمی، فکری غلطی دیکھیں تو آپ کا احسان ہوگا کہ آپ ہمیں مطلع فرمائیں ہمیں اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا مکمل اعتراف ہے۔

وما ابرئ نفسی ان النفس

لامارة بالسوء الا مارحم ربی

فقط

محمد مسعود اظہر

۱۲ شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ اللہ رب العزت جس کے ساتھ خیر اور بھلائی کا معاملہ فرمانا چاہیں اس کو دین کی سمجھ اور گہرائی عطا فرما دیتے ہیں اور ایسے لوگوں کی زندگی کے مختصر اوقات میں اتنی برکت ہو جاتی ہے کہ وہ تھوڑے وقت میں بہت زیادہ کام کر گزرتے ہیں۔

مجاہدین کے عظیم رہنما حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب دامت برکاتہم بھی ایسی ہی خوش قسمت شخصیات میں سے ہیں جن سے اللہ پاک نے بہت کم مدت میں جہاد کا بہت زیادہ کام لیا ہے اور لے رہے ہیں۔ اور مولانا کو اللہ پاک نے علم و عمل، غیرت و حمیت، حیا اور تواضع، اخلاق و کردار، شعر و ادب، لطافت و ظرافت، زہد و تقویٰ، استغنا و خودداری کے ساتھ انشاء پردازی اور شعلہ مقالی جیسی اہم صفات اور خصوصیات سے بھی نوازا ہے۔

مولانا اس دور میں جہاد کی نسبت سے عالمِ اسلام کے لئے ایک درخشندہ آفتاب کی

حیثیت رکھتے ہیں۔ جن کی جہادی کرنوں نے افریقہ، یورپ، متحدہ عرب امارات، بنگلہ دیش، برما، صومالیہ، کینیا، تاجکستان، الجزائر، برطانیہ، سوڈان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے محکم فریضے سے منور کر دیا ہے۔

مولانا کو پڑھنے اور سننے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ جس طرح ان کی تحریر میں پاکیزگی اور ستھرائی، عزم و یقین اور شگفتگی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ان کی تقاریر میں بھی متانت و وقار، سلاست و روانی، فصاحت و بلاغت، سچائی اور صداقت، اور وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ایک اچھے اور سلجھے ہوئے مقرر میں ہوتی ہیں۔

مولانا کو پڑھنے اور سننے والوں کی شدید خواہش اور بزرگوں کا اصرار تھا کہ ''صدائے مجاہد'' میں مولانا کے منتشر مضامین اور کیسٹوں میں بند تقاریر کو افادۂ عام اور دعوتِ جہاد کی غرض سے جمع کر کے کتابی شکل دیدی جائے۔

چنانچہ راقم الحروف نے ''صدائے مجاہد'' میں مولانا کے قلمی رشحات کو جمع کرنے کا عزم کیا اور ان مضامین کو جمع کر کے کچھ ابواب میں مرتب کیا ہی تھا کہ جہاد کی دیگر اہم مصروفیات کی وجہ سے یہ کام مزید آگے نہ بڑھ سکا۔ (اب مولانا کے اداریئے، تجزیئے اور اہم مضامین ''مجاہد کی اذان'' کے نام سے منظر عام پر آ چکے ہیں۔)

لیکن اس دوران جہاد سے محبت رکھنے والے علماء کرام اور دیگر کرم فرماؤں کا اصرار بڑھتا گیا کہ مولانا کی تقاریر کو بھی جمع کر کے شائع کیا جائے۔

کیسٹوں سے تقاریر کو نقل کرنا، جملوں کی تقدیم و تاخیر، مضامین کی ترتیب اور عنوانات، حدیث کے الفاظ اور ان کو حوالوں سے مزین کرنا، یہ ایک مشکل اور وقت طلب کام تھا۔

مگر اللہ رب العزت کی ذات پر بھروسہ کر کے دعوت جہاد کی نیت سے یہ کام شروع کر دیا۔ جہاد کی برکت اور بزرگوں کی دعاؤں سے وقت میں بڑی برکت ہوئی اور بہت تیزی سے یہ کام تکمیلی مراحل طے کرنے لگا۔

صرف دو ماہ میں لکھی جانے والی ''خطبات جہاد'' کی پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے جو روایتی خطبات یا خطبات کی کتابوں کی فہرست میں اضافہ کرنے کی نیت سے نہیں لکھی گئی۔

بلکہ یہ ایک نظریۂ انقلاب ہے، دعوت کردار ہے۔

یہ مقصد راہروؤں کی منزل کی تعیین ہے۔

جہاد اور شہادت پر ایک علمی مقالہ ہے۔

جذبۂ جہاد اور شوق شہادت کے لئے سنگ میل ہے۔

خطباء اور داعیان جہاد کے لئے راہنما ہے۔

جس میں علمی نکات بھی ہیں، مظلوموں کی آہیں اور فریادیں بھی، اور شہداء کے حیرت انگیز واقعات بھی۔

جس کی اہمیت اور افادیت کو استاذ محترم حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب دامت برکاتہم کی تقریظ اور مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کے ''حرف اول'' نے دوچند کر دیا ہے۔

بہر حال ''خطبات جہاد'' کے سلسلے کا نقشِ اول پیش خدمت ہے اور دعوتِ جہاد کا یہ سلسلہ انشاء اللہ چلتا رہے گا۔

ہم نے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی ہے کہ یہ مجموعہ بہتر سے بہتر انداز سے آپ کی خدمت میں پیش کریں۔

اگرچہ تقریر کا انداز تحریر میں نہیں لایا جا سکتا مگر پھر بھی کوشش کی ہے کہ ہر ہر جملہ تحریر میں الگ الگ پیش کیا جائے جس طرح تقریر میں بیان ہوتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین محترم اس کو پسند فرمائیں گے۔

اور اصلاح کی نیت سے غلطیوں سے بھی مطلع فرمائیں گے۔

اور اگر قارئین کا تعاون، حوصلہ افزائی اور دعائیں شامل حال رہیں تو انشاء اللہ ''خطبات جہاد'' کے باقی حصے بھی آپ کی خدمت میں پہنچتے رہیں گے۔

آخر میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی طرح کا تعاون کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مرتب سمیت جملہ معاونین، قارئین اور عامۃ المسلمین کے لئے اس کتاب کو ذریعۂ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائے اور خطبات کے اس سلسلے کو امت مسلمہ کے شعور اور بیداری کا ذریعہ بنائے اور اور ہم سب کو جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت نصیب فرمائے، آمین۔

سلطان محمود ضیاء

عقیدہ جہاد

ہم نے قسم کھائی ہے کہ مسجد اقصیٰ کی آزادی تک

کشمیر کی آزادی تک .... پوری دنیا میں اللہ کے

دین کی عظمت تک۔

صبح بھی لڑینگے شام بھی لڑیں گے

سمندروں میں بھی لڑیں گے، خشکی میں بھی لڑیں گے

امریکہ ہو گا لڑیں گے .... روس آئے گا لڑیں گے

سربیا آئے گا لڑیں گے

جب اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیدیا ہے .... ہم جہاد بند نہیں کریں گے

چاہے ہماری جانوں کے ٹکڑے ہو جائیں۔

عقیدۂ جہاد

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

كتب عليكم القتال وهو كره لكم وعسى ان تكرهوا شيئًا وهو خيرلكم وعسى ان تحبوا شيئًا وهو شرلكم والله يعلم وانتم لاتعلمون

(البقرة:٢١٦)

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو طبعاً گراں معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں باعث خرابی ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لااله الا الله وان محمداً رسول الله۔ (صحیح بخاری ص ٨ ج ١)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جہاد کروں جب تک وہ اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی نہ دیدیں۔

میرے واجب الاحترام مسلمان بھائیو، بزرگو اور دوستو!

اللہ رب العزت نے ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی کیلئے جو احکامات اور فرائض اتارے ہیں ان پر یقین رکھنا اور ان پر عمل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری دنیا بھی بہتر ہو، ہماری قبر بھی اچھی رہے اور آخرت میں بھی رسوائی نہ ہو تو ہمیں اللہ پاک کی طرف سے اتارے گئے ایک ایک حکم کو ماننا ہوگا اور ایک ایک حکم پر عمل کرنا ہوگا۔ اور جناب نبی اقدس ﷺ کے ایک ایک طریقے کو اپنی زندگی میں لانا ہوگا۔

ہر فرض کے دو درجے ہیں

اللہ رب العزت کے ہر حکم کے دو درجے ہیں:

(١) ایک ہے کسی حکم کو ماننا اور اس کا عقیدہ رکھنا۔

(٢) اور دوسرا اس حکم پر عمل کرنا اور اسکو اپنی عملی زندگی میں لانے کے لئے اپنی پوری محنت کو خرچ کرنا۔

اللہ رب العزت نے ہم پر نماز کو فرض کیا ہے اگر ہم نماز پڑھیں تو اس میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے اور اگر ہم نماز نہ پڑھیں تو اس میں اللہ کا کوئی نقصان نہیں، ہمارا ہی نقصان ہے۔

اور اگر ہم نماز کو اللہ کا فریضہ سمجھتے ہوئے پابندی سے ادا کریں تو اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ گویا اس میں ہماری دو ذمہ داریاں ہیں ایک یہ کہ نماز کو فرض ماننا کہ واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہم پر فرض ہے اور دوسری یہ کہ نماز کو ادا کرنا۔

اب اگر کوئی شخص نماز کو فرض ماننے ہی سے انکار کردے تو وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

لیکن جو مانتا ہے مگر پڑھتا نہیں وہ مسلمان تو رہے گا مگر اس کا فعل کافروں جیسا ہے کہ کافر بھی نماز نہیں پڑھتے، یہ بھی نہیں پڑھتا۔

جہاد اور مسلمانوں کی ذمہ داری

اللہ پاک نے اس دین کی حفاظت کے لئے اور اس دین کو پوری دنیا پر غالب کرنے کیلئے جو فریضہ اور حکم اتارا ہے وہ جہاد کا حکم ہے۔

اب جہاد کے سلسلے میں بھی امت پر دو چیزیں ضروری ہیں:

پہلا کام جہاد کو ماننا کہ واقعی جہاد اللہ پاک کی طرف سے ایک فریضہ ہے۔

دوسرا اس جہاد میں نکل کر اپنی جان اور مال کو اللہ کے راستے میں قربان کرنا اگر ہم نے جہاد کو ماننے سے بھی انکار کر دیا تو پھر ایسا ہے جیسے ہمارے دلوں پر مہر لگ گئی کہ وہ فریضہ جسے اللہ نے قرآن میں ایک مرتبہ نہیں بلکہ قرآن مجید کے تیس پاروں میں سے تقریباً ہر پارے میں اس فریضے کو بیان کیا ہے، اسی فریضے کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے قرآن میں باقاعدہ سورتیں نازل فرمائی ہیں اور اس فریضے کو ماننے اور کرنے کا حکم دیا ہے تو اب اگر کوئی آدمی اس فریضے کو نہ مانے تو وہ دارہ اسلام سے خارج ہو جائے گا نعوذ باللہ۔ لیکن جو مانتا تو ہو اور کرتا نہ ہو تو وہ گناہگار ہوگا۔

بدقسمتی یہ کہ کافروں نے پوری محنت کی اور کوشش کی کہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالیں ان کی تو صبح وشام کی کوشش یہ ہے کہ مسلمان، مسلمان بن کر دنیا میں نہ رہیں چنانچہ ایسی محنت کی گئی اور ایسی کوشش کی گئی کہ مسلمان نے جہاد کو ماننے ہی سے انکار کر دیا۔ آج کتنے مسلمان ایسے ہیں کہ جو جہاد کے فریضے کو جانتے تک نہیں کہ جہاد کسے کہتے ہیں؟ جہاد کب فرض ہوتا ہے؟ جہاد اللہ کا حکم ہے یا نہیں؟ ان کے دل ودماغ کے اندر یہ چیز بالکل نہیں رہی۔

چوبیس گھنٹے کی زندگی میں ایک منٹ انہوں نے نہیں سوچا، اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں ایک منٹ نہیں سوچا کہ اللہ کا کتنا بڑا فریضہ آج ہم سے چھوٹا ہوا ہے۔

دین کی ڈیفنس لائن

جس فریضے کو اللہ پاک نے ان الفاظ میں فرض فرمادیا ہے:

كتب عليكم القتال وهو كره لكم

کہ اللہ کے راستے میں لڑنا کافروں کا مقابلہ کرنا تم پر
فرض کر دیا گیا ہے لیکن تمہیں گراں گزرتا ہے تمہاری
طبیعت اس کو مانتی نہیں، لیکن یاد رکھو:

وعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم

ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور
اللہ پاک تمہارے لئے اس میں خیر ڈالدیں۔

ایسا فریضہ ہے جسے اللہ پاک نے نماز کا بھی محافظ بنایا، جسے مساجد کا بھی محافظ قرار دیا، جسے علماء کا بھی محافظ بنایا، جسے پورے دین کی ڈیفنس لائن قرار دیا۔ پورے دین کے تحفظ کیلئے جس فریضے کو اللہ نے اتارا مسلمانوں کی زندگیوں میں سے وہ فریضہ نکل گیا۔

عقیدۂ جہاد

تو میرے بھائیو، بزرگو! اس فریضے پر یقین رکھنا کہ جہاد اللہ کا حکم ہے اور جہاد اللہ کی طرف سے فرض ہے اور جہاد دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے یہ عقیدہ اور یقین رکھنا ہم پر فرض ہے جو یہ یقین اور عقیدہ نہیں رکھے گا اس کا نعوذ باللہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کو اپنے ایمان کی تجدید کی ضرورت ہوگی۔

یہ مسئلہ تمام کتابوں میں لکھا ہے اور تمام علماء نے بیان کیا ہے:

''جو آدمی قرآن مجید کی آدھی آیت کا انکار کر دے قرآن کے ایک جملے اور ایک حرف کا انکار کرے وہ آدمی مسلمان نہیں رہتا۔'' تو جو آدمی قرآن کی تقریباً ساڑھے چار سو آیات جن میں جہاد کا ذکر ہے ان کا انکار کر دے تو وہ کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے؟

جہاد کے متعلق شبہات

آج جہاد کے متعلق جو ہم نے ذہن میں شبہے بنا رکھے ہیں، اعتراضات بنا رکھے ہیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کل کافر لوگ انہی اعتراضات کو الٹا ہمارے اوپر استعمال کریں گے۔

اگر آج ہم کہیں کہ جہاد ہم اس لئے نہیں کرتے کہ ہماری استطاعت نہیں تو کل کوئی کھڑا ہو جائے گا کہ ہم روزہ نہیں رکھ سکتے۔ اسلئے کہ بارہ گھنٹے روزہ رکھنا ہماری استطاعت نہیں ہے۔ پہلے ایک دو گھنٹے پریکٹس کریں گے اس کے بعد بارہ گھنٹے روزہ رکھیں گے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ جہاد سے پہلے ایمان کے کسی خاص درجے کی ضرورت ہے کہ ایمان اس مقام تک پہنچ جائے تب جہاد فرض ہوگا اس لئے کہ اللہ نے قرآن میں جہاد کا حکم ایمان والوں کو دیا ہے تو پہلے ایمان بعد میں جہاد تو کل کوئی ظالم کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا میں نماز نہیں پڑھتا اسلئے کہ نماز کا حکم بھی اللہ نے ایمان والوں کو دیا ہے تو پہلے میں ایمان بنالوں پھر نماز پڑھوں گا۔

کلمہ پڑھنے کے بعد آدمی ایمان والا ہو جاتا ہے۔ اب اس ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے نماز بھی پڑھی جائے گی۔ اس ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے حج بھی کرنا پڑیگا روزہ بھی رکھنا پڑیگا، زکوۃ بھی دینی پڑیگی۔ ایمان تو ان چیزوں سے مضبوط ہوگا ورنہ کوئی ظالم کہنا شروع کردے کہ میں کیسے نماز پڑھوں ابھی تو میرا اتنا ایمان نہیں کہ نماز میں اللہ سے گفتگو کرسکوں مجھے تو نماز میں دنیا کے خیالات آتے ہیں، مجھے تو نماز میں دکانداری کے خیالات آتے ہیں، اسلئے میں نماز نہیں پڑھتا تو اس سے کہا جائے گا نماز پڑھتا رہ، پڑھتا پڑھتا سیکھ جائے گا۔ اسی طرح جہاد کرتا رہ کرتا کرتا سیکھ جائے گا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ایک آدمی ابھی کلمہ پڑھتا تھا اور فوراً جہاد میں جا کر شہید ہو جاتا تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے تھے کہ یہ جنتی ہے۔ ایک آدمی ابھی کافروں کی طرف سے لڑ رہا تھا کہ اچانک اس کے دل میں ایمان اترا وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور پھر لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ اللہ نے ان لوگوں کیلئے جنت کو واجب کر دیا ان لوگوں نے کتنی دیر لگائی کلمہ پڑھنے کے بعد۔

مکی اور مدنی زندگی

اور اگر ہم جہاد کے بارے میں یہ عذر رکھیں کہ جہاد تو مدینہ میں نازل ہوا تھا مکہ میں نہیں۔ لہذا پہلے ہم مکہ والے عمل کریں گے اور پھر بعد میں مدینہ والے عمل کریں گے۔

ان سے کہا جائے گا کہ روزہ بھی تو مدینہ منورہ میں فرض ہوا ہے۔ حج بھی مدینہ منورہ میں فرض ہوا، زکوۃ کا نصاب اور ترتیب بھی مدینہ منورہ میں فرض ہوئی۔

شراب بھی مدینہ میں حرام ہوئی، پردے کا حکم بھی مدینہ میں آیا، دین تو مدینہ منورہ میں

کامل ہوا۔

اگر یہ کہتے ہو کہ پہلے مکہ والے اعمال درست کریں گے پھر جہاد فرض ہوگا تو تمہاری یہ بات غلط ہے، پھر مدینہ والے سب اعمال چھوڑ دیں پہلے مکہ والے پورے اعمال پر عمل ہو جائے پھر مدینہ والے شروع کریں گے۔

ارے خدا کے بندو! مکی اور مدنی زندگی اعمال کے اعتبار سے الگ الگ نہیں۔ مکی زندگی میں بھی احکامات تھے اور مدنی زندگی میں بھی احکامات تھے۔ جب کلمہ پڑھا احکامات فوراً آگئے کوئی تفریق نہیں۔

جیسے ہی ہم کلمہ پڑھیں گے نماز فرض ہو جائے گی، جیسے ہی ہم کلمہ پڑھیں گے جہاد کا وقت آجائے گا جہاد فرض ہو جائے گا کوئی عذر ہمیں جہاد کے سلسلے میں نہیں کرنا چاہئے۔

اختلافات سے جہاد ساقط نہیں ہوتا

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ ہم جہاد اس لئے نہیں کرتے کہ مجاہدین آپس میں لڑتے ہیں تو پھر کچھ یہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے اسلئے کہ مسجد میں نمازی آپس میں لڑتے ہیں۔

اختلافات اور جھگڑے تو ہر طرف جاری ہیں ان کی وجہ سے ہم پورے دین کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں؟ ان اختلافات کی وجہ سے نہ جہاد ساقط ہوتا ہے اور نہ دین کا کوئی اور حکم۔

ہمارے اسی جہاد کو اللہ قبول فرمائیں گے

دوستو! اس دور میں ہماری نماز صحابہؓ والی نماز نہیں ہے اس دور میں ہمارا جہاد صحابہؓ جیسا جہاد نہیں ہے۔ جس طرح اس ٹوٹی پھوٹی نماز کو اللہ رب العزت قبول فرمائیں گے انشاء اللہ اسی طرح اس ٹوٹے پھوٹے اور اختلافات والے جہاد کو بھی اللہ پاک قبول فرمائیں گے۔ جس طرح اس نماز پر رحمت نازل ہو رہی ہے اسی طرح اللہ کی قسم آج کے جہاد پر آسمان سے فرشتے اترتے ہیں۔ جنہیں مجاہدین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اسی جہاد میں مارے جانے والے شہید کے جسم سے خون نکلا خوشبو آئی مشک وعنبر کی خوشبو آئی جو لوگوں نے اپنی ناک سے سونگھی میں نے خود الحمدللہ اپنی ناک سے سونگھی ہے۔

اللہ پاک نے پینتیس مجاہدین کو دو ہزار کافروں پر غلبہ دیا یہ چیز اس دور کے جہاد میں نظر

آئی۔ مجاہد نے پتھر مارا اللہ نے ٹینک تباہ کر دیا یہ اس دور میں نظر آئی۔ کتنے ہی مجاہدین کو ہر رات خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ کتنے ہی مجاہدین کو شہادت کے وقت جنت میں محل دکھایا گیا اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے جنت کا محل نظر آ رہا ہے۔ یہ سب کچھ جہاد میں ہوا اس ٹوٹے پھوٹے جہاد میں ہوا۔ اس ٹوٹے پھوٹے جہاد نے کمیونزم کو تباہ کر دیا ہمیں اس جہاد کو ماننا ہوگا، اس جہاد کو زندہ رکھنا ہوگا بہانے بنانے سے اور پیچھے ہٹ جانے سے جہاد کا مسئلہ ساقط نہیں ہوگا۔

جہاد سے رہ جانے والے مسلمانوں کی حالت

دسویں پارے کے آخر میں اللہ رب العزت نے ان مسلمانوں کی حالت کو بھی بیان کیا ہے جو کسی عذر کی وجہ سے جہاد سے رہ جاتے تھے۔

اور ان منافقین کی حالت کو بھی بیان کیا ہے جو جہاد سے بچنے کے لئے عذر اور بے بنیاد بہانے بناتے تھے۔

وہ مسلمان جو کسی عذر کی وجہ سے رہ جاتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان پر کوئی گناہ نہیں:

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ

ان لوگوں پر کوئی گناہ نہیں جو حقیقتاً جہاد میں جانے
کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ان لوگوں پر جو بیمار ہیں۔

ولا علی الذین لایجدون ماینفقون

حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ

اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے جن کو خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں جبکہ وہ اللہ اور رسول کے ساتھ (دین کے معاملے میں) مخلص ہوں۔

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم

اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے جو آپ کے پاس سواری لینے کیلئے آتے ہیں۔

قلت لا اجد ما احملکم علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ میرے پاس تو سواری نہیں جس پر تم کو سوار کر سکوں۔

تولوا واعینھم تفیض من الدمع

حزنا الا یجدوا ما ینفقون

(التوبہ آیت ۹۲)

تو وہ اس حالت میں واپس ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں کہ ہائے ان کے پاس خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔

منافقین کی حالت

آگے قرآن کہتا ہے:

انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیاء

پس الزام اور مواخذہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو بغیر عذر کے
جہاد سے دور ہوتے ہیں۔ "وھم اغنیاء" اور وہ غنی بھی ہیں

انکے پاس جسمانی طاقت بھی ہے، ان کے پاس پیسے کی طاقت بھی ہے اور سب کچھ ہے۔

رضوا بان یکونوا مع الخوالف

وہ راضی ہوگئے خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر

وطبع اللہ علی قلوبھم فھم لایعلمون

(التوبہ آیت ۹۳)

اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے جس کی
وجہ سے وہ گناہ اور ثواب کو جانتے بھی نہیں۔

یہ فرق کیوں؟

کہ اللہ کے نبی ﷺ تو خود جہاد میں نکلیں، جہاد میں نکل کر زخمی ہوں، اللہ کے نبی ﷺ نے جہاد کی ترغیب دی، اللہ کے نبی ﷺ نے جہاد کا لباس پہنا، اللہ کے نبی ﷺ نے یہاں تک فرمایا:

ان اللہ بعثنی بالسیف

(مصنف ابن ابی شیبہ، فتح الباری)

اللہ نے مجھے تلوار دے کر بھیجا۔

اللہ کے نبی ﷺ اپنے صحابہ ؓ کو جہاد کے میدان میں لائے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی دس سالہ زندگی کے اندر خود بیاسی جنگیں لڑی ہیں۔ جن میں ستائیس کی خود کمان کی ہے اور باقی میں اپنے صحابہ ؓ کو بھیجا۔ دس ہزار سے زائد صحابہ ؓ وتابعین ایک جنگ کے اندر شہید ہوگئے۔ صحابہ ؓ کے جسموں کے ٹکڑے جہاد کے میدانوں میں بکھر گئے۔ پہلے پارے سے لے کر تیسویں پارے تک ہر پارے میں جہاد کا حکم نازل ہوا اب بھی اگر جہاد سمجھ میں نہیں آتا، اب بھی وہ سمجھتے ہیں کہ اعتراضات کر کے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ ان کو بتادیجئے:

الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً

اگر تم جہاد میں نہ نکلے خدا تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

ویستبدل قوماً غیر کم (التوبۃ: ۳۹)

اور تمہاری جگہ خدا کسی اور قوم کو لائے گا۔

اللہ کے لئے جان دینے والا کوئی نہیں

آج جہاد نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اپنے گھروں میں قید کیا جارہا ہے آج جہاد نہ ہونے کی وجہ سے کشمیر میں ایک مسلمان لڑکی کی چودہ ہندوؤں نے عزت لوٹی اور اس کے ماں باپ اس کے سامنے بیٹھے رہے' آج اگر جہاد ہوتا تو کس کو ہمت ہوتی کہ بابری مسجد کو گرا سکتا، اگر جہاد ہوتا ہم دنیا میں دھکے کھاتے پھرتے؟ خدا کی قسم نہیں۔

اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے جہاد اس لئے اتارا تاکہ ہم غالب ہو کر رہیں۔

لیظہرہ علی الدین کلہ (التوبۃ: ۳۳)

تاکہ یہ دین پوری دنیا پر غالب ہو کر رہے۔

مسلمان غالب ہو کر رہیں' مگر ہم بزدل ہوگئے' ہم نے عورتوں کی طرح چوڑیاں پہن لی ہیں۔ آج کوئی نوجوان جان دینے کیلئے تیار نہیں۔ آج اللہ کیلئے اللہ کی دی ہوئی جان قربان کرنے کیلئے کوئی آمادہ نہیں۔

ملک کیلئے جان دینے کیلئے تیار' قومیت کیلئے جان دینے والے بہت، اپنی پارٹی کیلئے جان دینے والے بہت، میرے اللہ کیلئے جان دینے والا، دین کے لئے جان دینے والا کوئی نہیں جس کی وجہ سے آج پوری دنیا میں ہم ذلیل وخوار ہوگئے۔

جہاد ایمان کا حصہ ہے

میرے دوستو! میں شرح صدر کے ساتھ کہتا ہوں کہ جہاد ایمان کا حصہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

جہادکم ایمانکم وایمانکم جہادکم

تمہارا ایمان تمہارے جہاد میں ہے، اور تمہارا جہاد تمہارے ایمان کے اندر ہے۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے کامل ایمان والا کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو جہاد کرتا ہے۔'' ایک صحابی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو کلمہ پڑھایا، ارکان اسلام بتلائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اس بات پر بھی بیعت کرو کہ زکوٰۃ دو گے اور جہاد کرو گے۔'' معلوم ہوتا ہے کلمہ پڑھتے ہی جہاد فرض ہو جاتا ہے۔

اس آدمی نے کہا: ''یارسول اللہ میں جہاد نہیں کرسکتا میدان سے پیچھے ہٹ جاؤں گا جس پر سخت وعید سنی ہے کیونکہ ابھی میرا ایمان پختہ نہیں ہوا۔''

اور میں زکوٰۃ نہیں دے سکتا اس لئے کہ میرے پاس پیسے نہیں۔

اللہ کے نبی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور فرمایا:

لاصدقة ولا جہاد (طبرانی اوسط، بیہقی، حاکم)

''نہ تو جان کی قربانی دے گا اور نہ مال کی قربانی دے گا فبما تدخل الجنة ''کس طرح جنت میں داخل ہوگا؟'' تو جان اور مال کی قربانی کے بغیر جنت نہیں ملتی۔

عظمت کے مینار

نوجوانوں سے میں کہوں گا آؤ ہمارے ساتھ جہاد کی ٹریننگ کرو، آج عزت وعظمت کے مینار تعمیر ہو رہے ہیں۔

نوجوان اعتراضات سے بالاتر ہو کر اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ ماؤں نے اپنے بچوں کو بھیج دیا، جو آج عزت وعظمت کے راستے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

ہم نے قسم کھائی ہے کہ مسجد اقصیٰ کی آزادی تک
ہم نے قسم کھائی ہے کہ پوری دنیا میں اللہ کے دین کی عظمت تک
ہم نے قسم کھائی ہے کہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی عزت کو حاصل کرنے تک
کشمیر کی آزادی تک فلسطین کی آزادی تک
انشاء اللہ صبح بھی لڑیں گے شام بھی لڑیں گے
سمندروں میں بھی لڑیں گے خشکی میں بھی لڑیں گے
امریکہ ہوگا لڑیں گے روس آئے گا لڑیں گے
سربیا آئے گا لڑیں گے یہودی آئے گا لڑیں گے
جب اللہ نے حکم دے دیا
ہم جہاد بند نہیں کریں گے
ہماری جانوں کے ٹکڑے ہو جائیں
ہمارے جسموں کا خون بہہ جائے
خدا کی قسم جہاد تب بھی بند نہیں کریں گے

قافلۂ جہاد

آجاؤ نوجوانو! ہمارے ساتھ جہاد کی تربیت حاصل کر کے اس قافلے میں شامل ہو جاؤ۔

بزرگو! جہاد کا عقیدہ دل میں رکھو بغیر جہاد کے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے ایمان مکمل کرو، جہاد کا عقیدہ رکھو، مسلمان عورتوں کو گھروں میں تیار کرو۔

اگر آج عیسیٰ علیہ السلام آجائیں وہ بھی جہاد کریں گے۔ حضرت مہدی آجائیں وہ بھی جہاد کریں گے، اور انکے ساتھ وہی نکل سکے گا جو جہاد کی ٹریننگ اور تربیت کر چکا ہوگا۔

اب تمام مسلمان جہاد کی نیت کریں اگر جہاد کے بارے میں کسی کو کچھ شبہات ہیں تو میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں خدارا اپنے ایمان کی خاطر ان شبہات کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ آج

بوسنیا میں بیس ہزار مسلمان عورتوں کی عزت لٹ گئی۔ وہ تمہاری مسلمان بیٹیاں تھیں۔ کشمیر میں ہزاروں مسلمان بیٹیوں کی عزت لٹ گئی۔ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والی بیٹیاں تھیں۔ ان کی عزت کا کسی نے تحفظ نہیں کیا۔

ہمارا قرآن جل گیا اب بھی لوگ ہمیں جذباتی کہتے ہیں۔

ہماری مساجد گرا دی گئیں، ہمارے معصوم بچوں کو ذبح کر دیا گیا۔ ہمارا کیا باقی رہا۔ مسجد نبوی ﷺ پر قبضہ کرنے کیلئے یہودی پلان بنا چکے ہیں۔ اب اگر ہمیں جہاد سمجھ میں نہیں آتا تو پھر کس دن سمجھ میں آئے گا۔ آج بھی اگر اللہ کیلئے قربانی دینا نہیں آئی تو پھر کس دن آئے گی۔

خدارا جہاد کی مکمل نیت کریں۔ ورنہ منافقت کی موت ملے گی۔ حدیث میں آتا ہے کہ:

من مات ولم يغزو ولم يحدث به
نفسه مات على شعبة من نفاق

(مسلم، ابوداؤد، نسائی)

اس لئے تمام حضرات جہاد میں جانے کی پختہ نیت کریں اور دعا کریں اللہ تعالیٰ مجاہدین کو فتح دے اور ان کی نصرت فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دین کامل اور قتال

میرے معزز علماء کرام اور طلبہ ساتھیو!

خداراہ اب دین کیلئے کچھ کرنے کی نیت کرلو..... اس خول اور تنگ پنجرے سے نکل آؤ..... جس میں ہم نے اپنے آپ کو بند کیا ہوا ہے۔

اختلافات ختم کرکے اپنے ذہنوں میں وسعت پیدا کرو، کب تک ہم تنگ نظری میں پڑے رہیں گے۔

اور دہشت گردی کے الزام سے گھبرا کر اپنے سر مت چھپاتے پھرو۔

بلکہ سینہ تان کر ہاتھوں میں اسلحہ اٹھا کر دین کی عظمت کے لئے میدانوں میں نکل جاؤ۔

یہی ہمیں اسلام سکھاتا ہے..... یہی نبی کی سچی وراثت ہے۔

یہی دین کامل کی دعوت ہے..... اور یہی عظمت کا راستہ ہے۔

۱۲، اگست ۱۹۹۳ء دارالعلوم بری برطانیہ میں
علماء اور طلبہ کے عظیم اجتماع سے فکر انگیز خطاب

دینِ کامل اور جہاد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق ليظهره على الدين كله و كفى بالله شهيداً

ترجمہ: وہ اللہ جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تا کہ غالب کرے اس دین کو تمام ادیان پر اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔

(الفتح آیت ۲۸)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان
اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ

(صحیح بخاری ص ۸ ج ۱)

ترجمہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرلیں۔

اس فکر میں غنچے زرد ہوئے اس سوچ میں کلیاں سوکھ گئیں
آئینِ گلستاں کیا ہوگا دستورِ بہاراں کیا ہوگا

....

اے موجِ حوادث ان کو بھی دوچار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل پر طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

....

کشتی نہ رہی، ساحل نہ رہا، ساحل کی تمنا بھی نہ رہی
اے پوچھنے والے ظاہر ہے انجام ہمارا کیا ہوگا

میرے عزیز طلبہ ساتھیو!

اس مجلس میں بڑے بڑے علماء کرام تشریف فرما ہیں۔

اور یہ اکابر کی اصاغر پر شفقت کی دلیل ہے جو ہمیشہ سے رہی ہے۔

میں اپنے اکابر علماء کرام کے ارشادات کی روشنی میں
آپ طالب علم حضرات کو مخاطب کرکے چند گذارشات کروں گا۔

آئینہ

ایک عارف باللہ بزرگ کا فرمان ہے کہ:

جب تم آئینہ دیکھو تو غور کرو کہ تم خود کو خوبصورت پاتے ہو یا بدصورت۔

اگر تم آئینے میں اپنی شکل وصورت کو خوبصورت پاتے ہو تو فوراً یہ عزم کرلو کہ ہم اس خوبصورت شکل کو گناہوں اور بدکاریوں سے خراب نہیں کریں گے۔

اور اگر تمہیں آئینے میں اپنی شکل اچھی نظر نہیں آتی یعنی تم خود کو بدصورت پاتے ہو تو پھر یہ عزم کرو کہ تم اپنے اندر دو خرابیوں کو کبھی جمع نہیں ہونے دو گے ایک شکل کی بدصورتی اور دوسری اعمال کی برائی، کہ شکل بھی بری ہو اور اعمال بھی بد ہوں تو یہ دو برائیوں کا جمع ہونا ہے۔

یعنی اچھے اعمال انسان کی ظاہری برائیوں کو چھپا لیتے ہیں

تو آج کی اس مجلس میں ہم علماء اور طلباء کے فضائل کو

صرف اس اعتبار سے نہیں دیکھیں گے کہ

ہمارے لئے دریاؤں میں مچھلیاں

جنگلوں اور صحراؤں میں درندے، پرندے اور دیگر حیوانات دعا کرتے ہیں۔

اللہ کے نورانی فرشتے ہمارے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

اور بلوں کے اندر چیونٹیاں ہمارے لئے استغفار کرتی ہیں۔

بلکہ اس بات پر غور کریں گے کہ اللہ پاک نے

ہمیں یہ فضائل کس وجہ سے عطا فرمائے ہیں۔

اور ہم اس پر قائم ہیں کہ نہیں۔

اللہ پاک نے ہماری نسبت اس علم کے ساتھ کردی ہے جس سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

جس سے جناب نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کا علم ہوتا ہے اس علم کے ساتھ ہمارا تعلق ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی وراثت نصیب ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ پوری انسانیت کیلئے رحمت بن کر آئے۔

آپ ﷺ نے ظلم کو ختم کرکے عدل قائم کیا۔

پوری دنیا سے فساد ختم کرکے امن وسلامتی والا نظام قائم کیا۔

اگر ہم آج وہی کام کریں جو رسول اللہ ﷺ نے کئے تھے اور ہمیں کرنے کا حکم دیا تھا تب تو ہمارے لئے۔

بلوں میں چیونٹیاں، سمندروں میں مچھلیاں، صحراؤں میں درندے، پرندے دعاو استغفار کریں گے۔

اور ہم آپ ﷺ کے وارث کہلائیں گے۔

اور اگر ہماری موجودگی میں مظلوموں پر ظلم ہوتا رہا۔

معصوم بچوں کو ذبح کیا جاتا رہا۔

خواتین اسلام کی عزتوں سے کافر کھیلتے رہے۔

تری اور خشکی میں فساد برپا ہوتا رہا!

تو پھر ہم کس طرح ان فضائل کے مستحق ہوں گے؟

کفر کے لئے خطرہ

آج پوری دنیا کے کافروں نے دینی مدارس کے طلبا اور علماء کو جو کچھ سمجھا ہے حقیقت یہ ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اس طرح نہیں سمجھ سکے۔

جب ہم تمام روشنیاں گل کر کے رات کی تاریکی میں آرام کی نیند سو جاتے ہیں۔

تو اس وقت کافر اپنے تہہ خانوں میں روشنیاں جلا کر اور سر جوڑ کر ہمارے متعلق سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ دنیا میں اگر ہمارے لئے کوئی خطرہ بن سکتا ہے تو وہ یہی علماء اور طلباء ہیں۔

کافروں کو ہمارے حکمرانوں سے، وزراء سے، سیاست دانوں سے، دانشوروں سے کوئی خطرہ نہیں۔

سیاست کا میدان ہو یا اسلحے کا۔

قیادت کی بات ہو یا سیادت کی۔

وہ ہر میدان میں مسلمانوں کے خلاف لڑنے کو اپنی زندگی کا سب سے اہم مشن بنا چکے ہیں۔

وہ یہ عزم کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے ہٹایا جائے یا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

اور ان کا یہ پروگرام ہے:

ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا

(البقرۃ آیت ۲۱۷)

کہ برابر وہ تم سے لڑتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا دیں اگر اس کی طاقت رکھیں۔

کافر اپنے اس پروگرام اور مشن میں کسی کو رکاوٹ محسوس کرتے ہیں تو وہ یہی علماء اور طلباء ہیں۔

اوراقِ غم

تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں کافروں نے اگر کسی طبقہ کو ظلم کا نشانہ بنایا تو وہ سب سے پہلے علماء اور طلباء ہی کا طبقہ ہے۔

افغانستان میں روس نے سب سے زیادہ بم دینی مدارس، مساجد، علماء کے گھر اور طلباء کے مراکز پر گرائے۔

بڑے بڑے علماء کو ٹینکوں کے پیچھے باندھ کر گھسیٹا گیا۔

سب سے زیادہ جیلوں میں علماء اور طلباء کو بند کیا گیا۔

بخارا، سمرقند اور دیگر مسلم ریاستوں میں روس نے سب سے زیادہ علماء اور طلباء ہی کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا۔

برصغیر میں انگریز نے آ کر کسی نواب کو ختم نہیں کیا بلکہ ان کو تو بڑی بڑی جاگیریں دیں۔

کسی مسٹر کو ختم نہیں کیا بلکہ مسٹر کو منسٹر بنا دیا۔

وہ علماء اور طلباء ہی تھے جن کو سور کی کھالوں میں بند کر کے جلایا گیا۔

درختوں کے ساتھ لٹکایا گیا۔ علماء کو ذبح کر کے دریاؤں میں پھینکا گیا۔

اصحابِ عزیمت

مگر ان کافروں کا جن علماء سے واسطہ پڑا تھا وہ حقیقت میں علماء تھے۔

ہماری طرح دین کی طرف اپنی نسبت کر کے دین کو بدنام کرنے والے نہیں تھے۔

آپس کے اختلافات میں اپنی زندگیاں کھپانے والے نہیں تھے۔

وہ سید احمد شہیدؒ اور مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے اصحاب عزیمت تھے۔

وہ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ اور مولانا قاسم نانوتویؒ جیسے رسول اللہ ﷺ کے سچے وارث تھے۔

وہ مولانا محمود حسنؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے استقامت کے پہاڑ تھے۔

جو کفر کے سامنے ڈٹ کر پامردی سے مقابلہ کرتے رہے۔

اور انگریز کو برصغیر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔

اور اس انداز سے شکست دی کہ آج تک وہ اس کو فراموش نہیں کر سکے اور اپنی عبرتناک شکست کے زخم چاٹ رہے ہیں۔

اختلاف کا مونوگرام

اسلحے کے میدان میں شکست کھانے کے بعد انگریز اور دوسری کفریہ طاقتوں کی محنت کا رخ بدل گیا اور انہوں نے

علماء پر دوسرے انداز سے محنت شروع کی۔

اور ہمارے اندر سے وہ چیز نکال دی جو اسلاف ہمیں دے کر گئے تھے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

اسلاف کا دیا ہوا عظمت اور ترقی والا راستہ ہم نے چھوڑ دیا، قرآن کا دیا ہوا نظریہ جہاد ہم بھول گئے،

جس کی وجہ سے آج پستی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن جب مالٹا کی جیل سے واپس آئے تو فرمایا کرتے تھے کہ امت کی پستی کا علاج صرف دو چیزوں میں ہے:

ایک قرآن مجید کو تھام لیں۔

اور دوسرا آپس کے اختلافات کو چھوڑ دیں۔

مگر آج ایک عالم ایک مولوی اور ایک طالب علم اپنے مدرسے کی زندگی میں اپنی مسجد کی

زندگی میں اور بیرونی زندگی میں اختلاف کا مونوگرام بن چکا ہے۔

آج دنیا کا ہر اختلاف میری اور آپ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

دنیا کی ہر لڑائی اور جھگڑے کی بنیاد علماء اور طلباء کو ٹھہرایا جاتا ہے۔

کافروں نے طرح طرح کے الزامات لگا کر،

علماء کی قدر امت کے ذہنوں سے نکال دی ہے۔

اور ہم کافروں کی سازشوں کا شکار ہو کر اپنا تشخص کھو بیٹھے ہیں۔

ہمارے سامنے آج کوئی مقصد کوئی نظریہ اور کوئی مشن نہیں۔

ہمیں بالکل مفلوج اور بے بس کر کے رکھ دیا گیا ہے۔

علماء کی ذمہ داری

آج ہمارے طلباء دورۂ حدیث سے فارغ ہو جاتے ہیں

مگر کسی کے ذہن میں کوئی مقصد اور نظریہ نہیں ہوتا

صرف ایک فکر ہوتی ہے کہ کھائیں گے کہاں سے۔

اور دنیا حاصل کرنے کے کیا کیا ذرائع اختیار کیے جائیں۔

ملکوں کی کرنسیوں کا حساب لگاتے ہیں کہ کہاں جا کر زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کریں۔

آج ایک عالم کی سوچ اور فکر اپنے پیٹ اور گھر کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔

حالانکہ

اللہ پاک نے ہمیں وہ علم دیا ہے،

جس علم کی روشنی میں ہم نے دنیا کو بتلانا تھا کہ حق یہ ہے، باطل یہ ہے، ظلم یہ ہے عدل یہ ہے۔

دنیا میں انصاف قائم کرنا میری اور آپ کی ذمہ داری تھی۔

دنیا میں دین کو عام کرنا میری اور آپ کی ذمہ داری تھی۔

دنیا میں جناب نبی کریم ﷺ کی امت کا تحفظ کرنا میری اور آپکی ذمہ داری تھی۔

آج ہر میدان میں علماء کی ضرورت ہے۔
علمی میدان میں بھی، قوت اور اسلحے کے میدان میں بھی۔
اگر غیر عالم قرآن کی تفسیر لکھے تو گمراہی کا خطرہ ہے۔
اور ہم کو اس پر اعتراض ہوگا، اس کو روکنے کی کوشش کریں گے، تا کہ امت کو گمراہ ہونے سے بچایا جاسکے۔
مگر یہ بات ہم نہیں سوچتے کہ آج دنیا میں قوت اور اسلحے کیوجہ سے سب سے زیادہ گمراہی پھیلائی جارہی ہے۔
اور اسلحے کی ساری طاقت آج کافر اور فاسق لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔
جو امت مسلمہ کو گمراہ کررہے ہیں۔
خود اسلامی ملکوں سے اسلامی احکامات کو نکال دیا گیا۔
عدالتوں سے قرآن کو نکال دیا گیا۔
سود کے نظام کو عام کیا جارہا ہے۔
آج ہم نے اسلحے کا میدان کافروں کے حوالے کردیا ہے:
جبکہ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو اس کا حکم دیا تھا۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة

(انفال آیت ٦٠)

اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے
جو کچھ جمع کرسکو قوت سے

جس طرح قرآن مجید کی تفسیر لکھنا صرف علماء کرام کا حق ہے اسی طرح اسلحے کا میدان بھی ہمیں اپنے ہاتھوں میں لینا چاہیے۔
دیکھو اللہ کے نبی ﷺ علمی میدان میں بھی خود قیادت فرمارہے ہیں۔
مسجد نبوی کے مصلے پر بھی کھڑے ہوکر خود امامت فرمارہے ہیں۔
مگر جب بدر کا میدان آتا ہے تو کمانڈر بھی خود آپ ﷺ ہیں۔
جس میدان میں اہل علم نہیں ہونگے وہاں کوئی کام صحیح طور پر نہیں چل سکے گا۔

آج دنیا میں خلافت کی بات سب سے زیادہ ہورہی ہے مگر علماء کی قیادت نہ ہونے کی وجہ سے وہ تحریکیں چند دنوں میں انتشار و اختلافات کا شکار ہوکر ختم ہوجاتی ہیں۔
اسی لئے علمی میدان ہو یا سیاسی میدان، دعوتی میدان ہو یا اسلحے اور قوت کا میدان۔
ہر میدان میں علماء کی ضرورت ہے اور علماء کو یہ ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے۔

معاشی تنگی ختم

اللہ رب العزت دین کا کام کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے۔
اگر ہم یہ عزم کرلیں کہ دین کیلئے کچھ کرنا ہے
تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین ہے کہ کبھی ہمیں معاشی پریشانی میں مبتلا نہیں فرمائیں گے۔
ہمارے اکابر علماء اور اسلاف نے حرمین شریفین کی سرزمین پر اپنی پیشانیاں رگڑ رگڑ کر اللہ رب العزت سے یہ فیصلہ کروالیا ہے کہ اس مسلک کے لوگ جو دین کا کام کریں گے کبھی معاشی تنگی کا شکار نہیں ہوں گے۔
دیوبند کے حضرت میاں یعقوب رحمہ اللہ جو بڑے مجذوب الحال بزرگ تھے رو رو کر اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔
ایک مرتبہ تین دن کے بعد گھر سے روتے ہوئے نکلے، کسی نے پوچھا کیوں رو رہے ہیں؟
فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے یہ منوا رہا تھا کہ دیوبند سے تعلق رکھنے والے جو دین کا کام کریں گے روزی کی پریشانی میں مبتلا نہ ہوں۔
ہمارے حضرت مفتی احمد الرحمن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے بھی اللہ سے یہ دعا کی ہے کہ ہمارے ان جامعات سے فارغ ہونے والے علماء جو اخلاص کے ساتھ دین کا کام کریں گے کبھی معاشی پریشانی کا شکار نہ ہوں۔
اس لئے میں دل کی گہرائی سے آپ حضرات کو کہتا ہوں کہ دل سے یہ فکر نکال دو کہ کہاں سے کمانا ہے، کیا کھانا ہے۔
بلکہ دین کی عظمت کی فکر دل میں بٹھالیں۔
اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا ہمارے لئے مسخر کردی ہے۔

روزی جو ہمارے مقدر میں ہوگی وہ لکھ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ استغنا اور عزت کے ساتھ کھلائیں گے۔ دین کا کام کرنے والوں کو انشاء اللہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے نہیں پڑیں گے۔

حضرت مولانا جلال الدین حقانی

حضرت مولانا جلال الدین حقانی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی چٹائی پر بیٹھ کر علم حاصل کرنے والے ایک عام طالب علم تھے۔

مگر دل میں یہ نیت کر لی کہ اللہ کے دین کے لئے کچھ کرنا ہے۔

یہ عزم لے کر صرف ساٹھ آدمیوں کے ساتھ میدان میں نکل کر دین کی عظمت کیلئے کمیونسٹوں سے ٹکرا گئے۔

فرماتے ہیں کہ ابتدا میں کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ چھ ماہ تک صرف پتے اور گھاس کھاتے رہے اور سر کے نیچے پتھر کو تکیہ بنا کر سو جاتے تھے۔

اور ان چھ ماہ کے آخری تین دن انتہائی مشکل میں گزرے، کیونکہ ہم ایسی جگہ پر تھے جہاں پتے اور گھاس بھی نہیں ملتا تھا۔ کانٹے دار جھاڑیاں تھیں۔ جو چبائی بھی نہیں جاتی تھیں۔

دشمن کے طیارے بمباری کر رہے تھے، کبھی بھاگنا پڑتا تھا کبھی چھپنا پڑتا تھا۔

تین دن سے ساتھی بغیر کچھ کھائے پئے معرکہ لڑ رہے تھے۔

آخر بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر گر پڑے۔

میں نے تیمم کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔

اور اللہ سے دعا کرنا شروع کر دی کہ:

یا اللہ! میں تو تیرے دین کی عظمت کیلئے نکلا تھا۔ آج اس سرزمین پر کفر چھا چکا ہے۔

ان کافروں نے بہن اور بھائی کے درمیان نکاح کی باتیں شروع کر دی ہیں۔

یا اللہ میں تو تیرے دین کے غلبے کیلئے نکلا ہوں۔

اس راستے میں میری جان بھی چلی جائے تو میری سعادت مندی ہوگی۔

مگر یہ ساتھی اگر مایوس ہو کر دشمن سے پیٹھ پھیر گئے تو کہیں تیرا غضب نازل نہ ہو جائے۔

یا اللہ مدد فرما۔

فرماتے ہیں کہ دعا کرتے کرتے میری آنکھ لگ گئی۔ نیند میں ایک بزرگ نے آ کر کہا:

''جلال الدین، جہاد کرتے ہو اور تین دن کی بھوک پر اتنے پریشان ہو گئے، یاد رکھو اس راستے میں آئندہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔''

آج وہی جلال الدین حقانی ہیں جن کے ساتھ ہزاروں مجاہدین ہیں اور سینکڑوں ٹینک ان کے قبضے میں ہیں۔

جن کا نام سن کر آج پوری دنیا کا کفر لرز رہا ہے۔

روس کا وزیر خارجہ ان سے ملنے کیلئے تین دن تک چکر لگاتا رہا اور وہ فرماتے تھے۔

''میرے پاس وقت نہیں ہے جہاد کے کاموں میں مصروف ہوں۔''

جہاد میں عزت

جہاد عظمت، ترقی اور بلندیوں والا راستہ ہے۔

اس میں دین کو عظمت ملتی ہے۔

اور دین والوں کا وقار بھی بڑھتا ہے۔

آج ہم جہاد کو چھوڑ کر اپنا مقام کھو بیٹھے ہیں۔

اور احساس کمتری کا شکار بھی ہو گئے ہیں۔

آج ایک ''ایس ڈی ایم'' یا عام سپاہی ہمیں اپنے دفتر میں بلا کر چند باتیں کر لے تو ہم پوری دنیا میں اس کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں کہ مجھے تو ایس ڈی ایم نے اپنے دفتر میں بلایا اور اخبارات میں اپنا بیان اور تصاویر سب کو دکھاتے پھرتے ہیں۔

آج علماء اور طلباء کی معاشرے میں کوئی قدر نہیں۔

بازار میں نکلتے ہیں تو طلباء سر سے ٹوپی اتار لیتے ہیں کہ کوئی مولوی صاحب نہ کہہ دے، ڈاڑھی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی صوفی نہ کہہ دے۔

دین اور دین والے آج ذلت کا نشان بن چکے ہیں اور یہ وہی ذلت ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

اذا ترکتم الجهاد فسلط الله علیکم الذلة

کہ جب تم جہاد چھوڑ دو گے تو تم پر ذلت مسلط کر دی جائے گی۔

(کنز العمال ص ۲۸۲ ج ۴)

جن لوگوں نے جہاد کے فریضے کو زندہ کیا۔
آج ان کی زندگی بھی افغانستان اور کشمیر میں جا کر دیکھ لو۔
خوست میں ہم نے خود دیکھا ڈاڑھیوں والے عزت کی زندگی گزار رہے ہیں۔
اور ڈاڑھی منڈانے والے اپنا منہ چھپاتے پھر رہے ہیں۔
کہیں گانے کی آواز آتی ہے تو مولانا حقانی کے طلبہ کلاشنکوف لے کر پہنچ جاتے ہیں۔
مولانا یونس خالص، مولانا جلال الدین حقانی، مولانا ارسلان رحمانی اور دیگر علماء جنہوں نے جہاد کیا آج پوری دنیا انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

نبی ﷺ کے وارث

بنو قینقاع میں ایک مسلمان خاتون کی عزت کا مسئلہ تھا،
نبی اکرم ﷺ پورے لشکر کو لے کر پہنچ گئے۔
ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مسئلہ تھا،
چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم سے موت پر بیعت لے رہے ہیں۔
ہم اپنے آپ کو نبی ﷺ کا وارث کہتے ہیں،
جبکہ آج کروڑوں مسلمانوں کی جانوں کا مسئلہ ہے۔
ایمان کا مسئلہ بھی ہے، ہزاروں مسلمان مرتد ہو رہے ہیں۔
مسلمان ذبح کیا جا رہا ہے۔
کافر مسلمانوں کے سر سے فٹ بال کھیل رہے ہیں۔
جناب نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکے پڑ رہے ہیں۔
قرآن کو نعوذ باللہ استنجے کیلئے کافر استعمال کر رہے ہیں۔
اور ہم اپنی ذات سے باہر نکلنے کو تیار نہیں۔
تو کس منہ سے ہم اپنے آپ کو دین کا طالب علم اور نبی کا وارث کہتے ہیں؟
کشمیر کے ایک بوڑھے شخص نے کہا کہ دنیا میں اس کا تصور بھی ہو سکتا ہے کہ باپ کے

سامنے اس کی جوان بیٹی کو ننگا کیا جائے۔

کہا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے ہندوؤں نے میری بیٹی کو میرے سامنے برہنہ کیا۔ مجھ سے یہ منظر دیکھا نہ گیا میں نے آنکھیں بند کر لیں، انہوں نے مجھے خنجر مار کر کہا کہ تمہیں یہ منظر دیکھنا پڑیگا اور کہا کہ میرے سامنے میری بیٹی کے کپڑے اتارے گئے اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

اگر ماؤں بہنوں کی عزت لٹنے پر بھی ہم میں جنبش تک نہیں ہوئی
اگر قرآن کو جلائے جانے پر بھی ہم حرکت میں نہیں آئے تو پھر ان قرآنی احکامات پر کب عمل ہوگا؟
نبی ﷺ کے طریقے کو کب اختیار کریں گے اور قرآن میں قتال اور جہاد کی آیتیں جن کو ہم روزانہ تلاوت کرتے ہیں کس دن کیلئے نازل ہوئیں ہیں؟
اور اگر ہم ان حالات کے بعد بھی جہاد کو اختیار نہیں کرتے تو ہمارا یہ علم کب کام آئے گا؟

بہادر نبی کے بہادر سپاہی

آج کافر جیسے چاہیں مسلمانوں کو تشدد و بربریت کا نشانہ بنا لیتے ہیں۔
جب چاہتے ہیں علماء کو قتل کر دیتے ہیں۔
اور آئے دن ہمارے علماء طلباء اور دینی مدارس والوں کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔
ارے ہم تو اس نبی کے وارث ہیں جو حنین میں چار ہزار تیروں کی بوچھاڑ میں اکیلے جرأت و بہادری کے ساتھ کھڑے رجز پڑھ رہے ہیں۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

میں سچا نبی ہوں اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں

ہم کیوں کافروں کی دھمکیوں سے ڈر جائیں۔
آج یہودی ہم پر شیر ہو گئے ہیں۔
اور مسلمانوں کا وجود تک ختم کرنے کیلئے پلان بنا رہے ہیں۔
کیونکہ یہودی خیبر کے معرکے کو بھول گئے ہیں۔

مگر حضرت محمد ﷺ کا لشکر آج پھر یہ عزم کر چکا ہے۔

اور ہمارے معسکر (ٹریننگ سینٹر) کے در و دیواران نعروں سے گونج رہے ہیں:

خیبر خیبر یا یہود

جیش محمد سوف یعود

''یہودیو! خیبر کے معرکے کو یاد کرو جب
محمد عربی ﷺ نے تم پر یلغار کی تھی۔
حضرت محمد ﷺ کا لشکر عنقریب پھر تم پر
چڑھائی کرنے والا ہے۔''

اور ہم جہاد کے راستے میں کسی ظالمانہ قانون کے پابند نہیں۔

لا میثاق ولا دستور

قال اللہ و قال الرسول

''ہم کسی قانون اور دستور کو نہیں مانتے
صرف اللہ اور رسول کے حکم کے پابند ہیں۔''

اور ہمارا جہاد کسی علاقے تک محدود نہیں۔

لاشرقیة ولاغربیة

اسلامیه اسلامیه

''ہم مشرق و مغرب کی حدود سے نکل کر اسلام
کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں گے۔''

اور ہاتھوں میں کلاشنکوف اٹھا کر اعلان کرتے ہیں۔

واللہ یا رجال انا حامل بندوقیة

اسلامیه اسلامیه جهادیه جهادیه

کہ پوری دنیا سن لے! ہم نے اسلام اور جہاد کیلئے اسلحہ
اٹھایا ہے اور کلمہ حق کو پوری دنیا میں غالب کریں گے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اقسمنا یمینا لن نقهر

ہم نے قسم کھائی ہے کہ اب مغلوب نہیں ہونگے۔

وکتاب اللہ بایدینا

نقتحم الیابس والاخضر

اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہمارے ہاتھوں
میں ہے ہم ہر خشک و تر زمین پر جہاد کریں گے

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ اکبر اللہ اکبر

اور ہاتھوں میں راکٹ لانچر اٹھا کر
بہادر نبی کے بہادر سپاہی یہ ترانہ گاتے ہیں۔

وکیف یهاب من عشق المنایا

جس کو موت کا عشق ہو جائے اس کو کون ڈرا سکتا ہے۔

تلوار

میرے طلباء ساتھیو!

ہم جو علم حاصل کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں اس پر خود بھی عمل کریں اور اس کو دوسرے مسلمانوں تک بھی اسی طرح پہنچائیں جس طرح اسلام کا حق ہے۔

کوئی الزام لگاتا ہے، لگاتا رہے۔

کوئی دہشت گرد کہتا ہے، کہتا رہے۔

کوئی جہاد کو اخلاق کے منافی کہتا ہے، وہ کہتا رہے۔

ہم وہ دین پیش کریں گے جو اللہ نے اتارا ہے۔

ہم وہ دین پیش کریں گے جو قرآن میں ہے۔

ہم وہ دین پیش کریں گے جس کو جناب نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں اور جس پر آپ نے عمل کیا ہے۔

جو سلیم الفطرت ہو گا مان لے گا۔

جونہیں مانتا اس سے ہماری تلوار فیصلہ کرے گی۔

دین کامل اور جہاد

اور ہماری شریعت ایک مکمل شریعت ہے۔
اور ہمارا دین ایک کامل ترین دین ہے۔
کیونکہ اس میں جہاد و قتال کا حکم پایا جاتا ہے۔
اور کسی دین کو اس وقت تک مکمل دین کہا ہی نہیں جاسکتا
جب تک اس میں دفاع اور تحفظ کا کوئی نظام نہ ہو۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ تمام شرائع میں کامل ترین
شریعت وہ ہے جس میں جہاد کا حکم پایا جائے"

(حجۃ اللہ البالغہ ص: ۵۴۶)

لہٰذا اس کامل اور مکمل دین پر ہم خود بھی عمل کریں گے اور دوسروں تک بھی یہی دین پہنچائیں گے۔
ہم اللہ کے کسی حکم اور نبی اکرم ﷺ کے کسی فعل کی غلط تاویل نہیں کرسکتے۔
اللہ کے نبی ﷺ کا ایک ایک فعل اخلاق والا تھا۔
ایک ایک بات سچی تھی۔
آپ ﷺ نے تلوار اٹھائی تو یہ بھی آپ کا اخلاق ہے۔
آپ ﷺ نے کافر کو قتل کیا یہ بھی اخلاق ہے۔
آپ ﷺ نے کعب بن اشرف کو قتل کروایا۔
تو اس قسم کے منافق یہودی کو مارنا بھی اخلاق ہے۔
ظالموں کو راستے سے ہٹانا عین اخلاق ہے۔
آپ ﷺ نے ہاتھ میں اسلحہ اٹھایا یہ اسلام کا حکم تھا۔
آپ میدان جنگ میں نکلے یہ اسلام ہے۔
ہم اسلام کے یہ سچے احکامات بیان بھی کرتے رہیں گے اور خود اس پر عمل بھی کرتے

رہیں گے۔

دہشت گرد کون؟

علماء امت کے رہنما ہیں۔
اگر ہم خود ہی دہشت گردی کے الزام سے ڈر کر اسلام کے اہم فریضے جہاد کو چھوڑ دیں تو پھر امت کا کیا بنے گا؟
جبکہ
کافر ہمارے سروں سے فٹبال کھیلتے رہیں۔
مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہاتے رہیں۔
امن وتہذیب کا ڈھنڈورا پیٹنے والے خود صومالیہ میں مسلمانوں کو شہید کریں۔
بوسنیا کے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے منصوبے بنائیں۔
ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنائیں مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے نئے نئے میزائل بنائیں۔
اور میرے اس نبی ﷺ کو
جس کی دس ہزار چمکتی تلواریں
کفار مکہ کے سروں پر لہرا رہی تھیں،
مگر اعلان فرمادیا:

الیوم یوم المرحمہ
آج عام معافی کا دن ہے۔

دہشت گرد کہیں تو یہ ان کے عقل کی خرابی ہے۔
میرے معزز علماء کرام اور طلباء ساتھیو!
خدارا!! اب دین کیلئے کچھ کرنے کی نیت کرلو
اس خول اور تنگ پنجرے سے نکل آؤ جس میں ہم نے اپنے آپ کو بند کیا ہوا ہے۔
اختلافات ختم کرکے اپنے ذہن میں وسعت پیدا کرو، کب تک ہم تنگ نظری میں پڑے رہیں گے۔

غم زندگی کا حسرت سبب اور کیا بتائیں
میری سوچ کی بلندی میری ہمتوں کی پستی

اور دہشت گردی کے الزام سے گھبرا کر اپنے سر مت چھپاتے پھرو بلکہ سینہ تان کر ہاتھ میں اسلحہ اٹھا کر دین کی عظمت کیلئے۔

میدانوں میں نکل جاؤ
یہی ہمیں اسلام سکھاتا ہے
یہی نبی کی سچی وراثت ہے
یہی دین کامل کی دعوت ہے
اور یہی عظمت کا راستہ ہے۔

وما علینا الا البلاغ

بیعت علی الجہاد

اگر چاہتے ہو لا الہ الا اللہ کی طاقت معلوم کرو
اگر چاہتے ہو، الحی القیوم کی طاقت معلوم کرو
اگر چاہتے ہو قہار اور جبار کی قہاریت اور جباریت کے منظر اپنی آنکھوں سے دیکھو
اگر چاہتے ہو ستار کی ستاریت کا معاملہ خود دیکھو
اگر چاہتے ہو کہ ایمان کی پختگی نصیب ہو
تو ان میدانوں کو اختیار کرو
جو جہاد کے میدان ہیں۔
وہاں اللہ تعالیٰ تمہیں دکھائے گا کہ
میں ہی عزیز ہوں .... میں ہی غالب ہوں

١٢ دسمبر ١٩٩٢ء دفتر حرکتہ......
ہارون آباد کراچی میں ولولہ انگیز خطاب

جہاد پر بیعت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم مافی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحاً قریباً

(الفتح آیت:۱۸)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ پاک راضی ہوگئے ایمان والوں سے جو درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔ پس معلوم ہوگیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پھر اتارا ان پر اطمینان اور ان کو ایک فتح قریب کا انعام دیا۔''

بیعت رضوان

اس آیت کریمہ میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے

جس کو بیعت رضوان بھی کہا جاتا ہے۔

اسلامی تاریخ کا یہ عظیم واقعہ ۶ ھ میں پیش آیا۔

جب حضور ﷺ اپنے ایک خواب کے مطابق اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ قربانی کے جانور ساتھ لے کر عمرے کیلئے روانہ ہوئے۔

مشرکین مکہ جو مسلمانوں کی دشمنی میں اندھے ہو چکے تھے وہ مسلمانوں کے راستے کی رکاوٹ بننے لگے حالانکہ وہ حرم میں داخلے سے کسی کو نہیں روک سکتے تھے۔

ان کو اپنے اس سفر کا مقصد سمجھانے کیلئے حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا کہ آپ تشریف لے جایئے اور ان مشرکین کو سمجھایئے کہ ہم تو صرف عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں کوئی جنگ کرنا یا مکہ پر قبضہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے۔

اور دوسرا یہ کہ وہاں مکہ میں جو مسلمان پھنسے ہوئے ہیں ان کو جا کر آپ یہ بشارت سنایئے کہ عنقریب اللہ کی طرف سے ان کیلئے کشادگی اور فرحت کا موقع آنے والا ہے۔

حضرت عثمان غنی ؓ جب مکہ پہنچے تو ان کو مشرکین مکہ نے روک لیا۔

اور ادھر یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان غنی ؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

ایک مسلمان کے خون کی قیمت

اب یہ مسئلہ ایک مسلمان کے خون کا بن گیا۔

اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ مسلمان کا خون اور مسلمانوں کی عزت اللہ رب العزت کے ہاں کتنی قیمتی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ اگر کعبہ کے ایک ایک پتھر کو بیچا جائے (حالانکہ کعبہ کے ایک پتھر کی قیمت بھی کوئی نہیں دے سکتا) تب بھی ایک مسلمان کی عزت کے برابر اس کی قیمت نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمان کا مقام بہت اونچا ہے۔

ہمارے ہاں تو یہ چھوٹا سا مسئلہ ہے کہ ایک قاصد بھیجا تھا وہ قتل ہو گیا اور بس۔

ہم تو ہزاروں کا خون سہہ لیتے ہیں۔

لاکھوں عزتوں کو لٹتا ہوا برداشت کر لیتے ہیں۔

لیکن وہ اللہ کے نبی تھے، وہ صحابہ کرام تھے، وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم میں سے ایک کو بھی ظلم کے ساتھ قتل کر دیا گیا اور اس کا انتقام نہ لیا گیا تو پھر اس زندگی کا مزہ ہی کیا ہے۔ آج ایک مسلمان کا خون اس طرح سے رائیگاں چلا جائے گا تو پھر کل جس کا دل چاہے مسلمانوں کو قتل کرے، جس کا دل چاہے مسلمانوں کی عزت خراب کرے، جس کا دل چاہے مسلمانوں کی گردن کاٹے گا۔

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، اس ظلم کو ہم برداشت نہیں کر سکتے ہم دنیا سے اس ظالمانہ رسم کو ختم کریں گے اگرچہ اس رسم کو ختم کرنے کیلئے ہمیں ختم ہونا پڑے۔

آپ ﷺ فوراً درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بیعت لینا شروع کر دی۔

آیئے دیکھتے ہیں یہ بیعت کس چیز پر تھی۔

موت پر بیعت

مشہور صحابی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یزید بن ابی عبداللہ نے پوچھا کہ کس چیز پر تم لوگ بیعت کر رہے تھے؟

فرمایا: "علی الموت"

(صحیح بخاری ص: ۴۱۵ ج ۱)

کہ موت پر بیعت کر رہے تھے کہ مر جائیں گے لیکن عثمان غنی ؓ کے خون کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر بیعت کر رہے تھے فرمایا "بایعنا علی الصبر" کہ ہم اس کی بیعت کر رہے تھے کہ دشمن کتنا بھی طاقت ور آجائے ہم میدان سے نہیں بھاگیں گے۔ (بخاری ص: ۴۱۵ ج ۱)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لڑنے کی نیت سے آئے ہی نہیں تھے۔ زیادہ اسلحہ بھی ساتھ نہیں تھا۔ صرف تلواریں تھیں جو ان کے ساتھ ہر وقت ہوا ہی کرتی تھیں۔

وطن سے دور ہیں، دشمن کے نرغے میں ہیں، دشمن کا علاقہ قریب ہے اور پھر سب سے

بڑی بات کہ اس لڑائی کا میدان حدود حرم بنتا تھا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بھی برداشت کر لیا۔ ایک مسلمان کی عزت کی خاطر حدود حرم میں لڑائی کو گوارا کر لیا۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ ایک مسلمان کی جان اور عزت کتنی بڑی چیز ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے ہیں صحابہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا جمگھٹا لگا ہوا ہے۔

ایک ایک پروانہ آکر بیعت کر رہا ہے کہ ہم میدان نہیں چھوڑیں گے۔ مرتے دم تک لڑیں گے اور عثمان غنی ؓ کے قاتلوں کو سمجھا دیں گے کہ مسلمان کا خون ارزاں نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ نے یہ منظر دیکھا تو دوڑتے ہوئے آئے، آکر بیعت کی۔

تمام صحابہ کرامؓ بیعت کر رہے تھے اچانک اللہ کے نبی ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور کہا میں عثمان غنی ؓ کی طرف سے خود بیعت کرتا ہوں۔

رضامندی کا اعلان

بس ادھر یہ بیعت ہو رہی ہے اور ادھر فیصلے ہی کچھ اور ہو گئے۔

اعلان آ گیا کہ جبرائیل جا کر کہہ دیجئے کہ:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة

یقیناً اللہ راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب انہوں نے درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کر لی، موت کی بیعت کر لی، میدان جہاد نہ چھوڑنے کی بیعت کر لی۔ اللہ پاک راضی ہو گیا اور وہ وعدہ کرتا ہے

واثابهم فتحاً قریباً

اب ان پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔

فتوحات کے دروازے کھل گئے

صلح حدیبیہ کے بعد واپس گئے۔ ۷ھ میں خیبر فتح کیا اور ۸ھ میں پورا مکہ بھی فتح کر لیا۔

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً (الفتح: ۱)

پھر صحابہ کرامؓ آگے بڑھتے چلے گئے حنین کو اللہ پاک نے فتح فرما دیا۔ طائف کا علاقہ فتح ہوا۔ موتہ میں صحابہ کرام جہاد کیلئے تشریف لے گئے۔ تبوک میں جہاد شروع ہوا۔ مرتدین کا قلع قمع کیا گیا۔ منکرین زکوٰۃ پر غلبہ حاصل ہوا۔ دعویٰ نبوت کرنے والوں کو ختم کیا گیا۔

یہ بظاہر دبی ہوئی صلح تھی لیکن چودہ سو صحابہ کرامؓ کا آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت بڑی بات تھی ان کے جذبۂ جہاد اور بیعت علی الجہاد کو دیکھ کر اللہ پاک نے آئندہ کیلئے فتوحات کے دروازے کھول دیئے۔

کافر ڈر گئے

صحابہ کرامؓ کی یہ عجیب وغریب بیعت تھی۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بیعت کئے جا رہے ہیں۔ اور ہر ایک زبان حال سے کہہ رہا ہے:

نحن الذین بایعوا محمدا

علی الجهاد ما بقینا ابدا

ہم ہی ہیں وہ جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس بات کی
بیعت کر لی کہ جب تک زندہ رہیں گے جہاد کے عمل کو نہیں چھوڑیں گے۔

ادھر مشرکین کو پتہ چلا کہ آج بیعت ہو چکی ہے اور عہد ہو چکا ہے اور یہ لوگ عہد کے سچے لوگ ہیں۔

تو وہاں سے اعلان کروایا کہ عثمان زندہ ہیں ہم کوئی لڑائی نہیں کرنا چاہتے۔

پہلے تو تلواریں لئے پھرتے تھے، تیر اور نیزے تیز کر رہے تھے، مسلمانوں کے قتل کا پروگرام بنا رہے تھے۔

لیکن بیعت علی الجہاد نے ان کے سارے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

کافر ساز وسامان اور اسلحہ کے انبار کے باوجود ڈر گئے۔ مقابلے کیلئے نہ آ سکے کیونکہ ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ مسلمان بیعت کر چکے ہیں۔

اور اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

ان الذین یبایعونک

یہ جو آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر رہے ہیں۔

انما یبایعون اللہ

یہ حقیقت میں اللہ سے معاہدہ کر رہے ہیں
اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔

ید اللہ فوق ایدیهم (الفتح آیت ۱۰)

اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔

جس نے آپ ﷺ سے بیعت کی اس نے اللہ سے بیعت کی اور جس نے اللہ سے بیعت کی دنیا میں اس پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔

بیعت علی الجہاد اور منافقین

آپ قرآن مجید دیکھیں یہ جو آیات کریمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہیں۔ ان آیات کے ارد گرد منافقین کا تذکرہ ہے جو جہاد سے پیچھے رہ کر خوش ہو رہے ہیں اور پھر جب فتوحات کا وقت آیا تو ساتھ جانے کی درخواست کر رہے ہیں۔

منافقین کا تو کام ہی یہ ہے کہ مشکل حالات میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ جب تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو منافقین جشن منا رہے تھے کہ اب واپس نہیں آئیں گے۔

فرح المخلفون بمقعدهم خلاف رسول الله وكرهوا
ان یجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله

خوش ہو گئے یہ منافقین اللہ کے نبی کے جانے کے بعد کہ
اب تو یہ واپس نہیں آئیں گے اور ان کو برا محسوس ہوتا ہے
کہ اللہ کے راستے میں جان ومال کے ساتھ جہاد کریں
اور صرف خود جہاد سے نہیں رکتے بلکہ لوگوں کو بھی روکتے ہیں۔

وقالوا لاتنفروا فی الحر

لوگوں سے کہتے ہیں کہ گرمی میں مت نکلو

آپ ﷺ ان سے فرما دیجئے:

قل نار جهنم اشد حرًا (التوبہ آیت ۸۱)

کہ جہاد کو چھوڑنے کی وجہ سے تمہیں جس آگ میں ڈالا جائے گا وہ آگ دنیا کی اس گرمی سے زیادہ خطرناک ہے جو گرمی جہاد میں تمہیں محسوس ہوتی ہے۔

بیعت کا حکم کس نے دیا؟

ان آیات کے ساتھ اللہ پاک ایمان والوں کی یہ خصلت بیان فرمار ہے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے بیعت کرلی مگر ان کو اس بیعت کی دعوت اور حکم کس نے دیا؟

فرمایا کہ بیعت کی دعوت ان کو اللہ نے دی تھی:

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم

واموالهم بان لهم الجنة (التوبہ آیت ۱۱۱)

اللہ نے جنت کے بدلے میں ایمان والوں کی جان و مال کو خرید لیا۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ خرید وفروخت میں دو چیزیں ہوتی ہیں کہ ایک پیسہ اور دوسرا سودا۔ یعنی وہ چیز جس کو خریدا جائے۔ تو اہمیت کس چیز کی ہوتی ہے جس چیز کو خریدا جائے یا پیسے کی؟ جس چیز کو خریدا جائے اسکی اہمیت زیادہ ہوتی ہے۔ پیسہ ہو روٹی نہ ملے پیسے سے بھوک اتر جائے گی؟

پیسہ ہو چار پائی بستر نہ ملے تو پیسوں کے بستر پر لیٹیں گے؟

نہیں! اصل جو چیز ہوتی ہے مقصود جو ہوتا ہے وہ اس چیز کو خریدنا ہوتا ہے۔

اللہ پاک نے جنت کو قیمت قرار دیا جو کہ ارفع اور اعلیٰ ہے اور ہماری جان و مال کو بیچنے والی چیز قرار دیا ہے جو اصل ہوتی ہے تو ہماری جان و مال کو جنت سے بھی قیمتی قرار دیا ہے۔

یہ نہیں کہا کہ تم نے اپنی جان و مال کے بدلے جنت کو خرید لیا۔ نہیں ایسا نہیں بلکہ اللہ پاک نے جنت کے بدلے تمہاری جان و مال کو خرید لیا ہے۔

خریدنے والا اللہ ہے بیچنے والے تم ہو، قیمت جنت ہے اور سامان تمہاری جان و مال ہے۔

لوگو! دیکھو تمہاری گھٹیا سی جان کو، تمہارے فنا ہونے والے مال کو اللہ پاک نے جنت سے بھی قیمتی قرار دیا ہے اور خود اس کا خریدار بن گیا ہے۔

سودا کہاں ہوگا؟

یہ خریداری کہاں ہوگی گھر میں بیٹھے ہوئے، فرمایا نہیں:

يقاتلون فى سبيل الله فيقتلون ويقتلون

تم اس کو لینے کیلئے میدان قتال میں نکلو گے، کبھی تم قتل کرو گے اور کبھی تم قتل کئے جاؤ گے۔

دونوں حالتوں میں تمہاری یہ خرید وفروخت اللہ کے ساتھ پکی ہوگی۔

جان کب دینی ہے؟

دنیا میں یہ قانون ہے کہ جب پیسہ دیا جاتا ہے تو چیز بھی فوراً دینی پڑتی ہے مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ جان دینے کا تم آج وعدہ کرو، آج سے جان دینے والے بن جاؤ، بیشک اللہ تمہاری جان اسی سال کے بعد لے، یا نوے سال کے بعد، میدان جہاد میں لے، یا میدان جہاد کی طرف جاتے ہوئے قبول فرمائے دشمن قتل کرے یا اپنے میں سے کسی کی گولی غلطی سے لگ جائے۔

اپنی تلوار لگے یا گھوڑے سے گر کر مر جاؤ یا تمہیں بچھو سانپ یا کوئی اور جانور کاٹ لے یا اللہ کے راستے میں پہرہ داری کرتے ہوئے گرمی یا سردی سے مارے جاؤ ہر حال میں تمہاری یہ خرید وفروخت پکی ہوگی۔

منافقین کا پروپیگنڈہ

ایک صحابیؓ غزوۂ خیبر کے موقع پر لڑ رہے تھے تلوار چھوٹی تھی دشمن پر وار کیا، پوزیشن یہ تھی کہ ایک پاؤں آگے تھا ایک پیچھے۔ تلوار دشمن تک نہ پہنچ سکی واپس اپنے ہی گھٹنے پر لگی۔ گھٹنا کٹ گیا اور شہید ہو گئے۔

ان کے بھتیجے جو بڑے جلیل القدر صحابی تھے بہت پریشان ہوئے۔ کیونکہ منافقین باتیں کر رہے تھے کہ ان کا کوئی عمل ایسا لگتا ہے کہ یہ اپنے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ شہادت سے محروم

ہو گئے۔

پھر منافقین بھی تو اس وقت مسلمانوں کے ساتھ جایا کرتے تھے۔ وہ اس قسم کی باتیں تو بہت پھیلاتے تھے، کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

کبھی صحابہؓ کے درمیان مہاجر اور انصار کا مسئلہ کھڑا کر کے لڑانے کی کوشش کرتے تھے کبھی غلط الزامات لگا کر صحابہؓ کو پریشان کرتے اور مختلف سازشوں کے ذریعہ صحابہؓ کی جماعت واتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ہر وقت مذموم کوشش میں لگے رہتے تھے۔

اس وقت سے لے کر آج تک منافقین کا یہی کام ہے کہ مسلمان کبھی بھی متحد نہ ہو سکیں۔

وہ صحابیؓ بہت پریشان ہوئے۔ نبی اقدس ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا: ”میرے چچا شہید ہوئے کہ نہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: عام شہید کو اللہ پاک جو اجر عطا فرماتے ہیں تیرے چچا کو اس سے دوگنا زیادہ اجر ملا ہے۔

ایک تو اللہ کے راستے میں شہید ہونے کا

اور دوسرا لوگوں کی ان پر باتیں بنانے کا۔

اللہ کی مرضی جس طرح جان لے

یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ کس کی جان کس انداز سے لے اور کس کی تلوار سے لے، انسان کے اختیار میں نہیں۔ انسان کے اختیار میں یہ ہے کہ بزدلی کے کپڑے اتار کر، سستی اور غفلت کو چھوڑ کر، اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے جہاد کی زندگی کو اختیار کرلے۔

اب اللہ کی مرضی کہ کس انداز سے اس کی جان لیتے ہیں۔

صحابہؓ میں سے کسی کی جان یوں لی کہ ٹکڑے ہو گئے۔

کسی کی جان یوں لی کہ گھوڑوں کے نیچے روند ڈالے گئے، کسی کی جان یوں لی کہ پہرہ داری کرتے ہوئے تیر آکر لگا اور شہید ہو گئے۔

اور کسی کی جان اللہ پاک نے اس طرح لی کہ ناک کان کاٹ دیئے گئے۔

کسی کی جان اس انداز سے لی کہ گھوڑے سے گرے اور وہیں شہادت کا رتبہ ملا۔

کسی کی جان اللہ پاک نے یوں لی کہ میدان جہاد میں چلتے ہوئے راستے میں طبعی موت

آ گئی اور وصیت کے مطابق جنازہ بھی مجاہدین کے ساتھ چلتا رہا کہ جب تک زندہ تھے تب بھی جہاد میں۔

انتقال ہو گیا تو جنازہ بھی مجاہدین کے ساتھ جا رہا ہے۔

اللہ کی مرضی کس طرح سے جان لے ہم نے تو صرف جان دینی ہے۔

اللہ کے سپرد کرنی ہے کہ یہ جان حاضر ہے قبول فرمالیجئے۔

پھر وہ بیشک امیر کے حکم سے روٹیاں پکا رہا ہو، گولہ لگا جسم کے ٹکڑے ہو گئے پھر بھی اعلیٰ درجے کا شہید۔

یا دشمن پر حملہ کرتے ہوئے مورچے میں گھس گیا کافروں کو ذبح کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گیا تب بھی اعلیٰ درجے کی شہادت۔

ہمارا کام صرف جان کو اللہ کے حوالے کرنا ہے۔ اس کے بعد مولائے کریم کی مرضی کہ کس طرح سے ہماری جان کو قبول فرماتے ہیں۔

لوگوں کی باتیں اور شہداء کا مقام

ایک تو ان صحابی کو یہ اجر ملا کہ وہ شہید ہو گئے۔

اور دوسرا اجر اسلئے ملا کہ لوگوں نے شہید پر باتیں بنائیں جس کی وجہ سے اللہ پاک نے ان کے مقام کو اور بڑھا دیا۔

اس واقعے سے وہ لوگ اپنا گریبان جھانکیں جو مجاہدین اور شہداء کے خلاف باتیں کرتے ہیں، اس سے اللہ پاک ہمارے مجاہدین اور شہداء ہی کا مقام بڑھاتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کو اور توفیق دے تاکہ اللہ پاک ہمارے مجاہدین اور شہداء کا مقام مزید بڑھائیں۔

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

عرفی ان لوگوں کی باتوں سے پریشان نہ ہو کتوں کے بھونکنے سے فقیر کی روزی کم نہیں ہوتی۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

جنت کب ملے گی؟

اللہ پاک نے جب تمہاری جان و مال کو ابھی سے جنت کے بدلے خرید لیا تو اب جنت کب ملے گی؟

فرمایا جنت کا وقت مقرر ہے لیکن جنت کا وعدہ ہو چکا ہے جنت کا وثیقہ لکھ دیا گیا ہے:

وعداً علیه حقاً فی التوراة والانجیل والقرآن

جو صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ تورات میں بھی ہے انجیل میں بھی ہے کہ جو میرے راستے میں جان دیگا میں اس کے لئے جنت کا پکا وعدہ کرتا ہوں۔

فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به

اللہ سے تمہارا جو معاملہ طے ہو گیا اب اس پر خوشیاں مناؤ

پورے قرآن میں جہاں بھی بیعت کا لفظ مردوں کے ساتھ آیا ہے وہ جہاد کے لئے آیا ہے کیونکہ مرد ہی جہاد کیلئے بیعت کرتے ہیں:

خلق الله للحروب رجالاً

ورجالاً لقصعة وثرید

اللہ نے جنگوں کیلئے مردوں کو پیدا کیا اور بعض

لوگوں کو صرف تھالی اور کھانے کیلئے پیدا کیا۔

اللہ پاک نے تمہیں پیدا ہی لڑنے کیلئے کیا ہے کہ اللہ رب العزت کیلئے لڑو۔

کیونکہ وہ تمہارا خریدار بن چکا ہے۔

بیعت علی الجہاد اور قرآن

قرآن میں تین جگہ بیعت کا لفظ آیا ہے جو جہاد کیلئے ہے:

پہلا.........فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به

اس سے خرید و فروخت بھی مراد ہے معاہدہ بھی مراد ہے یہ بھی جہاد کی بیعت ہے۔

دوسرا.........ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله یدالله فوق ایدیهم

جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کر رہے ہیں وہ حقیقت میں

اللہ سے بیعت کر رہے ہیں اور اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

اور جس نے اپنا عہد توڑا اس نے نقصان کیا اور جو اپنی بیعت اور معاہدے پر پکا رہا دنیا اور آخرت کی کامیابیاں سمیٹ گیا۔

تیسرا.........لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرة

یہ بھی جہاد کی بیعت ہے۔

اور صحابہ کرامؓ جو فرماتے تھے وہ بھی جہاد کی بیعت ہوتی تھی۔

نحن الذین بایعوا محمداً

علی الجهاد ما بقینا ابداً

بیعت علی الجہاد اور احادیث

امام مسلمؒ نے اس روایت کو سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے اور مسند کبری بیہقی میں بھی یہ روایت موجود ہے اور امام بخاریؒ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

حضرت مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال اتیت النبی صلی الله علیه وسلم انا واخی

فقلت بایعنا علی الهجرة فقال مضت الهجرة لاهلها فقلت علی ما تبایعنا، قال علی الاسلام والجهاد

(صحیح البخاری، ص:۴۱۶، ج:۱)

فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی کے ساتھ حاضر ہوا اور میں نے عرض کی کہ ہمیں ہجرت پر بیعت فرما لیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت تو ہجرت کرنے والوں پر ختم ہو گئی۔

تو میں نے عرض کیا پھر آپ ہم سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟

فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اسلام پر بیعت ہوتی تھی اور پھر جہاد پر۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے۔

حضرت یعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دوسرے دن حضور

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد کو ہجرت پر بیعت فرمالیجئے۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا: (ہجرت پر نہیں) بلکہ میں تو انہیں جہاد پر بیعت کروں گا۔
کیونکہ ہجرت تو فتح مکہ کے دن ختم ہو چکی ہے۔ (سنن کبری بیہقی ص۱۶ ج۹)

بیعت میں مسلمانوں سے خیر خواہی کی شرط

اسی طرح حضور ﷺ کی بیعت میں ایک اہم پہلو یہ ہوتا تھا کہ تم ایمان لاؤ گے

وان تناصح المؤمنين

اور ایمان والوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرو گے۔
یہ نہیں کہ ایمان والے ذبح ہوتے رہیں
تم گھر میں سکون سے بیٹھے رہو۔
ایمان والے جلائے جائیں
تم اپنی زبانوں سے انہیں اور جلاؤ
ایمان والے زخمی کئے جائیں
تم اپنی زبانوں سے انہیں اور زخمی کرو۔

نہیں بلکہ ''تناصح المؤمنين'' اس بات پر بھی بیعت کرو کہ ایمان والوں کے ساتھ نصیحت کا معاملہ کرو گے۔

نصیحت عربی میں کہتے ہیں ہر معاملے میں خیر خواہی کرنے کو۔ حدیث میں آتا ہے:

المسلم اخ المسلم لا يظلمه ولا يسلمه (احمد)

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ تو خود ظلم کرتا ہے
اور نہ اسے کافروں کے ہاتھوں میں چھوڑتا ہے۔
کہ اسے کافر جس طرح چاہیں ذلیل ورسوا کرتے رہیں۔
جس طرح چاہیں اس پر ظلم ڈھاتے رہیں۔

ایک صحابی حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کے وقت حضور ﷺ سے کہا۔

اشترط علیّ یا رسول اللہ

اے اللہ کے نبی مجھ پر بیعت کی کوئی شرط لگا دیجئے
آپ ﷺ نے ایک شرط یہ لگائی:

وتناصح المؤمنين

کہ ایمان والوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرو گے۔
یعنی بے حسی والا معاملہ نہیں کرو گے
ادھر مسلمان پر تکلیف ہوگی ادھر تیرا دل تڑپ جائے گا
ادھر مسلمان مظلومیت میں ہوگا ادھر تیری سانس اکھڑنے لگ جائے گی
ادھر تو چیخوں کی آواز سنے گا اور ادھر تیرے گھوڑے کے کان کھڑے ہو جائیں گے۔

جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ سب سے بہترین زندگی اس مسلمان کی ہے جو گھوڑے پر بیٹھا ہوا نظریں گھما رہا ہے۔ کانوں کو متوجہ کئے ہوئے ہے:

اذا سمعته صيحة

کہ جب کوئی چیخ کی آواز سنتا ہے، کوئی خوفناک
آواز سنتا ہے تو گھوڑا دوڑا کر اس میدان میں کود پڑتا ہے

والموت مظانه

اور اسکا دل یہ چاہتا ہے کہ مجھے یہاں موت
آجائے تا کہ میں مالک حقیقی سے ملاقات کرلوں

کافروں سے قطع تعلق

آپ ﷺ نے دوسری شرط یہ لگائی کہ:

وان تفارق المشركين

کہ مشرکین سے جدائی اختیار کرو گے

شرک والوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ نہ مشابہت کا تعلق ہوگا، نہ مواسات کا تعلق ہوگا۔ نہ موالات کا تعلق ہوگا، نہ مواصلت کا اور نہ مشاربت کا تعلق ہوگا۔ ان سے بالکل قطع تعلق کرو۔ بالکل دوری اختیار کرو۔

قاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة

(التوبہ آیت:۳۶)

اس طرح اکٹھے ہو کر تم ان سے قتال کرو

جس طرح وہ اکٹھے ہو کر تم سے قتال کرتے ہیں۔

جان اور مال کی قربانی کے بغیر جنت کیسے؟

ایک اور صحابی حضرت بشیر بن معبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تا کہ آپ سے اسلام کی بیعت کروں تو حضور ﷺ نے مجھ پر شرط لگائی کہ میں گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کروں اور زکوۃ ادا کروں اور فرض حج ادا کروں اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھوں اور اللہ کے راستے میں جہاد کروں۔

تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

اما اثنتان فلا اطيقهما

ان میں سے دو کی میں طاقت نہیں رکھتا ایک

جہاد کی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے

ومن يولهم يومئذ دبره الا متحرفاً لقتال

او متحيزاً الى فئة فقد باء بغضب من الله

(انفال آیت:۱۶)

اور جو میدان جہاد میں دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے،

الا یہ کہ وہ جنگی چال چلتا ہو (کہ دشمن کو پیچھے لا کر مارے گا)

یا پیچھے اپنا کوئی گروپ ٹھہرا ہوا ہے اس تک پہنچنے کے لئے

(تا کہ ان کو لا کر حملہ کرے۔) اس کے علاوہ جو بھاگ گیا

بیشک اللہ کا غضب لے کر لوٹا۔

کہ اس نے صرف دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی بلکہ اسلام کو بھی بدنام کیا ہے کہ مسلمان کافروں سے بھاگ گئے تو لوگ ایمان چھوڑنا شروع کر دیں گے۔

کمزور ایمان والوں کے دل متزلزل ہو جائیں گے وہ پریشان ہو جائیں گے۔

ان وجوہات کی بنا پر یا رسول اللہ میں جہاد نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے میں ڈر کر بھاگ جاؤں اور اللہ کے غضب کا مستحق بن جاؤں اس لئے جہاد کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور دوسرا میں زکوۃ کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس لئے کہ میرے پاس مال ہی نہیں۔ "الا غنيمة" سوائے چند بکریوں کے اور ان سے میں اپنے گھر والوں کا انتظام کرتا ہوں۔

صحابیؓ کہتے ہیں کہ میری اس بات پر حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ہلایا اور پھر ارشاد فرمایا:

لا صدقة ولا جهاد فبما تدخل الجنة

(طبرانی، اوسط، بیہقی، حاکم)

نہ صدقہ کرو گے اور نہ جہاد کرو گے، نہ مال خرچ کرو گے

اور نہ جان دو گے، تو کیسے جنت میں داخل ہو گے۔

بس یہ بات کہنی تھی کہ ایمان مضبوط ہو گیا۔

فبايعته علىٰ ذالك كله

میں نے تمام چیزوں پر رسول اللہ سے بیعت کر لی

(مسند کبریٰ بیہقی ص ۲۰ ج ۹۔ تفسیر ابن کثیر ص ۹۳ ج ۲)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں باقاعدہ جہاد پر بیعت کی جاتی تھی۔

اس لئے آپ ﷺ نے ان کا عذر نہیں سنا۔

بظاہر بڑا معقول عذر نظر آتا تھا اور آج کے زمانے میں تو یہی عذر سب سے بڑھ کر پیش کیا جاتا ہے کہ ہمارا ایمان اس قدر مضبوط نہیں کہ ہم جہاد کر سکیں۔

جہاد سے بچنے کیلئے عذر

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہمارے ایمان اتنے مضبوط کہاں ہوئے ہیں کہ دشمن کے ٹینکوں اور توپوں کے سامنے ٹھہر سکیں۔ ہمارے اندر اتنی طاقت کہاں ہے کہ دشمن کے طیاروں کا مقابلہ کر سکیں۔

اس کیلئے یا تو اللہ کو فرشتے اتارنے پڑیں گے یا ہمیں اسی ۸۰ سال کی عمر تک ایمان مضبوط کرنا پڑیگا۔

اور جب اسی سال کی عمر ہوگی تو زبان پر ایک ہی آیت ہوگی۔

لیس علی الاعمیٰ حرج ولا علی الاعرج
حرج ولا علی المریض حرج
(الفتح:۱۷)

اب تو نہ ٹانگ صحیح ہے اس لیے لنگڑوں میں شامل
نہ آنکھ درست ہے اندھوں میں شامل
نہ صحت صحیح ہے اسلئے مریضوں میں شامل

تمام عذر اللہ نے جمع فرما دیے ہیں۔ لہٰذا ہم پر اب جہاد فرض نہیں رہا۔

اسی سال کی عمر تک تو تیاری ہوتی رہی کہ اتنے مضبوط ایمان والے ہو جائیں کہ دشمن کے مقابلے میں ٹھہر سکیں اور اسی سال کے بعد معذور بن کر بیٹھ گئے۔

ارے اللہ کے بندو! جس اللہ نے دشمن سے ٹکرانے کا حکم دیا ہے اس نے مضبوطی کے نسخے بھی سکھا دیے ہیں۔

جس نے دشمن کی طاقت سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا طریقہ بھی اس نے سکھایا اور واضح طور پر اعلان فرما دیا۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا
اے ایمان والو جب کافروں کے لشکر سے تم ٹکراؤ
بے شک تمہارا دشمن ہاتھیوں والا ہو، دشمن ٹینکوں
والا ہو اور نیزوں والا ہو تم تو ثابت قدمی
کے ساتھ جم کر مقابلہ کرنا۔

یا اللہ گولیاں آرہی ہیں سامنے سے ٹینک آرہے ہیں اور اوپر سے طیارے بمباری کر رہے ہیں کیسے ثابت قدمی سے کھڑے رہیں؟

اللہ کہتے ہیں میں سکھاتا ہوں

واذکروا اللہ کثیراً (الانفال:۴۵)
مجھے اس موقع پر کثرت سے یاد کرو

یہ سب کچھ کھلونا نظر آئیں گے۔ توپیں کھلونا معلوم ہونگی، گولیاں کھیل معلوم ہوں گی، یہ ٹینک کھلونا نظر آئیں گے، تمہیں یہ طیارے اچھے لگیں گے، تمہیں یہ بارودی سرنگیں ایسی لگیں گی جیسے سبزہ ہوتا ہے جس پر آدمی مزے سے چلتا چلا جاتا ہے۔ ''فاذکروا اللہ کثیراً'' ذکر شروع کردو اور کہو

حسبنا اللہ ونعم الوکیل
اللہ ہمارے لئے کافی ہے

ادھر ذکر شروع ہوگا ادھر فرشتے اتریں گے گولیوں کا رخ موڑ دیا جائے گا توپوں کو ہٹا دیا جائے گا ہاں اگر حوریں پہنچ چکی ہوں تو پھر یہ گولیاں تمہیں لگیں گی۔

لیکن تمہیں وہ موت ملے گی جس موت کو تم جنت میں بھی جا کر نہیں بھول سکو گے۔ وہاں بھی جا کر تمنا کرو گے کہ یا اللہ وہ موت دوبارہ دیدے۔

صرف لڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اللہ نے لڑنے کا طریقہ بھی سکھا دیا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ مضبوطی کے ساتھ لڑو تو اللہ کے عہد اور اللہ کی بیعت پر پکے رہو اور میدان جہاد میں جا کر اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ کو یاد کرو تو پھر دیکھو کہ اللہ کی طرف سے کتنی مدد آتی ہے اور اللہ کتنا قریب ہے کہ ادھر تم اسے یاد کرو گے ادھر تم اسے میدان میں پاؤ گے۔ وہ اپنی تمام تر نصرت تمہارے ساتھ کریگا کیونکہ وہی تمہارا مولیٰ ہے اور وہی تمہارا حامی اور مددگار ہے۔

اللہ کی طاقت کے مناظر

ایک آدمی ایک بزرگ کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ حضرت مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے اس آدمی نے سوچا کہ اسم اعظم کوئی عجیب وغریب چیز ہوگی اور غیر معروف چیز ہوگی، بزرگ نے کہا اسم اعظم ہے ''اللہ''

وہ آدمی بڑا اچھلا کہ آپ کیسے بزرگ ہیں، آپ اسم اعظم بھی نہیں بتا سکتے بزرگ بنے بیٹھے ہیں۔

بزرگ نے کہا بیٹے کبھی اس کا تجربہ ہوگا پھر بات کرنا۔

ایک دن وہ شخص کشتی میں جا رہا تھا پانی کا بہاؤ آیا اور کشتی غرق ہوگئی اور وہ شخص پانی میں گھر گیا۔ تیرنا آتا نہیں تھا اسلئے کہ تیراکی سیکھنے کو گناہ سمجھا جاتا ہے۔

ابھی چند روز قبل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط میں دیکھ رہا تھا۔

ایک خط میں آپ کا یہ ارشاد پڑھا، فرماتے تھے:

علموا اولادکم السباحة

اپنے بچوں کو تیراکی سکھاؤ

اور فرماتے تھے پہلے تیراکی سکھاؤ بعد میں علم۔

کیونکہ علم نہیں آئے گا تو اہل علم سے پوچھ لیں گے۔

تیراکی نہیں آئے گی اور پانی میں گر گئے تو کوئی مچھلی نہیں بتلائے گی اور نہ سمندر میں کوئی مگرمچھ بتلائے گا کہ تیراکی کس طرح کی جاتی ہے۔

تو اب وہ صاحب جب گہرے پانی میں گرے دو چار غوطے آئے تو اب اس بزرگ کی بات یاد آئی کہ اللہ اسم اعظم ہے تو ان کے دل سے نکلا ''اللہ'' بس اللہ کہنا تھا کہ تیرتے ہوئے ساحل پر جا پہنچے اور کہا کہ واقعی اللہ اسم اعظم ہے۔ لیکن اس وقت جب نظر صرف اللہ پر ہو۔

یہاں تو آدمی اللہ بھی کہتا ہے جیب بھی دیکھتا ہے۔ اللہ بھی کہتا ہے گاڑی پر بھی نظر ہے۔ اللہ بھی کہتا ہے دنیا والوں کو بھی دیکھتا ہے۔

ہم کہتے ہیں اگر اللہ کہنا ہو اللہ کی مدد اپنی آنکھوں سے دیکھنی ہو، اللہ کہنے کا لطف دیکھنا ہو، میدان جہاد میں جاؤ تو خود معلوم ہوجائے گا کہ اللہ کیسے گولیوں سے بچاتا ہے، اللہ کیسے ایمان کی پختگی نصیب کرتا ہے اللہ کیسے وحشی ٹینکوں سے بچاتا ہے اللہ کیسے طیاروں سے بچاتا ہے۔

اگر چاہتے ہو صحابہؓ کے ایمان کا کچھ حصہ نصیب ہوجائے۔

اگر چاہتے ہو صحابہ کی نقل اتارو۔

اگر چاہتے ہو ''لا الہ الا اللہ'' کی طاقت معلوم کرو۔

اگر چاہتے ہو اللہ کی طاقت معلوم کرو۔

اگر چاہتے ہو الحی القیوم کی طاقت معلوم کرو۔

اگر چاہتے ہو قہار اور جبار کی قہاریت اور جباریت کے منظر اپنی آنکھوں سے دیکھو۔

اگر چاہتے ہو ستار کی ستاریت کا معاملہ اپنی ان آنکھوں سے دیکھو۔

تو ان میدانوں کو اختیار کرو جو جہاد کے میدان ہیں وہاں اللہ تمہیں دکھائے گا کہ میں ہی عزیز ہوں، میں ہی غالب ہوں۔

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله

(البقرۃ آیت ۲۴۹)

اللہ نے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتوں
کو بڑے بڑے لشکروں پر غالب کردیا

اور میں ہی دشمنوں کے ٹینکوں کے رخ پھیرتا ہوں۔ میں ہی طیاروں کی بمباری کو ضائع کرتا ہوں۔

میں ہی بارودی سرنگوں سے تمہیں بچاتا ہوں۔

اب جب تم وہاں جاؤ گے اور یہ مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر واپس آؤ گے تو تمہارا ایمان انشاء اللہ اوج ثریا پا چکا ہوگا۔

یہ ہے بیعت علی الجہاد اس کے علاوہ بے شمار احادیث اس موضوع پر کتب احادیث میں موجود ہیں۔

میں اصلاحی بیعت کا منکر نہیں میں نے خود بھی اصلاحی بیعت کی ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہوں کہ بزرگوں سے اصلاحی سلسلے کی بیعت ضرور رکھیں کیونکہ اس سے روحانی امراض کا علاج ہوتا ہے۔

جو بیعت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہورہی تھی اور آسمان سے فرشتے اللہ کی رضا مندی کے سرٹیفکیٹ تقسیم کررہے تھے، وہ بیعت علی الجہاد اور علی الموت تھی۔

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ درخت کے نیچے تشریف فرما تھے اور ہم میں سے ہر ایک موت اور جہاد سے نہ بھاگنے پر بیعت کررہا تھا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے۔

تو حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت اللہ کی زمین پر تم سے زیادہ بہتر کوئی نہیں اور آسمان پر بھی تم سے بہتر کوئی نہیں۔

مجاہد کا مقام

اس لئے کہ تم نے اپنی جان اللہ کو دینے کا عہد کرلیا ہے اور انسان کی معراج یہی ہے۔ عبدیت کا اعلیٰ مقام یہی ہے کہ اپنی سب سے قیمتی متاع جان اور مال کو اللہ کے سپرد کردے تو اب اس سے بڑھ کر اور کون ہوسکتا ہے۔

یہی معنی ہے قرآن کریم کی اس آیت کا۔

فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجة

(النساء آیت ۹۵)

کہ جولوگ اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں
اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے

علماء نے لکھا ہے کہ قاعدین لفظِ عام ہے جو بھی اپنے گھر میں بیٹھا ہو، جہاد کی زندگی میں نہ ہو، جہاد وقتال کے ساتھ کسی بھی تعاون میں نہ ہو، رات دن عبادت کرتا ہو اور دنیا بھر کے فضائل اس میں جمع ہوں تو یہ قاعدین میں شامل ہوگا مگر وہ آدمی جس میں بڑے بڑے فضائل جمع نہیں ہیں لیکن وہ ایمان کے ساتھ میدان جہاد میں لڑ رہا ہے گھر بیٹھنے والے سے افضل ہے اور قاعدین میں یہ شامل نہیں ہوگا۔ قرآن نے یہ نص قطعی کے ساتھ فرمایا ہے۔

آپ حضرات نے بارہا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار سنے ہونگے۔ جو انہوں نے عابد حرمین فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کو میدان جہاد سے لکھے تھے۔ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ایک رات میں ستر ستر مرتبہ طواف کیا کرتے تھے۔ بہت بلند پایہ عابد زاہد تھے۔ ہارون الرشید ملنے کیلئے آتے تھے تب بھی دروازہ نہیں کھولتے تھے۔

اتنے مشغول ہوتے تھے عبادت میں، لوگوں نے فضیل بن عیاضؒ کی عبادت کے قصے حضرت عبداللہ بن مبارک کو سنائے۔

اس وقت عبداللہ بن مبارکؒ طرسوس کے علاقے میں انتہائی سردی کی ایک رات ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے مجاہدین کی پہرہ داری کر رہے تھے۔

کسی نے ان سے کہا آپ بھی اچھا کام کر رہے ہیں لیکن فضیلؒ کے کیا کہنے۔ کعبہ ہوتا ہے اور فضیل ہوتا ہے۔ اس کی آنکھیں ہوتی ہیں اور اللہ کا گھر ہوتا ہے۔ اس کے قدم ہوتے

ہیں حرم کی وہ زمین ہوتی ہے جہاں تمام انبیاء عبادت کرتے رہے ہیں۔

ہمارے حضرت مفتی ولی حسن دامت برکاتہم العالیہ فرمایا کرتے تھے کعبہ میں جاکر اور کچھ حاصل نہ ہو کم از کم ہمارا قدم تو وہاں پڑیگا جہاں انبیاء کے قدم مبارک لگے ہوں۔ ممکن ہے اللہ اس کے فیض سے بخشش فرمادے۔

ایسی مبارک زمین پر فضیل بن عیاضؒ عبادت کررہے ہیں۔

فوراً عبداللہ بن مبارکؒ کے دل میں اللہ پاک نے ڈالا۔ قلم کاغذ لے کر فضیل بن عیاضؒ کو لکھنا شروع کردیا۔

یاعابد الحرمین لو ابصرتنا
لعلمت انک بالعبادة تلعب

اے حرم میں عبادت کرنے والے اگر تو آکر ہماری
اس عبادت کو دیکھ لے تو تو اپنی عبادت کو اس عبادت (جہاد)
کے سامنے کھیل تصور کریگا۔

اب ذرا اپنی عبادت اور ہماری عبادت کا فرق بھی سن لے۔

من کان یخضب خدہ بدموعه
فنحور نا بدمائنا تتخضب

جب تجھے جوش وجذبہ آتا ہے تو تیری آنکھیں آنسو
بہادیتی ہیں، رخساروں کو تر کردیتی ہیں اور جب ہمیں جذبہ
آتا ہے تو ہم اپنی گردن کے خون سے سینے کو تر کردیتے ہیں۔

تو جو قطرہ بہاتا ہے وہ بھی مبارک ہے لیکن وہ قطرہ سفید ہے ہم جو قطرہ بہاتے ہیں وہ سرخ ہے، وہ قطرہ تو بہتا ہی رہتا ہے۔ ہم جو قطرہ بہاتے ہیں یہ ایک مرتبہ بہتا ہے اور سب کو بہا کرلے جاتا ہے۔ کوئی اس کے بعد نہیں رہ سکتا۔

ریح العبیر لکم ونحن عبیرنا
رھج السنابک والغبار الاطیب

تو بھی خوشبو لگاتا ہے ہم بھی خوشبو لگاتے ہیں، تو بھی عطر لگاتا ہے ہم بھی عطر لگاتے ہیں تو

مشک وعنبر کی خوشبوؤں میں مہک کر طواف کر رہا ہوتا ہے اور ہماری خوشبو اللہ کے راستے کا وہ غبار ہے جو ہمارے چہروں پر کپڑوں پر بالوں پر بکھرا ہوتا ہے۔ تیری خوشبو کی فضیلت میں جنت کا وعدہ نہیں آیا اگرچہ خوشبو اچھی چیز ہے۔ لیکن اس غبار کے بارے میں تو فیصلہ ہو چکا ہے۔

لایجتمع غبار فی سبیل اللہ ودخان جھنم

(ترمذی: ص ۲۹۲ ج ۱)

اور فرمایا:

مااغبرت قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار

(صحیح بخاری: ص ۳۹۵ ج ۱)

کہ اس ناک میں یا غبار رہے گا یا جہنم کا دھواں۔ دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ اب تم بھی اپنی خوشبو دیکھ لو ہم بھی اپنی خوشبو دیکھ لیں۔

او کان یتعب خیلہ فی باطل
فخیولنا یوم الکریھۃ تتعب

تیرا گھوڑا تو فضول چیزوں میں تھکتا ہے
جبکہ ہمارا گھوڑا میدان جنگ میں تھکتا ہے

تو صبح نکلتا ہے تجھے امید ہوتی ہے کہ شام کو آؤں گا

ہمیں ہر قدم پر امید ہوتی ہے کہ آج لیلائے شہادت کا وصال نصیب ہوگا۔ ہم ہر وقت وصال کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ وصل اور فصل کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔ جدائی اور ملاپ کی کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔

آخر میں انجام کیا ہوگا آپ نے بھی دنیا سے جانا ہے ہم نے بھی جانا ہے۔

آپ کو غسل بھی دیا جائے گا تعزیتیں بھی ہونگی۔ جنازہ بھی ہوگا سوال وجواب بھی ممکن ہے دینا پڑے اگرچہ ہلکا ہو۔

مگر ادھر معاملہ ہی کچھ اور ہے تعزیت کیلئے کوئی نہیں آنے گا۔ ہر طرف سے مبارک کے پھول نچھاور کئے جائیں گے غسل کوئی دے ہی نہ سکے گا۔ آپ کے تو کپڑے ہی اتار لئے جائیں گے۔

ہمارے کپڑے کوئی بھی نہ اتار سکے گا۔ قبر میں فرشتہ سوال کرنے آئے گا تو کہا جائے گا اس سے کیا سوال کرتے ہو یہ تو اپنے خون سے تمام سوالوں کا جواب دے چکا ہے۔

آپ کا جنازہ سب لوگ پڑھیں گے تاکہ آپ کی مغفرت ہو جائے

ہمارا جنازہ تو بہت سارے لوگ ڈر کی وجہ سے پڑھیں گے بھی نہیں کہ ہم کس طرح اس زندہ کا جنازہ پڑھیں کہ اس کی زندگی پر رب نے مہر لگادی ہے۔ زندوں کے جنازے تو ہوتے نہیں۔

کچھ لوگ پڑھیں گے۔ لیکن اس لئے نہیں کہ ہماری مغفرت کیلئے دعا کریں گے بلکہ ہماری مغفرت کیلئے دعا کر کے اپنی مغفرت کرائیں گے۔

ولقد اتانا من مقال نبینا
قول صادق لایکذب
ھذا کتاب اللہ ینطق بیننا
لیس الشھید بمیت لایکذب

یہ اللہ کی کتاب ہمارے اور تمہارے متعلق فیصلہ کر رہی ہے کہ شہید مرتا نہیں۔ آپ کو مردہ کہا جائے گا جبکہ ہمیں مردہ کہنے پر پابندی لگادی گئی ہے۔

امت محمدیہ کا بہترین امت ہونا

اب آیئے تھوڑا سا آگے چلتے ہیں یہ بھی بیعت علی الجہاد سے متعلق ہے۔

اللہ پاک نے ہمیں بہترین امت کیوں بنایا؟

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون
بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ

(آل عمران آیت: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کیلئے بھیجا گیا کہ
اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔
اور اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے یہ کام کرتے ہو۔

علماء نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے۔

ان تفاسیر کو دیکھنے سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین کام (ایمان لانا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا) پہلی امتیں بھی کرتی تھیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے خطبات میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے:

امر اللہ عز و جل الی جبرائیل علیہ السلام

اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا۔

ان اقلب مدینة کذا و کذا باھلھا

کہ جایئے فلاں بستی کو تباہ کردیجئے، الٹ دیجئے۔

قال یا ربی ان فیھا عبدک فلانا لم یعصک طرفة عین

کہا: اے رب اس میں تیرا ایک فلاں بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کے برابر تیری نافرمانی نہیں کی۔

قال، فقال اقلبھا علیہ فعلیھم

اللہ فرمائیں گے جاؤ پوری بستی کو تباہ کردو اس نیک ولی کو بھی تباہ کردو۔

فان وجھه لم یتمعر فی ساعة قط

(طبرانی، اوسط، بیہقی بسند ضعیف)

اس لئے کہ وہ اللہ کی نافرمانی دیکھتا تھا اور سنتا تھا مگر اسکے چہرے کا رنگ بھی نہیں بدلتا تھا اس لئے جاؤ اس کو بھی تباہ کردو۔

(تسہیل المواعظ ص: ۱۱۱ ج ۱)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ امتوں میں "نہی عن المنکر" کا حکم موجود تھا۔

اسی طرح بنی اسرائیل کی ایک قوم کو ہفتے کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا۔ اب وہ ہفتے کے دن دیکھتے کہ مچھلیاں پانی کے بالکل اوپر اوپر پھرتی تھیں جبکہ باقی دنوں میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔

ان میں سے ایک گروہ نے اس حرام کو حلال کرنے کیلئے یہ حیلہ کیا کہ ہفتے کے دن دریا کو کاٹ کر چھوٹے چھوٹے تالاب بنالئے کہ ہفتے کے دن مچھلیاں ان میں آجائیں گی اور اتوار کو پکڑ لیں گے۔

اس قوم میں تین گروہ بن گئے ایک وہ جو مچھلیوں کا مندرجہ بالا طریقے سے شکار کرتا تھا۔

دوسرا وہ جوان کو اس حرام کام سے منع کرتا تھا۔

تیسرا وہ جو بالکل خاموش تھا۔

جب اللہ کا عذاب آیا تو دو طبقوں پر آیا ایک جو یہ کام کر رہا تھا۔ دوسرے وہ جو خاموش تھے۔ دونوں کو اللہ پاک نے بندر اور خنزیر کی شکل میں بنادیا اور تین دن کے بعد سب ہلاک ہوگئے۔

(یہ عقیدہ غلط ہے کہ آج کے بندر اور خنزیر بنی اسرائیل کی شکل بگڑی ہوئی قوم سے ہیں)

جب تمام امتوں میں امر بالمعروف اور "نہی عن المنکر" موجود تھا تو پھر ہم کیسے بہترین امت بن گئے؟

امام قفال شاشی رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا ہے۔

جس کو امام رازی نے تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔

فرماتے ہیں ایک ہے "امر بالمعروف نہی عن المنکر" کا ادنیٰ درجہ کہ زبان سے یا دل سے منع کیا جائے۔

اور دوسرا اعلیٰ درجہ کہ قتال کے ذریعہ سے معروف کو نافذ کرنا اور منکر کو ختم کرنا۔

اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کو اللہ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ اعلیٰ درجہ قتال فی سبیل اللہ عطا فرمایا۔

تم قتال کرتے ہو اس لئے بہترین امت ہو۔

اس پر انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے۔ جن کیلئے حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ ان کو تفسیر کا علم عطا فرما۔

اور ابن عباس کی تفسیر پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آیت کریمہ

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون
بالمعروف وتنهون عن المنکر
کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:

تامرونهم ان یشهدوا ان لا اله الا الله
کہ تم لوگوں کو حکم دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دو۔

وأقروا بما انزل الله
اور جو اللہ نے اتارا اسکا اقرار کرو

وتقاتلونهم علیه
اور جو نہیں مانتا اس سے تم قتال کرتے ہو۔

(تفسیر کبیر۔ص:۱۸۰ ج ۸)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے تفسیر معارف القرآن میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔

وہ فرماتے ہیں پہلی امتوں کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا تھا مگر ان کی بات کوئی مانتا تھا کوئی نہیں مانتا تھا۔

اس امت کے بہترین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے گی جو نہیں مانیں گے ان سے قتال کرے گی تو ان کی دعوت کے پیچھے قتال ہے۔

(معارف القرآن ص:۳۰ ج ۲)

پہلی امتوں کی دعوت کے رک جانے کا خطرہ تھا ان کی دعوت کے رکنے کا خطرہ نہیں کیونکہ ان کی دعوت قتال کے کندھوں پر سوار ہو کر آئی ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس لئے یہ امت بہترین امت قرار دی گئی ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑی نیکی ایمان ہے اور سب سے بڑا منکر اور گناہ کفر ہے۔

ایمان پر لانا اور کفر سے روکنا یہ سب سے بڑا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جو قتال کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

اس لئے امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ دنیا میں ایسی قومیں ہیں جو کفر پر پکی ہو چکی ہیں وہ سوائے اللہ کی تلوار کے اور کسی چیز سے اسلام پر نہیں آسکتیں۔

بہرحال اس امت کے "خیر امت" ہونے کی وجہ جہاد اور قتال ہے۔

اور سب سے افضل عمل بھی قتال اور جہاد ہے۔

صحابہ کرامؓ کو اللہ رب العزت نے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ بھی جہاد اور قتال پر بیعت کرتے وقت عطا فرمایا۔

آج یہ بیعت علی الجہاد ہم میں ختم ہوگئی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آج اگر ہم یہ بیعت شروع کر دیں، یہاں پاکستان میں یہ بیعت شروع ہو جائے تو بوسنیا میں مسلمانوں پر ظلم ختم ہو سکتا ہے۔ اگر ایک حکمران بھی اعلان کر دے کہ آؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو، ہم کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کا بدلہ لیں گے۔

بوسنیا کے مسلمانوں کا انتقام لیں گے تو دنیا کے کسی کافر کو ہمت نہ ہوسکے گی کہ وہ مسلمانوں کی طرف ایک گولہ بھی پھینک سکے۔

بیعت علی الجہاد کیسے ختم ہوئی؟

نقش دوام میں حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری مدظلہ العالی اپنے والد حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں جب انگریز نے جہاد پر پابندی لگادی تو تمام مدارس وخانقاہوں میں خفیہ طور پر بیعت علی الجہاد کی جاتی تھی۔

اسی طرح حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ لوگوں سے بیعت علی الجہاد لیتے تھے۔

بیعت علی الجہاد کیوں ضروری ہے؟ اس کے کیا فوائد ہیں؟ اور یہ کیوں ختم کی گئی؟

یہ ایک طویل موضوع ہے۔ مختصراً ایک اشارہ کر دیتا ہوں۔

اللہ پاک ہمارے ذہنوں کو اس کیلئے کھول دے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ مالٹا جیل جانے سے پہلے دار العلوم دیوبند میں صدر مدرس تھے اور اندر اندر ان کی انقلابی سرگرمیاں جاری تھیں۔ ریشمی رومال کے نام سے تحریک شروع کی جو خالص خفیہ کمانڈو تحریک تھی۔ ایک ساتھی کابل میں بیٹھا ہوا ہے ایک ماسکو

میں ہے چاروں طرف اپنے رفقاء کو پھیلا دیا تھا کہ دشمن کو لڑا کر مسلمانوں کی قوت کو مجتمع کیا جائے۔

اور با قاعدہ اس تحریک کیلئے بیعت کی جاتی تھی مگر کچھ غداروں کی وجہ سے یہ تحریک ناکام ہوگئی۔

ایک زمانے میں حضرت شیخ الہند کا دارالعلوم دیوبند کی انتظامیہ سے کچھ اختلاف ہوگیا۔ حضرت شیخ الہند فرماتے تھے کہ یہ مدرسہ ہم نے اسلام کیلئے بنایا ہے اگر اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے یہ مدرسہ چلا جائے تو ہمیں پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔

مگر کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ مدرسہ کو کسی بھی طرح کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔ مدرسہ کی شرائط وقوانین میں ذرہ برابر فرق نہ آئے باقی جو کچھ ہوتا ہے ہوتا رہے۔

حضرت شیخ الہند فرماتے تھے کہ اول اسلام ہے۔

اور ہم نے ان مدارس کی بنیاد ہی دو مقاصد کے تحت رکھی ہے ایک ظاہری مقصد جو کہ ''علم'' تھا اور دوسرا باطنی مقصد ''جہاد'' لہذا باطنی مقصد جہاد بھی فوت نہیں ہونا چاہئے۔

مگر کچھ لوگوں نے ظاہری مقصد کو سب کچھ سمجھ کر وہاں سے جہاد کی روح ختم کردی جس کی وجہ سے آج علماء کا وقار بالکل ختم ہوگیا۔

ایک زمانے میں دارالعلوم دیوبند کا ہر طالب علم ڈنڈا چلانا جانتا تھا خنجر چلانا جانتا تھا اور کشتی میں کوئی ہندو یا سکھ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

ایک تو اس وجہ سے بیعت علی الجہاد ختم ہوئی جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔

بیعت علی الجہاد ختم ہونے کی دوسری وجہ سرسید احمد خان ہیں۔

آپ میں اسکول کالج کے حضرات بھی بیٹھے ہیں وہ آئندہ ہونے والی گفتگو سے ناراض نہ ہوں۔ سرسید احمد خان کو ایک محسن کی شکل میں مسلمانوں کو دکھایا گیا جب کہ اس نے اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

اس کی کتابیں آپ پڑھیں زہر ہیں، وہ کس انداز سے مسلمانوں کو سکھاتا ہے:

کہ تمہاری ترقی کا راز اس میں ہے کہ تم انگریز بن کر انگریز کو ختم کرو۔

ابھی اسلام آباد سے ایک کتاب چھپی ہے جس میں افسانے ہوتے ہیں، ادبی کتاب

تھی۔ میں نے پڑھی تو اس میں ایک افسانہ دیکھا جو مختصر طور پر اپنا مقصد سمجھانے کیلئے بیان کرتا ہوں۔

ایک بندر اپنے علاقے سے آکر انسانوں کو دیکھ کر چلا گیا۔ واپس جا کر اس نے بندروں سے کہا کہ انسان اتنی ترقی کرچکا ہے، جہازوں پر اڑتا ہے، گاڑیاں دوڑاتا ہے، اور وہ تو ترقی کی عروج پر پہنچ چکا ہے۔ تم ابھی تک ترقی سے ناآشنا ہو۔ تمہارے پاس نہ جہاز ہے نہ گاڑیاں نہ گھر نہ مکان۔

فکر کرو اور سوچو کہ تمہاری اس مصیبت اور پستی کی کیا وجہ ہے۔ غور وفکر کے بعد بعض نے کہا کہ انسان کی دم نہیں ہماری دم ہے یہ دم ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے بس اس کو کٹوا دو ترقی کی منازل طے کرلوگے۔

ان میں سے ایک نوجوان بندر دم کٹانے کیلئے تیار ہوگیا باقی بندروں نے اس کو کافی سمجھایا کہ تم اسی حالت میں بہتر ہو انسان ایسا ہے ویسا ہے تم انسان کی طرح کیوں بنتے ہو۔ وہ نہ مانا۔ دم کٹا کر آگیا۔ ایک بندریا نے جب اسکو دیکھا تو اپنے شوہر سے طلاق لے کر اسکے ساتھ آکر مل گئی کہ بغیر دم کے بندر کتنا اچھا لگ رہا ہے۔

سرسید کی ذہنیت بھی یہی ہے۔

حالانکہ انگریز کی حیثیت کیا ہے۔

ان کے ممالک میں لاکھوں لوگ ایڈز کے مریض ہیں۔

ان کی غلاظت اور گندگی کی یہ حالت ہے کہ کتے اور خنزیر آج کے انگریز سے زیادہ پاک وصاف ہیں۔

کیا ہماری کامیابی کا راز یہی ہے کہ اس غلاظت کے مجسمے جیسے بن جائیں۔

جب ہم ایسی قوم میں ضم اور مدغم ہوجائیں گے تو پھر کس طرح ان کو ختم کریں گے۔

جب ہم اپنا طور طریقہ رہن سہن ان جیسا بنالیں گے تو ان کو ختم نہیں کرسکیں گے بلکہ خود اپنا وجود ختم کر بیٹھیں گے۔

ہم انگریز سے کیسے آزادی حاصل کریں گے؟ جبکہ ہم اپنی کامیابی کا راز ان کے طریقے اور ان کے فیشن کو اختیار کرنے میں سمجھتے ہیں۔

اور ہمارے ہاں فیشن ہر اس چیز کو سمجھتے ہیں جو غالب قوم نے اختیار کیا ہوا ہو۔ انگریز غالب ہیں اس لئے ہم ان کے طریقے کو اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں۔

آج اگر دنیا میں مسلمان غالب آجائیں تو انگریز مسلمانوں کے لباس اور دیگر طریقوں کو اختیار کر کے فخر محسوس کریں گے۔

جب عرب مسلمان غالب تھے، کافر ان کا لباس پہن کر سمجھتے تھے ہم بھی انسان معلوم ہوتے ہیں۔

سرسید احمد خان نے اسکولوں اور کالجوں میں مسلمان نوجوانوں کو یہ ذہن دیا کہ تم انگریز کا طریقہ اختیار کرلو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

مسلمانوں کے ذہنوں سے یہ بات نکال دی کہ انگریز سے بھی جہاد کیا جاتا ہے۔

اس طرح عام مسلمانوں کے ذہنوں سے جہاد اور بیعت علی الجہاد کی اہمیت ختم ہوگئی۔

چنانچہ آج مسلمانوں کی حالت آپ کے سامنے ہے۔

ایک جان کیلئے چودہ سو قیمتی جانیں حاضر ہیں

ایک وہ وقت تھا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے خون کا مسئلہ تھا جس پر چودہ سو جانیں مرمٹنے کیلئے بیعت کر رہی تھیں۔ ان میں ایک جان حضور ﷺ کی بھی تھی۔ جو پوری کائنات کی جانوں سے قیمتی تھی۔

جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جان بھی تھی جو انبیاء کے بعد پوری مخلوق سے افضل جان ہے۔

ان میں حضرت فاروق اعظمؓ کی جان بھی تھی جو نبی تو نہ تھے مگر ان کے دل پر اللہ رب العزت حق القاء فرمادیتے تھے۔

ان میں حضرت علیؓ کی جان بھی تھی جن کو اللہ نے بچپن میں ہی نبی کی نصرت کیلئے منتخب فرمایا۔

ان میں حضرت ابی بن کعبؓ جیسے قاری بھی تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود جیسے فقیہ اور مفتی بھی ان میں شامل تھے۔

چودہ سو جلیل القدر صحابہ صرف ایک شخص کی جان کا بدلہ لینے کیلئے اپنی جانیں دینے کیلئے

تیار ہو گئے تھے۔

کیونکہ ان کا یہ نظریہ تھا کہ کیا فائدہ ہے ہمارے مسلمان ہونے کا جب اس طرح مسلمان کٹتے رہیں۔ اسلام کو ماننے والے محفوظ نہ ہوں۔ کس منہ سے کافروں کو اسلام کی دعوت دیں گے وہ کہیں گے کہ جن کو تم نے مسلمان کرایا تھا۔ ان کا کتنا تحفظ کرلیا؟

کون سا اسلام

صحابہؓ نے ہر مقام پر اپنی جانیں اسلام کیلئے پیش کیں تاکہ اسلام دنیا میں غالب ہو جائے، ہر فتنہ کو ختم کیا تاکہ آئندہ آنے والی نسلوں تک خالص اسلام پہنچ جائے صحابہؓ قربانی دیتے رہے کافروں کو قتل کرتے رہے اور ہم تک صحیح اسلام پہنچایا۔ اب ہم نے آئندہ آنے والوں کیلئے کونسا اسلام تیار کر کے رکھا ہوا ہے۔

وہی اسلام جس کو ہم نے رہبانیت بنادیا ہے۔

وہی اسلام جو آرام اور سکون کا نام ہے۔

وہی اسلام جو بے حسی اور غیرت سے دوری کا نام ہے۔

وہی اسلام جس میں جان دینے کا تصور نہیں۔

وہی اسلام جس میں دنیا والوں سے تو ملنے کا شوق ہے مگر اللہ رب العزت سے ملنے کا شوق نہیں۔

ہر چیز کا جذبہ ہے جہاد کا جذبہ نہیں

ہر چیز کا ذوق ہے شہادت کا ذوق نہیں۔ خواہشات نفس کو قتل کرنے کا شوق تو ہے خدا کے دشمن کافروں کو یہود و نصاریٰ کو قتل کرنے کا شوق نہیں۔

وہ دور آگیا ہے جس میں ایک قاضی یہ فیصلہ کریگا کہ جس نے کسی کو قتل کیا اسکو قصاص میں قتل کر دیا جائے۔

مگر آج کافر ہزاروں مسلمانوں کو قتل کریں پھر بھی جہاد فرض نہیں ہوگا۔ ایک کروڑ مسلمانوں کو قتل کریں پھر بھی جہاد فرض نہیں ہوگا۔ کافر مسلمانوں کی عزتیں تباہ کردیں تب بھی جہاد فرض نہیں ہوگا۔

ایک مسلمان، مسلمان کو قتل کرے اس کو قتل کرنا تو ضروری ہو گیا اس کا قصاص میں گلا کاٹنا

تو درست ہو گیا مگر کافروں کے مقابلے میں؟

کیا کافروں کا خون قیمتی ہو چکا ہمارا خون سستا ہو گیا۔

کیا کافروں کے سر کی قیمتیں اونچی ہو گئیں ہمارے سر فٹبال بن گئے کہ جو چاہے کھیلتا رہے۔

کیا کافروں کی عزتوں کی قیمت اوج ثریا پر ہے اور ہماری عزتوں کا دنیا میں کوئی بھاؤ نہیں۔

کون سا اسلام آئندہ امتوں کو دے کر جا رہے ہو؟

جہاد کی طرف بلایا جائے گا لوگ کہیں گے جہاد کی آیتیں قرآن میں ہیں ہی نہیں۔

قتال کی طرف بلایا جائے گا لوگ بنی اسرائیل کی طرح کہیں گے خدا کا دین ہے خدا خود حفاظت کریگا۔

ایسے ایمان کا کیا فائدہ؟

کیا آئندہ نسلوں کو یہ اسلام دو گے کہ ہمارا ایمان نہیں اس لئے جہاد کیلئے نہیں جاتے۔

اگر ہم میں وہ ایمان نہیں جو جہاد کیلئے نہیں لے جا سکتا۔

اگر وہ ایمان نہیں جو جان دینے کیلئے کارآمد نہیں ہو سکتا۔

اگر وہ ایمان نہیں جس میں خدا کے احکامات توڑنے کے بعد غیرت میں تلاطم نہیں آتا۔

اگر وہ ایمان نہیں جو قرآن کو جلتا ہوا دیکھ کر بے تاب نہیں ہو جاتا، اگر وہ ایمان نہیں جس میں خدا کے لئے جان لٹانے کا شوق نہیں تو پھر اس ایمان کو کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں ڈال دو جس کا نہ تمہیں کوئی فائدہ ہے نہ امت مسلمہ کو کوئی فائدہ ہے، ایسے ایمان کی کیا ضرورت؟

ایمان تو یہ ہے کہ جس رب کا کلمہ پڑھا خون اسی کو دیں۔

جس رب کا کلمہ پڑھا اس کے حکم پر جان دیں۔ چاہے وہ حکم ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے۔

طاقت کا میدان

اللہ نے ہمیں کسی ایسی چیز کا حکم نہیں دیا جو ہمارے لئے ناممکن ہو۔ اللہ جہاد کا حکم دیں اور بندوں میں اس کی طاقت نہ ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا ہے تو اسکی

طاقت بھی دی ہے۔

مگر یہ طاقت یہاں بیٹھ کر نہیں بنے گی میدان جہاد میں نکلیں گے۔ تب یہ طاقت سامنے آئے گی۔

ہر چیز کا ایک میدان ہے جب تک اس میدان کو اختیار نہیں کریں گے وہ چیز نہیں آ سکتی۔ اللہ کی قسم تیرنے کی طاقت پانی میں بنے گی اور اللہ کے لئے جان دینے کی طاقت میدان جہاد میں بنے گی اور ایمان کا عروج میدان جہاد میں جا کر ہو گا یہاں بیٹھ کر نہیں ہو سکتا۔

جہاد سے رہ جانے کا غم

الا یہ کہ مجاہدین کی طرف سے

مجبور کر کے ہمیں یہاں بٹھایا گیا ہو اور ہماری حالت یہ ہو۔

تولوا واعینهم تفیض من الدمع حزناً الایجدوا ماینفقون (توبہ آیت:۹۲)

کہ وہ جہاد میں جانے سے واپس لوٹ رہے ہیں اس حالت میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اس غم میں کہ ان کے پاس اتنا خرچہ نہیں کہ جہاد میں جا سکیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان بالمدینة رجالاً ماقطعتم وادیاً

ولا سرتم مسیراً الاکانوا معکم (مسلم)

ادھر یہ روتے ہوئے لوٹ رہے ہیں ادھر نبی روتے ہوئے جا رہے ہیں اور راستے میں اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

کہ جب تم کسی وادی کو قطع کرتے ہو یا کہیں اترتے ہو کہیں چڑھتے ہو کہیں ذکر کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہو جس طرح تمہیں ثواب ملتا ہے ان رونے والوں کو بھی برابر ثواب مل رہا ہے کیونکہ وہ سو فیصد جانے کے لئے تیار تھے۔

خون کی دھاریں

آج کون ہے جو جہاد سے محرومی پر ایک آنسو بھی بہائے۔

اگر واقعی جہاد کی شرائط پوری نہیں تو پھر روتے کیوں نہیں؟ تمہارے آنسو کیوں خشک

ہو گئے؟

حقیقت میں جہاد سے محرومی پر تمہارے دل مطمئن ہیں ورنہ تم رو رو کر تمنا کرتے کہ یا اللہ کس طرح حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی طرح شہادت کا رتبہ پاؤں۔

کیسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت نصیب ہوگی۔

کب کمانڈر عبدالرشید اور مولانا شبیر کی صحبت میں بیٹھوں گا۔ کب بھائی اختر محمود سے ملاقات کروں گا۔ کب سلیم شہید کے پاس پہنچوں گا' کب اپنے شہید رفقا سے ملوں گا۔ دل تڑپ رہا ہوتا آنسو بہہ رہے ہوتے۔

مگر یہاں تو ہنس کر خوش ہو کر کہتے ہیں کہ جہاد کی شرائط نہیں اس لئے جہاد چھوڑ دیا ہے۔

کیا اسلامی فریضے کے بند ہو جانے پر دکھ نہیں ہوتا۔

کیا جہاد کا راستہ رک جانے پر تکلیف نہیں ہوتی۔

کیا جہاد کی احادیث پڑھتے پڑھاتے وقت کلیجہ منہ کو نہیں آتا کہ کیسے ہم اس بخشش کے راستے سے محروم ہو گئے۔

اس پر دکھ نہیں ہوتا کہ ہر روز لاکھوں مسلمان کٹ رہے ہیں

اس پر افسوس نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کے تحفظ کا راستہ بند ہو گیا ہے۔

روزانہ اتنی مرغیاں بھی ذبح نہیں ہوتیں جتنے مسلمان ذبح کیے جا رہے ہیں۔ ایک برائلر جیسی بے نسل مرغی جتنی بھی ہماری قدر نہیں۔

جہاد کی شرائط الحمدللہ پوری ہیں۔

ہم میدان میں تو نکلیں رب ہمارے ساتھ ہے اور اگر ہمارے پاس اور کچھ نہیں تو خون کی دھاریں تو ہیں۔

شام میں مسلمانوں کی اس جنگ کو تو دیکھو جس میں کافروں نے کچھ مسلمان عورتوں کو گرفتار کر لیا اور لائن میں کھڑا کر کے اشارہ کرنے لگے کہ فلاں میری ہے فلاں تیری ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت خولہ کھڑی ہوئیں اور کہا۔ بہنو! کیا دیکھتی ہو کافروں کی یہ نجس انگلیاں تمہاری طرف اٹھ رہی ہیں وہ تمہاری تقسیم کی باتیں کر رہے ہیں۔

او قریش کی بیٹیو! او عرب کی ماؤں، بہنو! اسلام کے لئے جان دینے والیو! آج کس چیز

سے تم ہنی ہوئی ہو۔ عورتیں رونے لگیں۔ کہا خولہ ہم بزدل نہیں ہیں کیا کریں لڑنے کے لئے تلواریں نہیں کس چیز سے لڑیں۔

کہا خیموں کی چوبیں کس لئے ہیں؟

جسم کا خون کس لئے ہے؟

باہر پہریدار کھڑا تھا۔ اس کے سر میں چوب مار کر ہلاک کیا اور پہلی تلوار حاصل کی۔ پھر تلواریں ملتی چلی گئیں۔ کافروں نے مسلم خواتین کو گھیرے میں لے لیا مگر کوئی قریب نہیں آ سکتا تھا۔

ڈنڈے گھوم رہے تھے، لاٹھیاں چل رہی تھیں۔

اسلام کی مائیں، بہنیں اپنی عزت کے تحفظ کے لئے قیامت تک کی ماؤں، بہنوں کو سبق سکھلانے کے لئے لڑائی لڑ رہی تھیں کافروں کو ہلاک کر رہی تھیں۔

اچانک تکبیر کی آواز آئی۔

دنیا نے دیکھا کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا جرنیل اللہ کی تلوار، مسلمانوں کے لئے قابل فخر نمونہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پہنچ گئے۔

ان کی گرجدار آواز سن کر کافر کانپنے لگ گئے۔ ماؤں، بہنوں کی بھی تکبیریں بلند ہونے لگیں۔

اندر باہر سے گھیر کر ایک کافر کو بھی زندہ نہیں چھوڑا گیا وہ کافر جو ہماری ماؤں کے سودے کر رہے تھے کٹ کٹ کر ختم ہو گئے۔

کیا ہمارے پاس وہ لاٹھیاں بھی نہیں اتنا خون بھی نہیں جو ان بہنوں کے پاس تھا۔

اللہ کرے ہم پر مشکل حالات آنے سے پہلے ہمیں جہاد سمجھ میں آ جائے۔ اب کشمیر کے ہر فاسق و فاجر کو بھی جہاد سمجھ میں آ گیا ہے اور یہ سوچنے کا وقت بھی ان کے پاس نہیں کہ شرائط پوری ہوئیں یا نہیں کیونکہ کافر گھر میں گھس گئے ہیں۔

کیا ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے اوپر ایسے حالات آ جائیں؟

اللہ کرے ایسے مشکل حالات آنے سے پہلے ہمیں جہاد اور بیعت علی الجہاد سمجھ میں آ جائے۔ یا اللہ! بیعت علی الجہاد کے عمل کو زندہ فرما دے! یا اللہ ایسا امام اور مقتدا عطا فرما دے

جن کے ہاتھوں پر بیعت کر کے تیرے راستے میں جہاد کرتے رہیں! یا اللہ اس عظیم عمل کو زندہ کرتے ہوئے ہماری جانوں کو قبول فرمالے۔

یا اللہ! ہم اپنی جان و مال کو تیرے حوالے کرتے ہیں دین کی سربلندی کے لئے قبول فرما۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

قتال کے چھ فائدے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مؤمنین ویذھب غیظ قلوبھم ویتوب اللہ علیٰ من یشاء واللہ علیم حکیم

(التوبہ آیت: ۱۴)

لڑو ان سے تاکہ عذاب دے اللہ پاک ان کو تمہارے ہاتھوں سے اور انہیں رسوا کرے اور تمہیں ان پر غالب کرے۔ اور ٹھنڈے کرے دل مسلمانوں کے اور نکالے ان کے دلوں کی جلن۔ اور اللہ پاک جس کو چاہے گا توبہ نصیب کرے اور اللہ پاک سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

ملک کا ہر فرد فوج کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔
ہر شخص کے دل میں فوج کی عظمت ہوتی ہے۔
کیونکہ فوج اس ملک کا تحفظ اور دفاع کرتی ہے۔
تو اسی طرح جو لوگ اللہ کے دین کی عظمت' تحفظ' غلبے اور دفاع کے لئے کام کرتے ہیں تو اللہ کے ہاں ان لوگوں کا بھی بہت اونچا مقام ہوتا ہے۔

دین کے دشمن

جس طرح اللہ پاک نے اتنا اونچا اور عظمت والا دین اتارا ہے۔
اسی طرح اس دین کے دشمنوں اور مخالفین کو بھی ساتھ ساتھ دنیا میں بھیجا ہے۔
جنہوں نے شروع دن سے ہی اس دین کی دشمنی اور مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہوا ہے۔
یہ دین کے دشمن کبھی تو مشرکین کی شکل میں آئے۔
کبھی یہودیوں کی شکل میں آئے۔
کبھی نصرانیت کی شکل میں آئے۔
کبھی منافقت کی صورت میں آئے۔
اور ان سب کی پوری کوشش یہ رہی ہے کہ یہ دین کسی بھی طرح دنیا میں قائم نہ ہو سکے۔
اور ان دشمنوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا؟
کبھی تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔
کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الزامات لگاتے رہے۔
صحابہ کرام کو ہر وقت ستاتے رہے۔
صحابہ کو ختم کرنے کے لئے ہر طریقہ اختیار کیا۔
دین کو مٹانے کے لئے ہر حربہ آزمایا۔

دین کا دفاع

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ
کیا اللہ پاک نے اس دین کو اتار دیا اور اس کی حفاظت اور اس کے ماننے والوں کے

تحفظ اور دفاع کا کوئی انتظام نہیں کیا؟
اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ جس طرح اللہ پاک نے یہ عالی دین اتارا اس کی حفاظت کے لئے بھی ایک ایسا عمل اتار دیا ہے کہ جب تک اس عمل کو مسلمان زندہ رکھیں گے دین کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔
اور دین کے ماننے والوں پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھا سکے گا۔
وہ کون سا عمل ہے جو اللہ پاک نے دین کی حفاظت کے لئے اتارا؟
وہ کون سا طریقہ ہے جو اللہ پاک نے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اتارا؟
تو قرآن وسنت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مبارک اور عظیم عمل جہاد کا عمل ہے۔

آسمانی لوہا

اور اللہ پاک نے اس مبارک دین کی حفاظت کے لئے لوہے کو بھی پیدا فرمایا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانزلنا الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس
(الحدید: آیت: ۲۵)

اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں۔
"بأس شديد" کی تفسیر صاحب کشاف نے قتال سے کی ہے کہ لوہے کے ذریعے سے جہاد کیا جاتا ہے اور پھر جہاد کے ذریعے سے فتنہ وفساد ختم ہوتا ہے۔
تو لوگ امن، سکون، اطمینان، کی زندگی گزارتے ہیں اور یہ بھی مقصد ہو سکتا ہے منافع للناس کا۔
جس طرح اللہ پاک نے کتاب اتاری،
ہدایت اور نور اتارا۔
اسی طرح اللہ پاک نے لوہے کو بھی اتارا کہ اگر اس کو تم استعمال کروگے تو دین کی حفاظت ہوگی، دین کا غلبہ ہوگا، اور دین کے دشمنوں پر رعب طاری ہوگا۔

یہ ظلم کب تک؟

ابتدا میں اس دین کے ماننے والوں پر ظلم ہوتا رہا۔

مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھائے گئے ان کو ستایا گیا اس کے بعد اللہ کی طرف سے ان کو حکم ہوتا ہے:

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا
وان الله علی نصرهم لقدیر

(الحج آیت: ۳۹)

جن مظلوم مسلمانوں پر اب تک ظلم ہوتا رہا اب ان کو کافروں سے ظلم کا بدلہ لینے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کرنے کے لئے لڑنے کا حکم ہوتا ہے۔

مظلوم مسلمان کہتے ہیں:

یا اللہ ہم تو مظلوم ہیں ہمارا دشمن ظالم ہے۔
ہم مغلوب ہیں دشمن غالب ہے۔
ہم کمزور ہیں ہمارا دشمن طاقت والا ہے۔
تو اس سے کس طرح لڑیں۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں:

وان الله علی نصرهم لقدیر

میں صرف تمہیں لڑنے کا حکم نہیں دے رہا
بلکہ مدد اور نصرت کا بھی وعدہ کرتا ہوں۔
تم صرف میدان میں نکل کر کافروں کے مقابلے میں آ جاؤ۔
میدان میں نکلنا تمہارا کام۔
تمہارے دشمنوں کو تباہ و برباد کرنا میرا کام۔
میدان میں نکلنا تمہارا کام۔
تمہارے دشمنوں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دینا میرا کام۔
میدان میں نکل کر کافروں کی طرف تیر اور گولی چلانا تمہارا کام۔

اس تیر اور گولی سے دشمن کو ہلاک کر دینا میرا کام۔
میدان میں نکل کر ٹہنی کو ہاتھ میں لینا تمہارا کام۔
اس ٹہنی کو تلوار بنا دینا میرا کام۔
گھوڑوں کو دریا میں ڈال دینا تمہارا کام۔
ان کو ڈوبنے سے بچانا میرا کام۔
تھوڑی تعداد میں کافروں کے سامنے آنا تمہارا کام۔
اور بڑے سے بڑے دشمنوں پر تمہیں غالب کر دینا میرا کام۔

اللہ کے محبوب

اب انسان یہ کہتا ہے کہ یا اللہ آپ نے ظالموں سے لڑنے کا حکم دیا ہے ہم جب میدان میں نکل کر بڑے بڑے کافروں سے ٹکرائیں گے تو ہمارا مقام اور حیثیت کیا ہوگی؟

اللہ فرماتے ہیں:

ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفًا کانهم بنیان مرصوص

(الصف آیت ۴)

اللہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کی
راہ میں صف باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔

تم میدان قتال میں نکلو گے تو میرے محبوب بن جاؤ گے۔
دنیا والے تمہیں کچھ بھی کہتے رہیں۔
دنیا والے ہزار ملامت کرتے رہیں۔
تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ تم میرے محبوب بن جاؤ گے
میں تم سے محبت کروں اور تم مجھ سے محبت کرنے لگو۔

لڑائی کب تک؟

یا اللہ اس محبوب عمل کو کب تک کرتے رہیں گے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وقاتلو هم حتیٰ لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله (الانفال آیت ۳۹)

''اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہو جائے سب حکم اللہ کا''

جب تک دنیا میں کفر وشرک کی قوت وشوکت موجود ہے اور کفر کا فتنہ وفساد ختم نہ ہو جائے اس وقت تک تمہیں لڑنا ہوگا۔

ویکون الدین کله لله

جب تک پوری دنیا پر اللہ کا دین

غالب نہ ہو جائے اللہ کا حکم غالب نہ ہو جائے۔

کلمۃ اللہ کے دو معنی آتے ہیں۔

(۱) اللہ کا نام بھی غالب ہو۔

(۲) اللہ کا نظام بھی غالب ہو۔

جب تک ان دو چیزوں کا غلبہ پوری دنیا پر نہ ہو جائے اس وقت تک تمہیں جہاد کرنا پڑے گا۔

قتال کے چھ فائدے

یا اللہ اس قتال کے عمل سے کیا فائدہ ہوگا؟

اللہ پاک اس کے چھ فائدے ذکر فرماتے ہیں:

قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم ويخزهم وينصركم عليهم ويشف صدور قوم مؤمنين. ويذهب غيظ قلوبهم ويتوب الله على من يشاء والله عليم حكيم

(التوبہ آیت ۱۴)

لڑو ان سے تاکہ عذاب دے اللہ پاک ان کو تمہارے ہاتھوں سے، اور انہیں رسوا کرے، اور تمہیں ان پر غالب کرے، اور ٹھنڈے کرے دل مسلمانوں کے، اور نکالے ان کے دلوں کی جلن، اور اللہ پاک جس کو چاہے گا توبہ نصیب کرے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

کافروں پر عذاب خداوندی

فائدہ نمبر ۱

قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم

تم میدانوں میں نکل کر کافروں سے لڑو

اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہوگا کہ جو کام کل تک اللہ پاک فرشتوں سے لیتے تھے آج تم سے وہ کام لیا جائے گا۔ پہلے نافرمان قوموں پر عذاب فرشتوں کے ذریعے آتا تھا اب تمہارے ہاتھوں اللہ پاک کافروں کو عذاب دیں گے۔

ذلت

فائدہ نمبر ۲

ويخزهم

کافروں کو ذلیل ورسوا کر دیں گے

اور وہ ایسے ذلیل ورسوا ہو جائیں گے کہ کوئی ان کی شکل وصورت اپنانے پر تیار نہیں ہوگا۔

کوئی ان کے کلچر کو اپنانے کو تیار نہیں ہوگا۔

کوئی ان کی تہذیب کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

حتیٰ یُعطوا الجزیة عن یدٍ وهم صاغرون

(التوبہ آیت ۲۹)

وہ ذلیل ورسوا ہو کر تمہیں جزیہ اور ٹیکس دے کر زندگی گزاریں گے۔

ان کا دنیا میں کوئی مقام اور ٹھکانا نہیں ہوگا۔ تمہاری غلامی میں رہ کر زندگی گزاریں گے۔

تمہارے میدان میں نکلنے کی دیر ہے کافر ذلت ورسوائی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

نصرت وغلبہ

فائدہ نمبر ۳

وينصركم عليهم

اللہ تمہاری نصرت کرے گا

اور اس کی نصرت سے تم کافروں پر غالب رہو گے۔

اور تم اپنی آنکھوں سے نصرت خداوندی کے ایسے ایسے مناظر دیکھو گے کہ تمہارا دل اندر سے بول پڑے گا کہ

''اللہ موجود ہے۔''

ایک صحافی کی رپورٹ

فرانس کا ایک صحافی جو اللہ پاک کو نہیں مانتا تھا۔

افغانستان میں رپورٹنگ کرنے کے لئے گیا چھ ماہ تک مختلف محاذوں اور مورچوں پر رہا۔

مجاہدین کے حالات دیکھے واپس جا کر اس نے ایک کتاب لکھی:

''رایت اللہ فی افغانستان''

میں نے مسلمانوں کے اللہ کو افغانستان میں دیکھ لیا کہ واقعی اللہ موجود ہے۔

پینتیس مجاہدین کلاشنکوفیں لے کر گئے۔

دشمن کے ایک سو پچاس آدمیوں کو گرفتار کر کے لے آئے۔

پچاس مجاہدین گئے۔

دشمن کے اڑھائی سو ٹینک تباہ کر دیئے۔

کبھی آسمان سے اترتے گھوڑوں کو دیکھتے ہیں۔

کبھی دشمن کہتے ہیں کہ تمہارے گھوڑے جب زمین پر اترے ان پر سوار مجاہدین نے کوئی چیز ہماری طرف پھینکی ہم اندھے ہو گئے۔

کبھی کسی شہید کو دیکھا اس کے خون سے خوشبو آ رہی ہے۔

کبھی کوئی مجاہد زخمی ہو گیا۔

دونوں ٹانگیں کٹ گئیں۔

مگر آخری وقت بھی وصیت کرتا ہے کہ

میرے ساتھیو! کبھی جہاد نہ چھوڑنا۔

کہ جو چیز میں مرتے وقت دیکھ رہا ہوں تمہیں بھی نصیب ہو جائے۔

نصرت کے ایسے واقعات تمہارے سامنے آئیں گے کہ دشمن کی قوت تمہاری نظروں میں ہیچ ہو جائے گی۔

اس کی کوئی طاقت نہیں رہے گی۔ تمہارے دل میں کفر کی کوئی طاقت کوئی عظمت اور کوئی شوکت نہیں رہے گی۔

دشمن بے یار و مددگار ہو جائے گا اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ

ذالک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لامولیٰ لھم

(محمد آیت:١١)

یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے ان کا جو یقین لائے

اور یہ کہ جو کافر ہیں ان کا کوئی رفیق نہیں۔

اور تمہیں یقین ہو جائے گا کہ اللہ ہی ہمارے مولیٰ ہیں۔

جس طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا تھا۔

جو بہت مقروض ہو گئے تھے۔

کیونکہ ساری زندگی جہاد کرتے رہے۔

اور کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

آخری وقت میں اپنے بیٹے سے کہا:

میرا قرض ادا کرنے میں اگر تمہیں کوئی دقت ہو تو یوں کہہ دینا کہ

''اے زبیر کے مولا میری مدد فرما۔''

انہوں نے پوچھا: ''آپ کا مولیٰ کون ہے؟''

فرمایا: ''میرا مولیٰ اللہ ہے۔''

بس اس سے مدد مانگ لینا۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے باب (برکۃ الغازی فی مالہ حیا ومیتا (ص:۴۴۱، ج:۱) میں تفصیلاً اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا قرض بھی اتر گیا۔

وصیتیں بھی پوری ہو گئیں۔

اور خاندان والوں کو ورثے میں اتنا مال ملا کہ کوئی عام آدمی اتنا مال چھوڑ کر نہیں جاتا۔

اللہ نے جہاد کی برکت سے زندگی میں بھی ان کی مدد فرمائی اور مرنے کے بعد بھی۔

مجاہد کا رعب

تم دنیا میں مایوس پھرتے ہو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔

میدان میں نکل کر دیکھو کہ تم کیا کر سکتے ہو۔

اللہ کس طرح تمہاری مدد فرماتے ہیں۔

ایک کمزور سا مجاہد تھا اتنا کمزور کہ جسم کی ہڈیاں نکلی ہوئی نظر آتی تھیں۔

جب وہ خوست میں دشمن کے ایک مورچے پر گیا تو وہاں دشمن کا ایک بڑا کمانڈر اس کو دیکھ کر گر پڑا۔ جب اس کی نبض دیکھی تو مر چکا تھا۔

اللہ تمہیں دکھاتا ہے کہ تمہاری شکل دیکھ کر کفر پر موت طاری ہو جاتی ہے۔

مجاہدین دشمن کے ٹینکوں کی طرف پتھر مارتے تھے اور ان کو آگ لگ جاتی تھی۔

آرام کا کنواں

آج بھی وہ افغانی مجاہد زندہ ہے اور انتہائی ثقہ اور معتبر آدمی ہے جس نے اپنا یہ واقعہ خود ہمیں سنایا کہ:

ایک مرتبہ دشمن اس کے پیچھے لگ گیا۔ وہ ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ ایک کنویں میں گر گیا اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے آرام سے اٹھا کر کنوئیں میں رکھ دیا ہو۔

کہتا ہے میں کنویں میں بیٹھا ہوں نکلنے کی کوئی صورت نہیں۔ اچانک اوپر سے ایک آدمی آیا اور اس نے مجھے کھانا پیش کیا اور میں نے اسے پہچان لیا کہ یہ تو ہمارا وہی ساتھی ہے جو ایک سال پہلے شہید ہو چکا تھا۔

یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

اللہ پاک مجاہدین کو نصرت کے واقعات دکھا رہے ہیں۔

کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے:

وينصركم عليهم

ہر اعتبار سے کافروں کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا۔

اسکڈ میزائل

جس علاقے میں ہم نے جنگ لڑی ہے خوست۔

وہاں دشمن نے ساڑھے تین سو اسکڈ میزائل مارے ہیں اور اسکڈ میزائل دنیا کا خطرناک میزائل ہے جو کمپیوٹر کے ذریعے چلتا ہے اور جس جگہ کو ہدف بنایا جائے وہیں گرتا ہے۔

ایک اسکڈ میزائل کی قیمت ایک جنگی طیارے کے برابر ہے جبکہ دشمن نے صرف خوست میں ساڑھے تین سو اسکڈ میزائل مارے ہیں۔

ایک میزائل سے ایک سانپ زخمی ہوا۔

دوسرے میزائل سے دو سو دنبے مارے گئے جو ایک ریوڑ پر گرا تھا۔

اور تیسرے میزائل سے صرف گیارہ مجاہد شہید ہوئے۔

اس کے علاوہ تمام اسکڈ میزائل جو جدید ترین نظام کے تحت چلائے گئے تھے۔ اللہ پاک نے انہیں ضائع فرما دیا اور مجاہدین کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

دشمن کی طاقت اور اللہ کی نصرت

قرآن مجید میں آتا ہے۔

کچھ منافقین صحابہ کرامؓ کو آ کر ڈراتے تھے:

ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم

کہ لشکر تمہارے خلاف سامانِ جنگ جمع ہو رہے ہیں اب ڈر جاؤ میدانوں میں مت نکلو۔

فزادهم ايمانا

صحابہ سنتے تھے کہ دشمن بہت زیادہ ہے تو خوش ہو جاتے تھے۔

ان کا ایمان بڑھ جاتا تھا۔

کہ دشمن کا لشکر اگر بڑا ہے تو اللہ کی نصرت بھی زیادہ آئے گی۔

دشمن طاقت ور ہے تو لڑنے میں بھی مزہ آئے گا۔

دشمن قوت والا ہے تو اللہ کی مدد بھی قوت کے ساتھ آئے گی۔

فزادھم ایمانا

دشمن کی قوت دیکھ کر ان کے ایمان میں زیادتی ہو جاتی تھی۔

کہ ’’اللہ اکبر‘‘ شہادت ملے گی۔

’’اللہ اکبر‘‘ نصرت آئے گی۔

’’اللہ اکبر‘‘ دشمن کے اموال غنیمت کے طور پر ملیں گے۔

فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل

(آل عمران آیت: ۱۷۳)

ٹھنڈک

فائدہ نمبر ۴

ویشف صدور قوم مؤمنین

(التوبۃ: ۱۴)

جہاد سے ایمان والوں کے دلوں کو شفاء، سکون اور اطمینان نصیب ہو جائے گا۔ جب اس کافر کو ذبح کریں گے جس نے کسی مسلمان ماں، بہن کی عزت لوٹی تھی۔

جس نے مساجد کے تقدس کو پامال کیا تھا۔

جس نے قرآن کو اپنے ناپاک پاؤں سے ٹھوکر ماری تھی۔

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی ناپاک زبان چلائی تھی تو دلوں کو کتنا سکون ملے گا۔

سلطان ایوبیؒ کی غیرت ایمانی

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ

جب عیسائی فوجیں بیت المقدس میں داخل ہوئیں تو بیت المقدس میں ایک مسلمان عبادت کر رہا تھا۔

عیسائی فوجوں کا ایک افسر اس مسلمان کے قریب گیا اس کو ٹھوکر مار کر اپنی طرف متوجہ کیا

اور کہا:

’’بلا اپنے نبی محمد ﷺ کو جو تیری مدد کرے گا‘‘

اور پھر اس مسلمان کو تلوار مار کر شہید کر دیا۔

جب سلطان صلاح الدین ایوبی کو پتہ چلا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ایک کافر نے اتنی بڑی گستاخی اور چیلنج کیا۔

تو اپنے اوپر آرام حرام کر لیا۔

دل تڑپ گیا۔

دن رات گھوڑے پر سوار جہاد کی تیاری کر رہے ہیں۔ طبیبوں نے مشورہ دیا کہ آپ کچھ آرام کر لیا کریں تو کہا کہ میں کس طرح سے آرام کروں۔

جب کہ کافر میرے نبی ﷺ کو چیلنج کر رہے ہیں۔

پھر اللہ پاک نے وہ دن بھی دکھایا۔

جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ تمام رکاوٹوں کو توڑتا ہوا۔

تمام لشکروں کو شکست دیتا ہوا بیت المقدس میں داخل ہو گیا۔

اور عام معافی کا اعلان کر دیا کہ ہم اس طرح سے قتل و غارت نہیں کریں گے۔

جس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔

دنیا نے دیکھا۔

کہ جب عیسائی بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے تو ان کے گھوڑے مسلمانوں کے خون میں چل رہے تھے۔

مگر جب سلطان ایوبی بیت المقدس میں داخل ہوئے تو عام معافی کا اعلان کر دیا۔

عام معافی کے اعلان کے باوجود سلطان ایوبیؒ کی نظریں کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس کا بے قرار دل مچل رہا تھا۔

کہ مجھے کب وہ شخص ملے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی تھی۔

اچانک تمام جرنیل سامنے لائے گئے سلطان نے سب کی معافی کا اعلان کیا۔

اور گستاخ رسول کو بلا کر کہا:

تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا تھا۔

اب محمد ﷺ کا ایک ادنیٰ غلام آ گیا ہے۔

اس کا مقابلہ کر کے دیکھ.........

وہ افسر

سلطان کے قدموں میں گر گیا۔

مگر سلطان نے ٹھوکر ماری۔

اور کہا کہ میں ایسے آدمی کو معاف نہیں کر سکتا جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہو۔

اور نبی ﷺ کی عزت کو چیلنج کرنے کی کوشش کی ہو۔

تلوار مار کر اس کی گردن کاٹ دی وہ مردود زمین پر تڑپنے لگا اور سلطان کا دل ٹھنڈا ہو گیا۔

ویشف صدور قوم مؤمنین

مایوسی کے بادل چھٹ جائیں گے

آج اکابر رو رہے ہیں۔

مشائخ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

کہ مساجد کا تقدس پامال ہو گیا۔

مسلمان چیخ رہے ہیں۔

ان کی چیخ و پکار سننے والا کوئی نہیں۔

معصوم بچوں کو جلایا جا رہا ہے۔

ان کی چیخ و پکار سے آسمان بھی لرز جاتا ہے۔

مگر کوئی بچانے والا نہیں۔

ہم نے اقوام متحدہ کو اپنا محافظ بنایا ہے۔

اسی اقوام متحدہ کے نمائندے جب سروے کے لئے بوسنیا گئے۔

تو وہاں سرب فوج کے ساتھ مل کر انہوں نے مسلمان عورتوں کی عزت کو برباد کیا۔

آج دل پریشان ہے طبیعت بے چین ہے۔

پوری دنیا میں کفریہ نظام چل رہے ہیں۔

کمیونزم نافذ ہے۔ سوشلزم نافذ ہے۔

کیپٹلازم چل رہا ہے۔

پوری دنیا میں ڈیموکریٹ پھیلے ہوئے ہیں۔

مگر میرے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا دین کہیں نافذ نہیں۔

قرآن کے احکام کہیں نافذ نظر نہیں آتے۔

جو خود کو مسلمان کہتے ہیں ان کے ملکوں میں بھی ہزاروں قوانین اسلام کے خلاف ہیں۔

ان حالات کو دیکھ کر اکابر پریشان ہیں۔

بزرگ بے چین ہیں۔

علماء رو رہے ہیں۔

لیکن جب پتہ چلتا ہے کہ فلاں فلاں علاقہ فتح ہو گیا۔

فلاں ملک میں کافروں کو اتنا نقصان اٹھانا پڑا۔

کشمیر میں اتنے فوجی مارے گئے۔

تو دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

ویشف صدور قوم مؤمنین

سکون

فائدہ نمبر ۵

ویذھب غیظ قلوبھم

تمہارے دل میں کافروں کے متعلق جو غیظ و غضب اور غصہ پایا جاتا ہے کہ کشمیر اور بوسنیا میں مسلمان بچیوں کی کافروں نے عزت لوٹ لی۔ قرآن کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔

بلکہ قرآن کے اوراق سے کافروں نے استنجا کیا (نعوذ باللہ) تو تمہارا دل غصے سے بھر جاتا ہے۔

جہاد کے ذریعے یہ غصہ تم کافروں پر نکال کر اپنے دلوں کو اطمینان اور سکون دے سکتے ہو۔

اگر کافروں کے خلاف جہاد نہ کیا تو یہ غصہ پھر آپس میں استعمال ہوگا۔

مسلمان آپس میں لڑائی شروع کر دیں گے۔

مگر جہاد اور قتال کے ذریعے یہ غصہ صحیح محل میں خرچ ہوگا اور مسلمان آپس میں شیر و شکر ہو جائیں گے۔

مغفرت

فائدہ نمبر ٦

ویتوب اللہ علی من یشاء

جہاد گناہگاروں کو خوشخبری سناتا ہے کہ

دنیا کے گناہ گارو! بخشش اور مغفرت چاہتے ہو تو میدان جہاد کو اختیار کرو۔

کتنے ہی گناہ گار اسلحہ اٹھا کر جب میدان جہاد میں جاتے ہیں تو اللہ پاک ان کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں۔

کنز العمال کی روایت ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔

أیّ الشہداء افضل؟

یارسول اللہ ﷺ شہداء میں سب افضل کون ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذین یلقون الصف فی الصف

فلایلفتون وجوھھم حتیٰ یقتلوا

وہ لوگ جو کافروں کی صفوں میں گھس کر

بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو جائیں۔

اولئک الذین یتلبطون فی الغرف العلیٰ فی الجنة

یہ لوگ جنت کے بالاخانوں میں ہوں گے

یضحک الیھم ربک

اللہ رب العزت ان کو دیکھ کر ہنسیں گے

واذا ضحک ربک الی عبد فی موطن فلاحساب علیه

اور جب اللہ اپنے کسی بندے پر ہنس جائیں

خوش ہو جائیں تو اس کا حساب کتاب نہیں ہوتا۔

بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(کنز العمال۔ص:٥٩٧،ج:٤)

مجاہد کی دعا

مجاہد کا اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ

میدان جہاد میں شیطان تو قریب آتا نہیں۔

پہلے ہی بھاگ جاتا ہے۔

قرآن میں آتا ہے کہ

بدر کے موقع پر شیطان کافروں کے ساتھ ساتھ تھا کہ میں تمہاری مدد کروں گا۔

فلما تراء ت الفئتٰن نکص علی عقبیه

مگر جب اس نے دونوں فوجوں کو آمنے سامنے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے تو آسمانوں سے فرشتے اتر رہے ہیں تو الٹے پاؤں پیچھے بھاگنے لگا۔

تو اس کے حامیوں نے کہا:

کیوں بھاگ رہے ہو تم نے تو مدد و نصرت کا وعدہ کیا تھا۔

شیطان نے کہا:

انی اری مالاترون

میں وہ طاقت دیکھ رہا ہوں جو تمہاری نظروں سے اوجھل ہے۔ (الانفال۔آیت:٤٨)

چنانچہ میدان جہاد میں شیطان مسلمانوں کے قریب نہیں آتا۔

تو صرف اس کا نفس ساتھ رہ جاتا ہے۔

مگر جب دشمن کے گولے قریب قریب گرتے ہیں۔

جب موت آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔
جب شہداء کا خون جگمگاتا ہوا دیکھتا ہے۔
تو نفس بھی غائب ہو جاتا ہے۔
اور اس وقت جو بھی دعا کی جائے حدیث میں آتا ہے:

ویستجیب لھم کما یستجیب للرسل

(کنز العمال ص: ۳۱۴، ج: ۴)

کہ مجاہدین کی دعا اس طرح قبول فرماتے ہیں
جس طرح انبیاء کی دعا قبول کی جاتی تھی۔
اس وقت جو بھی اللہ سے مانگ لیا جائے اللہ عطا فرما دیتے ہیں۔

خون کا پہلا قطرہ

اور اگر کوئی سعادت مند ہو۔
جس کو دشمن کی گولی لگے اور اس کا خون گر جائے حدیث میں آتا ہے:

عند اول قطرة من دمه یکفر عنه کل خطیئة

(کنز العمال ص: ۴۱۰، ج: ۴)

کہ پہلا قطرہ خون کا زمین پر گرتا ہے
تو سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
اور پھر مجاہد کا اللہ رب العزت کے ہاں اتنا بڑا مقام ہو جاتا ہے کہ مجاہد کے گھوڑوں کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں کھاتے ہیں اور ان کی صفات بیان فرماتے ہیں:

والعادیات ضبحاً فالموریات قدحاً

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے اور آگ نکالتے ہوئے دوڑتے ہیں۔

فالمغیرات صبحا۔ فاثرن به نقعاً۔ فوسطن به جمعاً۔

اور صبح کے وقت غارتگری اور گرد اڑاتے ہوئے دشمن کی فوج میں گھس جاتے ہیں
(سورۃ العادیات)

لڑنے کے انداز

یا اللہ ہم میدان جہاد میں جائیں تو کس انداز سے لڑیں۔
اللہ فرماتے ہیں:

یاایھاالذین امنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا

اے ایمان والو جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے
تو ثابت قدمی سے لڑنا۔ پیٹھ مت دکھانا۔
یا اللہ ہم تو ثابت قدمی سے لڑنا چاہتے ہیں۔
مگر سامنے سے دشمن کا ٹینک گولے برسا رہا ہے۔
اوپر سے طیارہ تین تین ٹن وزنی بم پھینک رہا ہے۔
نیچے سے بارودی سرنگیں پھٹ رہی ہیں۔
اور اردگرد سے جدید گنیں آگ کے شعلے برساتی ہوئی گزر رہی ہیں۔
ہم کس طرح سے ثابت قدمی سے لڑیں۔
اللہ فرماتے ہیں ایسے مشکل وقت میں مجھے یاد کر لیا کرو۔

واذکروا اللہ ذکراً کثیراً

اور تمہاری زبانوں پر

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

کا ورد کثرت سے ہونا چاہئے
اللہ کی قسم میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ افغانستان میں جس جگہ ہم لڑ رہے تھے دشمن طیاروں سے ہم پر اتنے بم برسا رہا تھا، اتنی کثرت سے بمباری ہوتی تھی کہ ہم یہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ
بم کہاں گرے گا اور جسم کے کتنے ٹکڑے ہوں گے۔
دشمن بم مار کر واپس چلا جاتا
اور مجاہدین گرد و غبار اور دھوئیں کے بادلوں سے اٹھتے۔
کسی کو خراش تک نہ آتی۔

اور ہر ایک کی زبان پر ہوتا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

ہمارے کمانڈر فرماتے تھے:

ارے دشمن کے طیاروں، ٹینکوں اور توپوں سے نہ ڈرنا وہی کہو جو صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے کہا تھا کہ "حسبنا اللہ" اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔

نسوار بھی مغفرت بھی

ایک مرتبہ افغانستان میں ہمارے مرکز میں کچھ افغانی مجاہد آئے۔

اور کہا ہم آپ کے قریب اپنے مورچے بنانا چاہتے ہیں ہم نے کہا بنالیں۔

انہوں نے اسلحہ توپیں وہاں فٹ کردیں۔ ہمارے ساتھ عرب مجاہد بھی تھے۔

ہم نے افغانی مجاہدین سے کہا آپ لوگ کھانا ہمارے ساتھ کھالیا کریں۔

کھانے کے بعد افغانی نسوار استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک عرب مجاہد تھے ابو محمد

ان افغان مجاہدین سے کہا کرتے تھے:

"اتقوا اللہ۔ اللہ سے ڈرو۔"

مجاہد ہوکر تم نسوار کھاتے ہو۔

اللہ ناراض ہوجائے گا۔

وہ کہتے تھے کیا کریں مجبوری ہے چھوڑ نہیں سکتے عادت ہوگئی ہے۔

ان افغانیوں کو آئے ہوئے چھٹا دن تھا کہ پانچ مجاہد ہمارے مرکز پر آئے۔

انہوں نے ہم سے پوچھا:

یہاں افغانی مجاہدین نے نیا مرکز بنایا ہے۔

ہمارے بتانے پر وہاں پہنچ گئے۔

ابھی یہ سب آپس میں مل ہی رہے تھے کہ:

اسکڈ میزائل آ کر لگا۔

اور سارے گیارہ کے گیارہ مجاہدین شہید ہوگئے۔

جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔

آپ یقین کریں کہ ہمارے ساتھیوں نے ان کے جسم کے ٹکڑوں کو خوشبو کے ذریعے تلاش کیا۔

کہ جس طرف سے خوشبو آتی وہاں جاتے کسی کی ٹانگ پڑی ہوئی ہے کسی کا سر کسی کا بازو۔

جہاں جسم کا کوئی ٹکڑا ہوتا وہاں سے خوشبو آتی اور اس طرح سے ان کے مبارک جسم جمع کئے گئے۔

دوسرے دن ابو محمد روتے ہوئے میرے پاس آیا میں نے پوچھا:

کیوں رو رہے ہو کہا:

واللہ لا امنع الافغانین عن النسوار

کہ میں کبھی کسی افغانی کو نسوار سے منع نہیں کروں گا۔

کیونکہ میں نے رات کو دیکھا:

کلھم فی الجنۃ

سارے جنت میں ہیں۔

اور مجھ سے کہہ رہے تھے ابو محمد ہم نسوار بھی کھاتے تھے مگر اللہ نے جہاد اور شہادت کی وجہ سے مغفرت بھی فرمادی اور جنت کے اعلیٰ مقامات بھی عطا فرمادیے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اللہ رب العزت ہم سب کو جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

نبی کو حکم قتال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقاتل فی سبیل اللہ لاتکلف الانفسک وحرض المؤمنین

(النساء آیت ۸۴)

آپ اللہ کی راہ میں لڑیں، آپ ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کے
اور مسلمانوں کو (جہاد کے لئے) ابھاریئے۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لغدوۃ فی
سبیل اللہ او روحۃ خیر من الدنیا ومافیھا

(صحیح البخاری ص: ۳۹۲ ج:۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے راستے (جہاد)
میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تعالیٰ جعل رزقی تحت ظل رمحی
وجعلت الذلۃ والصغار علی من خالف امری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے اس کے لئے ذلت اور پستی کو مقدر کیا گیا۔

(حاشیہ صحیح البخاری ص: ۴۰۸، ج:۱)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:
امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا
ان لاالہ الااللہ وان محمداً رسول اللہ

(صحیح البخاری ص: ۸، ج:۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے جہاد کروں جب تک وہ اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار نہ کرلیں۔

شہداء کی زمین

میرے انتہائی معزز اور مکرم اساتذہ کرام اور علماء کرام
اور امت مسلمہ کے نوجوانو!
میں آپ حضرات کو
اس مبارک سرزمین پر
جو شہداء کے خون سے رنگین ہے
جو اسلام کی عظمت رفتہ کو دوبارہ لانے کا بہت بڑا ذریعہ بنی ہے
خوش آمدید کہتا ہوں۔
اللہ رب العزت میرا اور آپ کا یہاں آنا قبول فرمائے۔
اور یہاں سے ملنے والے پیغام جہاد کے ذریعے ہمیں اسلام کو پوری دنیا پر غالب کرنے

کی توفیق عطا فرمائے۔

حکم قتال

میرے عزیز دوستو!

قرآن مجید کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ رب العزت اپنے سب سے لاڈلے اور پیارے نبی سب سے آخری نبی حسن و جمال میں سب سے اعلیٰ نبی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک حکم صادر فرما رہے ہیں۔

کسی چیز کا امر فرما رہے ہیں۔

اللہ آمر ہوں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہوں

قرآن اور صحابہؓ اس کے گواہ ہوں

تو وہ چیز کتنی اعلیٰ ہوگی۔

اللہ پاک اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں:

فقاتل فی سبیل اللہ

اے نبی اب آپ میدانوں میں نکلئے اور قتال کے عمل کو زندہ فرما دیجئے۔

اس قتال کے عمل کو لے کر آپ ان پہاڑوں، بیابانوں، وادیوں اور میدانوں کی طرف نکل جائیں جہاں عظمت و سعادت ملتی ہے۔ جہاں بلندیاں عطا ہوتی ہیں۔ جہاں اللہ کی رضا مندی اور جنت کے وعدے کئے جاتے ہیں۔

ظلم کی آندھیاں

اب وہ دن گذر گئے۔

جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر تڑپ رہے ہوتے تھے

اور احد احد کی صداؤں سے پہاڑ گونج جاتے تھے۔

مگر ظالم کے دل کی پیاس اور نفرت کی آگ نہیں بجھتی تھی۔

جب سمیہؓ کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے۔

مگر ظلم کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی تھی۔

جب زنیرہ کی آنکھیں نکال دی گئیں تھیں۔

مگر پھر بھی ظلم کی آندھیاں تھمنے کے لئے تیار نہ تھیں۔

اب ظالم کے سر کو کچلنے کا وقت آ گیا ہے۔

پوری دنیا سے اب ظلم مٹتا چلا جائے گا۔

کافر آپ کے قدموں میں گر کر اپنی زندگی کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ خدا کے منکرین کو اب خدا کی زمین پر من مانی کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

اور ایک عورت صنعاء یمن سے حضر موت تک اکیلے سفر کرے گی مگر کوئی آنکھ اٹھا کر اس کی طرف نہیں دیکھ سکے گا۔

آفاقی نظام

اب وہ دین جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

غار حرا سے لے کر اترے تھے۔

جبل ابی قبیس پر کھڑے ہو کر جس کا اعلان فرمایا تھا۔

خندق میں جس کی آپ نے خوشخبری دی تھی کہ

یہ دین روم و فارس کے محلات میں داخل ہو جائے گا۔

جس کو دنیا کے تمام نظاموں پر غالب کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

پوری دنیا میں یہی دین چلے گا۔

اب اسلام اور مسلمانوں کی پوری دنیا پر حکمرانی ہوگی۔

رسول اللہ میدان جنگ میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال کی محنت کے بعد

صحابہؓ کی ایک جماعت کو لے کر اس انتظار میں مدینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں

کہ اللہ کوئی ایسا حکم دیدیں۔

جس کے ذریعے اس عالمگیر امن والے دین کو پوری دنیا میں نافذ کیا جائے۔

چنانچہ رب نے وہ حکم نازل فرمادیا۔

قرآن کی آیات اتر رہی ہیں:

اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا

(الحج آیت:۳۹)

ان لوگوں کو حکم دیا گیا جہاد کا کیونکہ ان پر اب تک ظلم ہوتا رہا

فقاتل فی سبیل اللہ

اے نبی اب آپ نکلئے میدانوں کی طرف

لاتکلف الانفسک

یہ حکم آپ کو دیا گیا ہے آپ اس کے مکلف ہیں

مفسرین اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

کہ اس حکم کا مطلب یہ تھا کہ اگر کائنات کا ایک آدمی بھی جہاد کے لئے تیار نہ ہو۔

تب بھی آپ اکیلے تلوار اٹھائے ہوئے میدانوں کی طرف نکلیں۔

آپ کے قدم میدان جہاد میں پہنچیں گے اور رب آسمانوں سے فرشتے آپ کی مدد کے لئے اتار دے گا۔

وما النصر الامن عنداللہ

(الانفال آیت:[illegible])

اور میں دکھادوں گا کہ

میرا نبی اکیلے کس طرح کافروں کو مٹا دیتا ہے۔

پوری دنیا سے ظلم کو کس طرح پامال کر دیتا ہے۔

دنیا کو پتہ چل جائے گا کہ

ایک قوت والی ذات ....

عظمت والی ذات ....

طاقت والی ذات ....

موجود ہے۔

اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان

ہم سب کی جانوں سے زیادہ قیمتی

نبی کا خون پوری کائنات سے زیادہ قیمتی

نبی کا وقت ہم سب کے اوقات سے قیمتی

مگر جب رب کا حکم آ گیا ''فقاتل فی سبیل اللہ''

تو نبی اپنا سب کچھ قربان کر کے میدانوں کی طرف نکل پڑے۔

جانثاران رسول ﷺ

بدر میں ۳۱۳ نہتے جانثاروں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔

اور ہاتھ اٹھا کر رب سے دعا مانگی:

اگر آج یہ مٹ گئے۔

تو پھر قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

رب نے نصرت کا وعدہ فرما دیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجاہدین کی صفیں سیدھی فرمانے لگے تو رب کو یہ منظر بہت پسند آیا:

واذ غدوت من اهلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال

(آل عمران آیت ۱۲۱)

کہ اے نبی آپ کتنے اچھے لگ رہے تھے جب صبح کے وقت گھر سے نکلے اور مسلمانوں کو لڑنے کے لئے مورچوں میں بٹھا رہے تھے۔

بدر میں چودہ جانثاروں کی قربانی پیش کر کے واپس مدینہ آئے تھے کہ احد کی طرف نکلنے کے لئے ''فقاتل'' کا حکم آ گیا۔

پیارے نبی اپنے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو لے کر احد میں پہنچ گئے۔

دندان مبارک شہید ہوئے .... سر زخمی ہوا ......

آپ کے جسم مبارک سے خون نکلا ......

اپنے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قربانی پیش کی ......

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت پیش کی......

کافر تیروں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔

مگر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہادری کے ساتھ میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو تیر مارنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے خود نیزہ لے کر اُبی ابن خلف کو قتل کر کے ''فقاتل'' کے حکم پر عمل کیا......

کمانڈر انچیف کی جفاکشی

اللہ کا سب سے پیارا نبی جس کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھ دیا گیا ہے......

اتنی عظمت والے نبی ﷺ کہ اب تک آپ جیسا نہ کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہوگا۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو لے کر خندق میں پہنچ گئے......

مسلمانوں کے کمانڈر انچیف ہیں۔

سخت سردی، بھوک اور پیاس کے باوجود خندق کھود رہے ہیں۔

صحابہ......بھوک......فاقہ کشی......تنگدستی کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئے اپنے پیٹ دکھائے جن پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھے ہوئے تھے۔

پینے کے لئے پانی نہیں۔

کھانے کے لئے ایک کھجور تک نہیں......

سردی سے بچاؤ کے لئے کپڑے نہیں......

سردی کی وجہ سے جسم کانپ رہے ہیں......

یا رسول اللہ ﷺ ہم اس حالت میں بھی جہاد کرتے رہیں گے......

مگر آپ صرف دعا فرما دیجئے......

تاکہ اللہ برکت، رحمت نازل فرمائیں......

اور ہماری یہ حالت بدل جائے......

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یہ حالت دیکھ کر اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا تو۔

مؤرخین کے قلم جھوم گئے......

سیرت نگار لکھتے چلے گئے......

اور دیکھنے والے حیران ہوگئے......

کہ نبی کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔

اگر نبی چاہتے جنت کے میوے دنیا میں منگوا لیتے......

اگر نبی چاہتے دنیا کی ساری نعمتیں قدموں میں ڈال دی جاتیں......

لیکن جہاد کا حقیقی مفہوم سمجھانے کے لئے......

جہاد کی فضیلت بتلانے کے لئے

دو دو پتھر پیٹ پر باندھے

میدان جہاد میں کھڑے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی استقامت

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیس مرتبہ میدانوں میں جا کر ''فقاتل'' کے حکم کو پورا فرمایا......

اور پچپن مرتبہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا......

مدینہ کی زندگی میں کوئی دو مہینے ایسے نہیں تھے جس میں کوئی سریہ، یا غزوہ نہ ہوا ہو......

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے معلم کی قربانی پیش فرمائی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بہادر کا نذرانہ پیش کیا......

حضرت جلیبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عاشق کو رب کے دربار میں بھیج دیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی کی قربانی پیش کی......

آپ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو بھی برداشت کیا......

اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر بھی آپ نے سن لی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی دردناک خبر بھی آپ کے کانوں

سے ٹکرائی......

بیر معونہ میں شہید ہونے والے ستر صحابہ کی خبر کو بھی سنا......

لیکن اللہ کے نبی "فقاتل" پر برابر عمل کرتے رہے۔

ترغیب جہاد

ان تمام قربانیوں کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید اپنے جانثاروں کو جہاد کے لئے ابھار رہے ہیں۔

کیونکہ "فقاتل" کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے

"وحرض المؤمنین" (اور ایمان والوں کو اس قتال کے عمل پر ابھاریئے)

کا بھی حکم دیا تھا۔

کیونکہ اللہ چاہتے تھے کہ یہ حکم صرف آپ تک محدود نہ رہے بلکہ قیامت تک جاری رہے۔

اللہ کو یہ منظر بڑا پسند آتا ہے۔

جب کچھ دیوانے دنیا سے بے پروا ہو کر ہاتھوں میں اسلحہ اٹھائے ہوئے میدانوں کی طرف نکلتے ہیں تو

اللہ فرماتے ہیں میں ان پر فخر کرتا ہوں۔

اور وہ منظر مجھے بڑا محبوب ہے۔

جب یہ دیوانے ہر چیز کے عشق کو ٹھکرا کر میرے لئے جان دیتے ہیں......

اے نبی اس حکم کو میں قیامت تک جاری رکھنا چاہتا ہوں۔

اس لئے "وحرض المؤمنین"

مسلمانوں کے دلوں میں جذبۂ جہاد اور شوق شہادت کی آگ لگا دیں۔

تحریض کا معنیٰ

علماء لکھتے ہیں کہ "حرض" کے معنی صرف ترغیب دینے کے نہیں بلکہ برانگیختہ کرنے کے ہیں۔ کسی کام کے لئے اُبھارنے اور کھڑا کرنے کے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں میں شہادت کا شوق اس طرح بھر دیجئے کہ پھر غیر اللہ کی محبت قریب بھی نہ آئے اور کفر کی نفرت دلوں میں ایسی بٹھا دیجئے کہ

ولیجدوا فیکم غلظة

(التوبة:۱۲۳)

"کہ وہ کافر تمہارے اندر اپنے لئے سختی پائیں" کا نمونہ پیش کریں۔

کامیابیوں کا راستہ

مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینا برحق......لیکن وہ جب جہاد کریں گے ان کی حیثیت کیا ہوگی......

اللہ فرماتے ہیں:

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفًّا (الصف آیت: ۴)

میں ان کو اپنا محبوب بنا لوں گا۔

یا اللہ مسلمانوں کو جہاد کا حکم کیا بتلایا جائے......کہ واجب ہے، سنت ہے یا مستحب ہے......

آپ بتا دیجئے......

کتب علیکم القتال

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے۔

مگر یہ بھی یاد رہے کہ......

وعسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم

(البقرة آیت ۲۱۶)

یہ پھولوں کا نہیں کانٹوں کا راستہ ہے۔

لیکن یہ مشکل راستہ ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

یا اللہ اس جہاد کے بدلے مسلمانوں کو کیا ملے گا......

اللہ فرماتے ہیں:

ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بانّ لھم الجنة

میں جنت کے بدلے ان کی جان ومال کو خرید لوں گا۔

جہاد کے عالمی اثرات

یا اللہ جہاد میں شہید ہو جانے کے بعد اعمال بند ہو جائیں گے۔

اللہ فرماتے ہیں:

والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم

(سورہ قتال آیت: ۴)

جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیئے گئے ان کے اعمال ضائع نہیں ہوتے۔

اللہ شہداء کی وجہ سے جہاد کے عمل کو پوری دنیا میں زندہ فرما دیں گے۔

نور الاسلام ہندوستان سے آ کر افغانستان میں شہید ہو گا۔

ہندوستان میں جہاد کی آواز لگ جائے گی......

کشمیری نوجوان جہاد افغانستان میں شہید ہوں گے۔

خدا کشمیر میں جہاد کے عمل کو جاری فرما دیں گے......

برما اور بنگلہ دیش کے نوجوان شہید ہوں گے......

اللہ وہاں جہاد کو شروع فرما دیں گے......

ایک مولانا فتح اللہ حقانی شہید ہو گا۔

پورا افغانستان جہاد کا میدان بن جائے گا۔

الجزائر کا ایک مسلمان شہید ہو گا......

وہاں اسلامی انقلاب آ جائے گا......

امین یمنی شہید ہو گا، یمن میں جہاد شروع ہو جائے گا......

فلن یضل اعمالھم

اللہ جہاد کے عمل سے دنیا میں انقلاب برپا کر دیں گے۔

شہید کی زندگی کا اعلان

یا اللہ جہاد میں مسلمان شہید ہوں گے۔

لوگ ان کو مردہ کہیں گے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے زبانوں پر سنسر لگا دیا ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

(البقرۃ آیت ۱۵۴)

جو ان کو مردہ کہے گا وہ قرآن کا منکر ہو جائے گا

اگر کوئی زبان سے نہ کہے صرف گمان کرے اس پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ

امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

(آل عمران آیت ۱۶۹)

اور مت گمان کرو ان کو جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے گئے ہیں

مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں رب کے ہاں سے ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

جہاد کی ٹریننگ

یا اللہ مسلمان جہاد کرنے کے لئے تڑپ رہے ہیں ان کو لڑنے کا طریقہ بھی بتلا دیجئے۔

اللہ فرماتے ہیں:

فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان

(الانفال آیت ۱۲)

کافروں کی گردنوں کو کاٹو اور ان کے جسم کے ہر ہر جوڑ پر مارو

اور دوسری بات یہ ہے......... کہ

اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا

چاہے دشمن کتنا ہی طاقت ور ہو مقابلے کے وقت تم ثابت قدم رہو۔

جہاد سے دنیاوی فوائد

یا اللہ مسلمان جہاد کریں گے تو آخرت میں جنت تو یقینی ہے مگر دنیا میں کیا ملے گا؟

اللہ فرماتے ہیں:

واخریٰ تحبونھا نصر من اللہ وفتح قریب

(الصف آیت ۱۳)

اور ایک چیز اور دے گا جس کو تم چاہتے ہو اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب

کہ دنیا میں خلافت بھی تمہاری ہوگی ..... حکومت بھی تمہاری ہوگی ..... خزانے بھی تمہارے ہوں گے .....

اور تمہارے لئے نصرت خداوندی کے دروازے کھل جائیں گے۔

تصویر کا دوسرا رخ

یا اللہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ

ماں، باپ، بیوی، بچے، بہن، بھائی بھی تو تو نے دیئے ہیں۔

مال و دولت بھی تو آپ نے عطا کیا ہے جب جہاد کے لئے نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو چھوٹے بچے ابو ابو کہتے ٹانگوں سے لپٹ جاتے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔

اللہ فرماتے ہیں اگر ان کی وجہ سے تم جہاد سے رک گئے تو یاد رکھو:

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم

اگر تمہارے باپ بیٹے بھائی عورتیں برادری

واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا

اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو۔

ومسٰکن ترضونھا

اور وہ مکان کوٹھیاں جن کو تم پسند کرتے ہو

احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ

اگر خدا اور رسول ﷺ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہیں

فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ

(التوبہ آیت ۲۴)

تو پھر اللہ کے عذاب کا انتظار کرو

پھر جہاد سے روکنے والے بیوی بچے کنبہ برادری مال واملاک تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔

دردناک عذاب

یا اللہ کوئی ایسی قوم پیدا ہو جائے جو ان فضائل اور احکامات کے بعد بھی جہاد میں نہ نکلے تو کیا جہاد بند ہو جائے گا؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل قوما غیرکم

(التوبہ آیت ۳۹)

اگر تم جہاد میں نہ نکلے تو تمہیں دردناک عذاب دیا جائے گا اور

تمہارے بدلے میں اللہ دوسری قوم پیدا فرما دیں گے جو جہاد کرے گی۔

علماء لکھتے ہیں دردناک عذاب کی کیفیت یہ ہوتی ہے۔

لایموت فیھا ولا یحیٰ

کہ نہ مر سکتا ہے نہ جی سکتا ہے، ہمیشہ زندگی اور موت کی کشمکش میں رہتا ہے۔

دردناک عذاب کی کیفیت یہی تو ہوگی کہ مسلمان اخبار اٹھا کر دیکھتا ہے کشمیر میں دس ہندوؤں نے ایک مسلمان بہن کی عزت لوٹ لی۔

اس سے بڑھ کر دردناک عذاب اور کیا ہو سکتا ہے کہ

ایک ارب بائیس کروڑ مسلمانوں کی موجودگی میں حجاز مقدس، ارض مقدس، بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی حفاظت یہودی فوجی کر رہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر ذلت اور کیا ہوگی کہ پوری دنیا میں مسلمان ظلم کا شکار ہوں۔

اور خدا کا منکر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر کافر دنیا میں دندناتا ہوا پھر رہا ہو۔

اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور عذاب اور کیا ہوگا کہ امریکی اپنے میزائل کے اوپر لکھتے ہیں:

مسلمانو! تمہارا خدا تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔

تحریض جہاد

میرے دوستو!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی "فقاتل" پر عمل کرنے کے لئے میدانوں میں نکلے اور "وحرض المؤمنین" کا عمل بھی شروع فرمادیا۔

قرآن میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریض علی الجہاد کا حکم دیتے ہیں:

یاایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال

(الانفال آیت ۶۵)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو قتال کے لئے کھڑا کیجئے اور ان کو بتلا دیجئے کہ اگر تم تھوڑے بھی ہو گے تو اللہ تمہیں غالب کردے گا۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو ترغیب دی کہ

من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقۃ وجبت له الجنة

(کنز العمال ص ۲۰۷، ج ۴)

جس نے اللہ کے راستے میں لڑائی کی اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

ما اغبرتا قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسه النار

(صحیح البخاری ص ۳۹۵، ج ۱)

جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں گے اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

لغدوة فی سبیل اللہ او روحة خیر من الدنیا ومافیھا

اللہ کے راستے (جہاد) میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔

(بخاری ص ۳۹۲، ج ۱)

واعلموا ان الجنة تحت ظلال السیوف

(صحیح بخاری ص ۳۹۵، ج ۱)

جان لو جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

صحابہؓ کا جذبۂ جہاد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں جذبۂ جہاد کی آگ لگادی۔

نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرہے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی جہاد میں لے جایئے۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ پاؤں سے معذور ہیں مگر تشریف لا رہے ہیں کہ یارسول اللہ مجھے بھی اس سعادت میں شریک فرمالیں۔

عورتیں اپنے معصوم بچوں کو پیش کر رہی ہیں۔

چھوٹے چھوٹے بچے پنجوں کے بل کھڑے ہو رہے ہیں تاکہ بڑے معلوم ہوں اور اس نعمت کو حاصل کرسکیں۔

صحابہؓ اپنی پہلی رات کی دلہن کو چھوڑ کر دیوانہ وار میدانوں میں کود پڑتے ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا قاری جارہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا فقیہ جارہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا مفسر قرآن میدانوں میں جارہا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا حلال وحرام کا علم رکھنے والا جارہا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مدبر صاحب رسول میدانوں میں کود پڑتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عادل، کفر کو للکار رہے ہیں۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابہ میدانوں میں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی جلیل القدر ہستیاں کفر کا مقابلہ کر رہی ہیں۔

"خدا کی تلوار" حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شجاع میدانوں میں کود پڑتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "حرض المؤمنین" کا حق ادا کردیا۔

اور بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور عورتوں میں جہاد کی ایک تڑپ پیدا کردی۔

زنجیر کی کڑیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مبارک الفاظ نے اُمت کے دلوں میں جہاد کی ایسی روح پیدا کردی کہ ہزاروں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین

شہید ہوئے۔ وقعۃ الجسر کے موقع پر دس ہزار صحابہ اور تابعین شہید ہوئے۔

تابعین کرام قربانیاں دیتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک جیسے فقیہ اور محدث دو ہزار چھ سو میل کا سفر طے کر کے طرطوس میں جہاد کرتے ہیں۔

یہ وہ روح تھی جس نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو بے قرار کر دیا تھا۔

وہ دعا کرتا تھا کہ یا اللہ زندگی نہیں مانگتا مگر اس دن تک زندہ رکھ جس دن بیت المقدس سے صلیبیوں کا جنازہ نکال سکوں۔

یہی وہ روح تھی جو نور الدین زنگی کو بے چین کیے ہوئے تھی۔

یہی وہ تڑپ تھی جس کی وجہ سے عماد الدین زنگی اپنی آنکھیں قربان کر دیتا ہے۔

اس جہاد نے حجاج بن یوسف جیسے شخص کو بھی بے قرار کیا جس نے محمد بن قاسم کو لشکر دے کر سندھ میں داخل کیا۔

یہی وہ جہاد کی تڑپ تھی جس کو لے کر موسیٰ بن نصیرؒ افریقہ کو فتح کرتے ہیں۔

یہی وہ نبی کی تحریض تھی

جس کو لے کر طارق بن زیادؒ اندلس کے ساحل پر کشتیاں جلا ڈالتا ہے۔

یہی وہ ترغیب تھی کہ محمود غزنویؒ سومنات کے مندروں کو پاش پاش کر دیتا ہے۔

یہی وہ تڑپ تھی جس نے احمد شاہ ابدالیؒ کو بستر پر آرام سے نہیں سونے دیا۔ پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکست دیتا ہے۔

یہی وہ ترغیب تھی جس کو لے کر ہمارے اکابر سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے بالاکوٹ پہنچتے ہیں اور آج بھی اس کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں۔

یہی وہ روح تھی جس کو لے کر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، حافظ ضامن شہیدؒ انگریز سے ٹکرا جاتے ہیں۔

یہی وہ تڑپ تھی جس کی وجہ سے مولانا محمود حسنؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ ساری زندگی کفر کا مقابلہ کرتے رہے۔

حوضِ کوثر

دوستو!

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ صرف ایک غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس دن تک بائیکاٹ کیا۔ چہرۂ انور پھیر لیا۔

صحابہ نے بات چیت بند کر دی۔

بیوی بچوں سے الگ ہو گئے۔

ضاقت علیہم الارض بما رحبت

(التوبۃ: ۱۱۸)

ان پر زمین تنگ ہو گئی باوجود اپنی وسعت کے

مگر قیامت کے دن ہم کس منہ سے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں گے۔

کیا ہم سے پیارے نبی ﷺ منہ نہیں پھیر لیں گے۔

اور اگر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر شکایت ہی کر دی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو صرف ایک غزوہ سے رہ گیا تھا اور چہرۂ انور کی زیارت سے پچاس دنوں تک محروم رہا۔

مگر یہ وہ لوگ ہیں جن کے ارد گرد مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا دی گئیں۔

لیکن ان کی جوانیاں کام نہ آ سکیں۔

امت کی بہنوں کی چیخیں ان کو بیدار نہ کر سکیں۔

قرآن کے جلتے ہوئے اوراق اور ان سے اٹھنے والا دھواں ان کی غفلت کو دور نہ کر سکا۔

بچوں، بوڑھوں اور علماء پر ہونے والا ظلم ان کے ضمیر کو بیدار نہ کر سکا۔

جلتی ہوئی کتابوں سے اٹھنے والی آگ کے شعلے ان کے خون کو نہ گرما سکے۔

مساجد جن کو شراب خانہ بنا دیا گیا

ان کو جہاد کے لئے نہ اٹھا سکیں۔

یہ لوگ قربانی دینے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

اسلام کے لئے ان کے دلوں میں کوئی ہمدردی اور تڑپ پیدا نہ ہوئی۔

آج کیا چیز لے کر یہ لوگ یہاں آئے ہیں۔

اگر ان حالات کو دیکھ کر میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حوضِ کوثر پر ہم سے منہ پھیر لیا تو بتاؤ پھر ہماری کیا حالت ہوگی۔

میرے عزیز دوستو!

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود میدانوں میں نکل کر اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھیج کر جہاد کے حکم کو زندہ فرما گئے۔

اور جہاد کے ہر پہلو کو منظم کر دیا۔

اب یہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ کے اس حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب عمل جہاد کو اختیار کریں۔

وما علینا الا البلاغ

لذتِ شہادت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد، فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

ان الله اشتریٰ من المؤمنین انفسهم واموالهم بانّ لهم الجنة یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون

(التوبہ۔ آیت:۱۱۱)

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر کافروں کو قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل کر دیئے جاتے ہیں۔

وقال النبی صلی الله علیه وسلم لوددت ان اُقتل فی سبیل الله ثم اُحیی ثم اُقتل ثم اُحیی ثم اُقتل ثم احیی ثم اُقتل

(صحیح البخاری ص:۱۰۰۔ج:۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری یہ تمنا ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔

فضیلت شہادت

حدیث شریف کی مشہور کتاب "الترغیب والترہیب" میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے نماز کے بعد یہ دعا فرمائی:

اللّٰھم اتنی افضل ماتؤتی عبادک الصالحین

اے اللہ مجھے وہ افضل ترین چیز عطا فرما

جو تو اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد پوچھا کہ یہ دعا کرنے والے کون تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دعا میں نے مانگی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذاً یعقر جوادک وتستشھد

تب تو تیرے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹی جائیں گی اور تو شہید ہو جائے گا۔

(الترغیب والترہیب۔ص:۲۵۱،ج:۲،صحیح علی شرط مسلم)

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کو جو چیز اللہ پاک دیتے ہیں ان میں سب سے افضل چیز شہادت ہے۔

صحابیؓ نے مطلق دعا کی تھی شہادت کا ذکر نہیں کیا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا خون بہایا جائے گا اور ساتھ ساتھ ان کے گھوڑے کو بھی قتل کیا جائے گا۔

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہترین جہاد کون سا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من اھریق دمہ وعقر جوادہ"

کہ سب سے بہترین جہاد یہ ہے کہ انسان اللہ کے راستے میں لڑتا ہوا شہید ہو جائے

اور اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں۔

(السنن الکبریٰ بیہقی۔ص:۱۶۴،ج:۹)

یعنی خود بھی اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے اور اس کے گھوڑے کو بھی قتل کر دیا جائے۔ جان اور مال دونوں اللہ کے حوالے کر دے۔

شہادت کی فضیلت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی تمنا فرماتے تھے:

لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ

میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں

پھر مجھے زندگی دی جائے اس لئے نہیں کہ دنیا میں وقت گزاروں بلکہ اس لئے کے دوبارہ میں جہاد میں جاؤں اور مجھے پھر شہادت ملے۔

بار بار شہادت کی لذت سے لطف اندوز ہوتا رہوں اور آخر میں شہادت ہی کی نعمت لے کر دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

دو محبوب چیزیں

اللہ کے راستے میں جان دینے کی یہ فضیلت کیوں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ پاک نے دو بڑی محبوب چیزیں دی ہیں۔ ایک جان اور دوسرا مال۔ ان دونوں چیزوں سے انسان کی محبت فطری طور پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وانہ لحب الخیر لشدید

(العادیات)

کہ انسان مال سے بڑی سخت محبت کرتا ہے۔

اور جان کے ساتھ محبت کا تو یہ عالم ہے کہ ہر وقت انسان اسی فکر میں رہتا ہے کہ میں ہمیشہ زندہ رہوں۔

جب یہ دونوں چیزیں انسان کو محبوب ہیں تو اللہ پاک نے ان کو انتہائی اعلیٰ چیز جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

اور مومن کی جان و مال اسی لئے قیمتی ہے کہ اللہ ان کا خریدار بن گیا۔ اللہ کسی گھٹیا چیز کو نہیں خریدتے پہلے ان کو قیمتی بنایا پھر خریدا۔

ان کے قیمتی ہونے کی ایک ہی شرط ہے کہ ان کو اللہ کے حوالے کر دیا جائے۔

جان بھی انسان کی اپنی نہیں مال بھی اپنا نہیں دونوں اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ پھر بھی اللہ جنت کے بدلے ان کو خرید رہا ہے۔ یہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے۔

مگر یہ سودا دکان یا بازار میں نہیں میدان قتال میں ہوتا ہے جہاں تم اللہ کے لئے لڑتے ہو۔

یہ یقینی نہیں کہ جب ہم لڑتے ہیں تو جان بھی چلی جائے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دوسو سے زائد جنگیں لڑیں اور جسم پر نوے کے قریب تیر اور تلوار کے زخم آئے مگر جان نہیں گئی۔ کیا اس صورت میں بھی سودا مکمل ہو گیا؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وعدا علیه حقا"

وعدہ پکا ہے۔

کہ جو بھی جان مال اللہ کے حوالے کرے گا اس کے ساتھ سودا مکمل ہو گیا۔ اس تجارت میں نفع ہی نفع ہے، خسارہ کسی صورت میں نہیں۔ "فیقتلون ویقتلون" قتل کرو یا قتل کیے جاؤ، زندہ رہو یا شہید ہو جاؤ ہر حال میں اللہ پاک نے جنت کو تمہارے لئے واجب کر دیا ہے۔

انسان کی حقیقت

باقی اس جان کا کوئی علم نہیں کہ کب اور کس طرح نکل جائے ایک منٹ کی دیر نہیں لگتی۔

اس کی مثال ایک غبارے کی طرح ہے۔ جس میں ہوا بھر دی جائے تو بڑا موٹا تازہ لگتا ہے مگر ذرا سی سوئی چبھو دیں تو فوراً ساری ہوا نکل جاتی ہے اور ختم ہو جاتا ہے۔ انسان بھی اپنے آپ کو بڑا فرعون سمجھتا ہے اپنی عزت کرانے کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ بڑے بڑے دعوے کرتا ہے مگر عزرائیل علیہ السلام آ کر ذرا سی سوئی چبھوتے ہیں تو جان نکل جاتی ہے۔

اب وہی آدمی ہے جس کو کوئی ہاتھ لگانے کو تیار نہیں ہوتا جبکہ تھوڑی دیر پہلے ہر ایک اس کی عزت کرتا تھا۔ اب بچہ بھی ڈر کی وجہ سے اس کے قریب نہیں آتا کہ کہیں ساتھ چپک نہ جائے۔

کراچی میں بڑے بڑے مالدار لوگ مر گئے اب ان کے بیٹے پریشان ہیں کہ کیا کیا جائے۔

دین سے دوری کی وجہ سے نہ ان کو غسل دینے کا طریقہ آتا ہے نہ کفن پہنانے کا۔

مسجد میں مولوی صاحب کے پاس بھاگے جا رہے ہیں کہ ہمارے ابا مر گئے ہیں۔ خدارا ان کو غسل دیدیں کفن پہنا دیں۔

اور بیٹے لکڑی کے ذریعے ابا کے جسم کو چھو رہے ہیں ہاتھ لگانا بھی گوارا نہیں کرتے۔

یہ ہے انسان کی حقیقت کہ تھوڑی دیر پہلے کتنا بڑا آدمی تھا ہر ایک قدر کرتا تھا۔ اور اب کہتے ہیں اس کی لاش کو قبرستان لے چلو۔

پہلے ہر ایک دعوتیں کرتا تھا کہ کتنا نیک آدمی ہے اب اس کی لاش کو تین دن تو درکنار پانچ منٹ بھی کوئی اپنے گھر میں رکھنے کو تیار نہیں کہ کہیں عزرائیل ہمارے گھر کا دروازہ نہ دیکھ لیں اور کل ہمارے گھر تشریف نہ لے آئیں۔

لیکن یہی جان جب اللہ کے راستے میں دیدی جائے تو اتنی قیمتی بن جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے خریدار بن جاتے ہیں اور انسان کی جان ابھی اس کے جسم سے نکلتی نہیں کہ اللہ پاک پہلے سے اس کو جنت کا محل دکھا دیتے ہیں۔

شہید کا محل

حدیث شریف میں آتا ہے۔

عن سمرة رضی الله عنه قال ، قال النبی صلی الله علیه وسلم رایت اللیلة رجلین أتیانی فصعدا بی الشجرة وادخلانی داراً هی احسن وافضل لم أرقط احسن منها قال اماهذه الدار فدار الشهداء

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے معراج کی رات دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے پھر مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر انہوں نے مجھے ایک ایسے مکان میں داخل کیا جو بہت ہی خوبصورت اور

بہترین تھا۔ اس جیسا خوب صورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا ان دونوں نے کہا کہ یہ مکان شہداء کا گھر ہے۔

(صحیح البخاری۔ص:۱۸۵،ج:۱)

اللہ پاک شہید کو اس کا محل پہلے سے دکھا دیتے ہیں جس کی وجہ سے روح تیزی کے ساتھ نکلتی ہے اور ذرہ برابر تکلیف نہیں ہوتی۔ اللہ پاک خود خاص طریقے سے شہید کی روح قبض فرماتے ہیں۔

انسان کتنا اونچا بن جاتا ہے اپنی جان اللہ کو دے کر۔

عام آدمی کی روح جب نکلتی ہے تو اس کو بخشوانے کے لئے کیا کیا ایصال ثواب کئے جاتے ہیں مگر اللہ فرماتے ہیں اس جان کو میرے حوالے کرو نہ قبر میں تکلیف ہوگی نہ سوال وجواب ہوگا۔

فرشتے جب سوال کرنے آئیں گے تو کہا جائے گا کیا پوچھتے ہو؟ فرشتے کہیں گے ان سے پوچھتے ہیں "من ربک" کہ تیرا رب کون ہے؟ کہا جائے گا یہ تو اپنے خون سے گواہی دے چکا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

اور کیا پوچھتے ہو؟ کہیں گے اور یہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟

کہا جائے گا یہ تو اپنا جسم کٹوا کر کہہ چکا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔

اور کیا پوچھتے ہو؟ کہیں گے کہ اللہ کے نبی کو پہچانتے ہو کہ نہیں؟ کہا جائے گا۔ اس نے اللہ کے نبی کو پہچانا تب ہی تو اپنا خون اللہ کے راستے کے لئے پیش کیا ہے۔ اس سے مت سوال کرو قیامت تک اس کو چھوڑ دو یہ زندہ ہے مردہ نہیں۔

اس کے لئے رزق کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور محشر کے میدان میں بھی اللہ پاک نے اس کے لئے کوئی حساب کتاب نہیں رکھا۔

میرے ایمان والے بھائیو! دوستو! یہ جو جان ہمارے جسم کے اندر ہے یہ اللہ پاک کی ہے اور جو مال ہماری جیب میں ہے یا گھر میں یا بینک میں یا دکان میں ہے ہمارا نہیں اللہ رب العزت کا ہے۔

اگر ان دونوں چیزوں کو ہم اللہ کو دینے کی نیت کر لیں تب بھی جان وہی رہے گی جو اللہ

نے ہمارے لئے لکھ دی ہے، مال وہی رہے گا جو اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر دیا ہے۔

جان کا ایک دن کم نہیں ہوگا مال کا ایک پیسہ کم نہیں ہوگا۔

مگر ہم اللہ کے بن جائیں گے۔ اللہ ہمارا بن جائے گا۔ پھر ہمارے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے ایک ایک لمحے پر اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائیں گے۔ پھر ہم سے افضل اس زمین پر کوئی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ نے مجاہدین کو قاعدین پر فضیلت دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدث اور امام تھے ایک سال حج کے لئے جاتے تھے ایک سال حدیث پڑھاتے تھے اور ایک سال پورا جہاد میں لگاتے تھے اور لوگوں کو جہاد کی بہت زیادہ دعوت دیتے تھے۔

کچھ بزرگوں کو انہوں نے دیکھا بغداد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جہاد میں نہیں جاتے تو ان کو غصے میں کہا:

ایہا الناسک الذی لبس الصو
ف واضحی بعد من العباد

اے اون کے کپڑے پہن کر خود کو عابد وزاہد سمجھنے والے لوگو

الزم الثغر والتعبد فیہ
لیس بغداد مسکن الزہاد

چلو جہاد کے مورچوں کے اندر وہاں جا کر سجدے کرو، عبادت کرو جہاں دشمن کے تیر آتے ہیں تلواریں چلتی ہیں۔ یہ بغداد عابد وزاہد لوگوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔

انما البغداد للملوک محل
ومناخ للقاری الصیاد

بغداد تو بادشاہوں کے رہنے کی جگہ ہے اور ان لوگوں کی جو دین کے ذریعے لوگوں کو لوٹتے ہیں اور اپنے دین کو بیچ کر لوگوں سے کچھ حاصل کرتے ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ تو آٹھ سال میں ستائیس مرتبہ میدان جہاد میں نکلے اور تمہیں دعویٰ ہے

کہ ہم تبع سنت ہیں اور ایک مرتبہ تم نکلنے کو تیار نہیں۔ کیا ہے تمہاری بزرگی!

جہاد میں پہریداری کی فضیلت

ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارکؒ نے دو ہزار چھ سو میل کا پیدل سفر کیا۔ طرسوس کے علاقے میں پہنچے جہاں مسلمانوں کی کافروں سے لڑائی ہو رہی تھی۔ سخت سردی کا موسم تھا اندھیری اور سرد رات میں تلوار ہاتھ میں لی اور مجاہدین کا پہرہ دینے لگے۔

اللہ کے راستے میں پہرہ دینا کتنی بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ حدیث شریف میں حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رباط
یوم فی سبیل اللہ خیر من الدنیا وماعلیھا

(صحیح البخاری۔ص:۴۰۵،ج:۱)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک دن
کا پہرہ دینا، دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے سب سے بڑھ کر ہے۔

ساعات فی سبیل اللہ خیر من خمسین حجۃ

چند گھڑیاں اللہ کے راستے میں لگا دینا پچاس حج کر لینے سے افضل ہے۔

(کنزالعمال۔ص:۲۱۸،ج:۴)

کوئی آدمی ہاتھ میں تلوار لے کر اگر ایک دن اللہ کے راستے میں اسلامی سرحدوں پر پہرہ دے گا اسلامی ملکوں میں جتنے پرندے موجود ہیں۔ ان پرندوں پر جتنے بال ہیں اللہ پاک ان بالوں کے برابر اس کو نیکیاں عطا فرمائیں گے۔

اور جب کوئی مسلمان میدان جہاد میں ایک رات پہرہ دیتا ہے تو پیچھے جتنے لوگ نماز پڑھتے ہیں حج کرتے ہیں، ذکر اللہ کرتے ہیں دین کے باقی کام کرتے ہیں سب کا اجر اس کو ملتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رباط کا اجر پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رابط اللیلۃ حارساً من وراء المسلمین

کان لہ اجر من خلفہ ممن صام وصلی

جس نے ایک رات مسلمانوں کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا تو
اسے اپنے پیچھے ہر نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے والے کا اجر ملے گا۔

(الترغیب والترہیب، ص۳۶۸، ج۲)

اسی طرح روایات میں آتا ہے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ایک آدمی مسجد بناتا ہے اور مر جاتا ہے اس کو ثواب ملتا رہے گا جب تک مسجد موجود ہے۔

کسی نے مدرسہ بنایا یہ بھی صدقہ جاریہ ہے جب تک مدرسہ جاری ہے لیکن جب مدرسہ ختم ثواب ختم۔

کنواں کسی نے بنایا جب تک لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے ثواب ملتا رہے گا کنواں ختم ثواب بھی بند۔

لیکن جس آدمی نے اللہ کے راستے میں میدان جہاد میں کسی سرحد کی پہریداری کی قیامت تک اللہ پاک اس کے اجر کو جاری فرما دیں گے۔ کیونکہ اس نے دین کی حفاظت کی جب تک دین دنیا میں رہے گا اس کو اجر ملتا رہے گا اور دین قیامت تک باقی رہے گا اور اس لئے اس کا اجر بھی قیامت تک جاری رہے گا۔ (معارف القرآن۔ص ۴۷۵۔ج ۲)

یہ بات کئی احادیث سے ثابت ہے اور تفسیر معارف القرآن میں پوری تحقیق کے ساتھ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔

تو اسی لئے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ اللہ کے راستے میں پہرہ دے رہے ہیں اور جہاد میں مصروف ہیں۔

خاک وخون

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے سوانح میں لکھا ہے کہ ان کے اکثر شاگرد مجاہد تھے جب استاذ مجاہد ہوں تو شاگرد مجاہد ضرور ہوں گے۔

جب اپنے شاگردوں کو جہاد کی احادیث سناتے تو شاگرد بے قابو ہو جاتے اور فوراً جہاد میں نکل جاتے تھے۔

ان کے ایک شاگرد نے کہا کہ ہم میدان جہاد میں کھڑے ہوئے تھے کہ دشمن کی صف سے ایک آدمی نے نکل کر اعلان کیا:

''کوئی ہے میرا مقابلہ کرنے والا۔''

ہماری طرف سے ایک شخص نکلے جن کے منہ پر نقاب تھا۔ تھوڑی دیر کے مقابلے کے بعد انہوں نے کافر کو قتل کر کے پھینک دیا۔

پھر ایک اور کافر مقابلے کے لئے نکلا۔ مسلمانوں میں سے دوبارہ یہی شخص مقابلے کے لئے نکلے اور اس کافر کو بھی واصل جہنم کر دیا۔

ایک تیسرا کافر مقابلے کے لئے للکارتا ہوا نکلا تیسری مرتبہ بھی یہی شخص نکلے سخت مقابلے کے بعد اس کافر کو بھی خاک وخون میں تڑپا دیا۔

تو سب لوگ دوڑتے ہوئے نکلے کہ اپنے اس بہادر مجاہد کی زیارت تو کریں کہ یہ کون ہیں۔

مگر وہ نقاب منہ پر ڈالے ہوئے خود کو چھپانا چاہتے تھے۔

میں نے پیچھے سے کپڑا کھینچ کر نقاب ہٹا دی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہیں۔ میری اس حرکت پر خفا ہوئے اور غصے سے کہا کہ تو مجھے رسوا کرنا چاہتا ہے۔

ان کی سیرت میں آتا ہے کہ میدان جہاد میں سب سے آگے نظر آتے تھے اور جب مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آتا تھا تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ چھپ جاتے تھے اور کہتے تھے جس اللہ کے لئے میں نے جہاد کیا ہے اسی سے اپنا مال غنیمت حاصل کروں گا۔

کیسی مسکراہٹ

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ ہر وقت پریشان پریشان کیوں نظر آتے ہیں کبھی آپ کے چہرے پر خوشی کے اثرات نہیں آتے تو انہوں نے یہ دردناک اشعار پڑھے:

کیف القرار و کیف یھدء مسلم

والمسلمات مع العدو المعتد

مجھے کس طرح سکون وچین ملے جبکہ ہماری

مسلمان عورتیں کافروں کے قبضے میں ہیں۔

والضاربات خدودھن برنة

والداعیات نبیھن محمد

اور جب ان کی عزتیں خراب ہوتی ہیں تو وہ اپنے چہروں پر ہاتھ مار مار کر روتی ہیں اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتی ہیں کہ اگر وہ ہوتے تو یہ ظلم نہ ہو سکتا۔

والقائلات اذاخزین فضیحة

جھد المقالة لیتنا لم نولد

جب ان کی عزت پر کوئی ہاتھ ڈالتا ہے تو کہتی ہیں ہائے کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئی ہوتیں کہ آج ہماری عزتوں پر کافر ہاتھ ڈال رہے ہیں۔

بخشش

حضرت امام بن حنبل رحمہ اللہ علیہ کے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ عبداللہ بن مبارکؒ آخرت میں کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: اللہ نے مجھے ایسی مغفرت دی جس کے بعد مغفرت ہی مغفرت ہے۔ میں نے کہا، کس عمل کی وجہ سے اللہ پاک نے آپ کو مغفرت عطا کی۔ فرمایا وہی عمل جس کو میں کیا کرتا تھا یعنی الجہاد فی سبیل اللہ۔

شہید کے انداز

تو بات چل رہی تھی شہادت پر۔

اللہ پاک نے ہماری جان اور مال کو خرید لیا ہے۔ اب اگر ہم اپنی جان و مال اللہ کو دینے پر راضی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کئی انعامات عطا فرما دیں گے جن میں سب سے بڑا انعام تو یہی شہادت کی موت ہے۔

دوستو! یہ شہادت کا انعام ہر کسی کو نہیں ملتا خوش قسمت لوگوں کو ملتا ہے۔

ہمارا دل تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا ہے۔ ہم تو دنیا کی دلدل میں دھنستے جا رہے ہیں۔ دنیا ہی سے چپک گئے ہیں جیسے تین دن کا بھوکا دسترخوان پر چپک جاتا ہے۔ اگر اس کو دسترخوان

سے اٹھایا جائے تو نہیں اٹھتا۔ ہم بھی سوائے دنیا کے کسی دوسری طرف التفات نہیں کرتے۔ اس میں منہمک ہو گئے ہیں۔ جب فرشتہ روح نکالنے آتا ہے تو ہماری روح دنیا کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتی۔ نیچے کی طرف آتی ہے اور فرشتے اوپر کھینچتے ہیں۔

اسی کشمکش میں جان نکلتے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین۔

مگر شہید کے تو انداز ہی نرالے ہیں۔

جیسے ایک آدمی دسترخوان پر بیٹھا ہے جہاں تھوڑا سا کھانا ہے۔ دال روٹی ہے اس سے کہا جائے کہ آؤ دوسرے دسترخوان پر جہاں اعلیٰ قسم کے کھانے، میوے اور پھل ہیں تو یہ دوڑ کر خوشی خوشی جائے گا۔

شہید اسی طرح دوڑ کر جائے گا آخرت کی طرف مگر اکیلا ہی نہیں ساتھ اپنے خاندان والوں کو بھی لے کر جائے گا۔

یہ شہادت اتنی اعلیٰ چیز ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بار بار تمنا فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس کی دعائیں مانگتے تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللھم ارزقنی شھادة فی سبیلک

یا اللہ مجھے اپنے راستے کی شہادت سے سرفراز فرما۔

شہداء کے انعامات

شہید کے لئے اللہ پاک نے کئی انعامات رکھے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب مجاہد میدان جہاد کی طرف نکلتا ہے تو حوریں کہتی ہیں کہ یا اللہ ہمیں پہلے آسمان پر جانے کی اجازت دے تا کہ ہم اس کو دیکھیں۔

چنانچہ وہ پہلے آسمان پر آ کر بیٹھ جاتی ہیں۔

جب مجاہد جنگ کی طرف جا رہا ہوتا ہے تو وہ یوں دعا کرتی ہیں یا اللہ اس کو میدان جہاد میں ثابت قدمی عطا فرما اور آگے بڑھا۔

جب یہ تھوڑا سا پیچھے ہٹتا ہے تو حوریں پردہ کر لیتی ہیں کیونکہ حوریں بزدلوں کے لئے نہیں بہادروں کے لئے اللہ پاک نے رکھی ہیں۔ پھر اس کو جذبہ آتا ہے دوبارہ میدان کی طرف

بڑھتا ہے۔

جب لڑتے لڑتے زخمی ہو کر گرتا ہے تو حوریں کہتی ہیں یا اللہ ہمیں زمین پر جانے کی اجازت مرحمت فرما تاکہ ہم اس کا استقبال کریں۔

حوروں کو اجازت مل جاتی ہے وہ زمین کی طرف لپکتی ہیں زمین پر آ کر اس زخمی مجاہد کا سر اپنی گود میں رکھتی ہیں۔

وہ حوریں جو اپنی ایک انگلی دنیا پر ظاہر کر دیں تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے خوبصورت موٹی موٹی آنکھوں والی گوری گوری پاک دامن حوریں اللہ نے ان جوانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔

جو اس کے راستے میں قربانی دیتے ہیں۔

پھر شہید کا سر اپنی گود میں رکھ کر اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں اور کہتی ہیں:

اللھم عفر من عفرہ

یا اللہ جس نے میرے اس مجاہد کو مٹی میں ڈالا ہے تو بھی اس کو خاک آلود کر دے۔

پھر فرشتے آ جاتے ہیں کچھ کہتے ہیں ہم اس کی روح قبض کریں گے۔ کچھ کہتے ہیں ہم کریں گے مگر پھر

اللہ پاک اپنے خصوصی فضل سے خاص طریقے سے اس کی روح قبض فرمائیں گے جس کی وجہ سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

لوگ سمجھتے ہوں گے کہ بڑی تکلیف ہوگی گولہ لگا ہے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں مگر ایسا نہیں۔

روایت میں آتا ہے:

اخرج اللہ لہ جسدا

اللہ تعالیٰ دوسرا جسم اس کے لئے بناتے ہیں۔

ادھر سے روح نکل کر دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے اور دیکھتی ہے کہ پیچھے والے لوگ کیا کر رہے ہیں۔

سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

الشهيد لا يجد الم القتل الا كما يجد كم الم القرصة

کہ شہید کو روح نکلتے وقت اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنا چیونٹی کے کاٹنے کی وجہ سے معمولی سی لہر محسوس ہوتی ہے اور روح نکل جاتی ہے۔ (سنن کبریٰ بیہقی۔ص: ۱۶۴۔ج:۹)

شہداء کے واقعات

حضرت عبداللہ بن مبارک سری بن یحیٰی سے اور وہ ثابت البنانی سے روایت کرتے ہیں کہ

"ان فتى غزا زمانا"

ایک نوجوان جو بہت عرصے تک جہاد کرتا رہا

"وتعرض للشهادة فلم يصبها"

شہادت کے درپے تھا لیکن اسے نہ پاسکا

ایک دن اس کے دل میں بات آئی کہ گھر واپس جاکر شادی کرلوں یعنی جب شہادت سے محروم ہوں تو کچھ دن کے لئے گھر چلا جاؤں اور شادی کرلوں۔

دوپہر کو وہ اپنے خیمے میں سویا ہوا تھا۔

ثم أيقظه اصحابه للصلوة الظهر

پھر اس کے ساتھیوں نے ظہر کی نماز کے لئے اس کو اٹھایا

فبكىٰ حتىٰ خاف اصحابه ان يكون قد اصابه شي

تو وہ رونے لگا ساتھی ڈر گئے کہ اس کو کوئی تکلیف پہنچی ہے۔

قال اني ليس لي بأس

اس نوجوان نے کہا مجھے کوئی تکلیف نہیں

ولكنه اتاني اٰت وانا في المنام

لیکن میں سویا ہوا تھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا

فقال انطلق الى زوجتك العيناء

مجھ سے کہنے لگا چلو اپنی بیوی حورعین کے پاس، میں اس کے ساتھ چل پڑا

فانطلق بي في ارض بيضا نقية

وہ مجھے ایک چمکتی ہوئی صاف ستھری سفید زمین میں لے گیا وہاں ایک ایسے باغ میں مجھے لے گیا جس سے زیادہ خوبصورت باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا

فاذا عليها عشر جوار مارأيت مثلهن قط

اس باغ میں میں نے دس خوبصورت لڑکیوں کو دیکھا

ایسی خوبصورت لڑکیاں میں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں

میں نے سمجھا شاید حورعین ان میں ہوگی تو میں نے

ان سے پوچھا:

أفيكن العيناء

کیا تم میں حورعین ہے؟

انہوں نے کہا حورعین تو آگے ہے ہم تو اس کی خادمات ہیں۔

چنانچہ میں اپنے ساتھی کے ساتھ آگے چلا گیا ایک ایسے خوبصورت باغ میں پہنچا جو پہلے باغ سے بہت زیادہ خوبصورتی اور رعنائی لئے ہوئے تھا۔ اس باغ میں میں نے بیس انتہائی خوبصورت لڑکیاں دیکھیں جو پہلی دس لڑکیوں سے زیادہ حسین تھیں۔ میں نے کہا ان میں حورعین ضرور ہوگی۔ میں نے ان سے پوچھا:

افيكن العيناء

کیا تم میں حورعین ہے؟

ان لڑکیوں نے جواب دیا۔ وہ آگے ہے ہم تو اس کی نوکرانیاں اور خادمات ہیں۔ پھر اس طرح ایک خوبصورت باغ میں انتہائی حسین لڑکیوں پر سے گزر ہوا مگر حورعینا ان میں نہیں تھی۔

ثم انتهيت الى قبة من ياقوت حمراء

یہاں تک کہ ایک سرخ یاقوت کا بنا ہوا محل آگیا

جس کو اندر سے کھوکھلا کر کے قبہ بنایا گیا تھا جس کا ارد گرد بہت زیادہ روشن تھا۔

فقال لي صاحبي ادخل

میرے ساتھی نے کہا اس میں داخل ہوجاؤ میں داخل ہوگیا۔

فاذا امراۃ لیس للقبة معھا ضوء

اس قبے میں ایک عورت تھی جس کی چمک یاقوت کے قبے سے زیادہ تھی۔

فجلست فتحدثت ساعة

میں اس کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھ گیا اور کچھ باتیں کیں۔

چنانچہ میرے ساتھی نے کہا: "اخرج انطلق" اٹھو چلیں میں اپنے ساتھی کی بات کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ "فقمت"

میں کھڑا ہو گیا۔

فاخذت بطرف ردائی

اس عورت نے میرا دامن پکڑ لیا۔

فقالت افطر عندنا اللیلة

اور کہا کہ آپ آج روزہ ہمارے ساتھ افطار کریں۔

اسی اثناء میں آپ لوگوں نے مجھے جگا دیا اس لئے میں رونے لگا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں تھوڑی دیر بعد لڑائی کے لئے جانے کا اعلان ہوا۔

وہ نوجوان بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن سے لڑتا رہا یہاں تک کہ جب مؤذن نے مغرب کی اذان کے لئے اللہ اکبر کہا ادھر اس نوجوان کو تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا اور جنت میں جا کر اپنی حورعین کے پاس روزہ افطار کیا۔ (کتاب الجہاد۔ ص: ۱۴۴۔ عبداللہ بن مبارکؒ)

اس دور میں بھی اللہ پاک نے ایسے واقعات دکھائے ہیں جو صحابہؓ اور ان کے بعد اسلاف کے مبارک دور میں دکھائے تھے۔

مبسوط سرخسی میں لکھا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جہاد کے لئے نکلے ہوئے تھے۔

انہوں نے مجاہدین کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو جنازے کو لشکر کے ساتھ آگے محاذوں پر لے جانا جہاں تک ہو سکے تا کہ جب اللہ تعالی پوچھیں گے کہ ابوایوب تو میزبانِ رسول تھا، بتا اللہ کے راستے میں تو نے کیا کیا؟

میں کہوں گا یا اللہ جب زندہ تھا تب بھی تیرے راستے میں جہاد کرتا رہا، جب انتقال ہو گیا

تب بھی مجاہدین کے ساتھ میری لاش چلتی رہی۔

چنانچہ راستے میں ان کا انتقال ہوا۔ جنازہ لشکر کے ساتھ لے جایا گیا۔ آگے لے جا کر رومیوں کی ایک بستی میں آپ کی تدفین کی گئی۔ صبح پوری بستی کے لوگ مجاہدین کے پاس آئے پوچھا یہ قبر کس کی ہے؟

ہم نے کہا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول کے ایک جلیل القدر صحابی ابوایوب انصاریؓ کی قبر ہے۔

لوگوں نے کہا کہ ہم نے رات بھر دیکھا کہ قبر سے ایک نور نکلتا ہے جو آسمان تک جاتا ہے پھر واپس آتا ہے رات بھر یہی کیفیت رہی۔ یہ دیکھ کر ہمارے دلوں میں اسلام کی حقانیت اتر گئی۔ لہذا اب آپ لوگ گواہ رہنا۔

نشھدان لا الہ الا اللہ ونشھدان محمداً عبدہ ورسولہ

پوری بستی مسلمان ہو گئی۔

اس دور میں بھی اللہ پاک نے ایسے واقعات دکھائے ہیں۔

افغانستان میں جلال آباد کے علاقے میں دو عرب مجاہد سعود، بحری اور عبدالوہاب کو جب شہادت کے بعد دفنایا گیا تو بستی کے لوگ مجاہدین کے پاس آئے کہ اللہ کی قسم ہم نے رات گیارہ بجے ان قبروں سے ایک نور نکلتا ہوا دیکھا جو آسمان کو جاتا، پھر واپس آتا، کافی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

عرب حضرات ایسے واقعات نہیں مانتے تھے انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قبروں سے نور نکلے۔

چنانچہ رات کو قبروں پر پہرہ دینے لگے اسی طرح گیارہ بجے کے قریب پورا علاقہ منور ہو گیا اور ان کی قبروں سے نور نکل کر کبھی اوپر جاتا کبھی نیچے آتا۔ اس واقعہ کو ان سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہ اس واقعہ کو قسم کھا کر بیان کرتے تھے۔

اسی طرح ایک مجاہد نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت اس کو کہتی ہے انشاء اللہ کل ملاقات ہو گی کیونکہ اللہ پاک نے مجھے تیرے لئے بنایا ہے۔

چنانچہ دوسرے دن گولی لگی اور وہ شہید ہو کر جنت میں حوروں کے پاس پہنچ گیا۔

جہاد افغانستان میں اس طرح کا ایک واقعہ نہیں بلکہ ہزاروں واقعات پیش آئے ہیں جن میں سے بعض کتابوں کے سینوں میں محفوظ بھی ہو چکے ہیں۔

آخر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کے کچھ واقعات ایسے دکھائے تھے۔ تب ہی اس دور میں لوگوں نے اتنی بڑی قربانی دی ہے۔

اسی افغانستان کے جہاد میں ایک مجاہد بارودی سرنگ پر آ گیا ٹانگ کٹ گئی۔ مجاہدین نے اپنی پگڑیاں اتار کر اس کی ٹانگ باندھی حالت انتہائی خطرناک ہوگئی۔ مجاہدین پریشان ہوگئے مگر وہ آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

اس کے تین بچے اور ایک بیوی تھی۔ مجاہدین نے کہا کچھ وصیت کر جائیں۔ کیونکہ اس وقت انسان کو بچے اور بیوی یاد آتی ہے۔

مگر اس نے مسکراتے ہوئے کہا:

دوستو! میری وصیت یہ ہے کہ جہاد کبھی نہ چھوڑنا۔

زخمی ہے، ٹانگ کٹی ہوئی ہے، خون بہہ رہا ہے۔

مگر مسکرا رہا ہے، خوش ہے اور یہ وصیت کر رہا ہے کہ جہاد کبھی نہ چھوڑنا۔ نہ معلوم اللہ پاک نے اس کو کیا دکھایا تھا۔

چنانچہ مسکراتے مسکراتے شہید ہوگیا اور شہادت کی لذت، دیکھنے والوں کے دلوں میں بسا گیا۔

ہمارا مجاہد بھائی اختر محمود جس کی مختصر زندگی کا بیشتر حصہ جہاد میں گزرا۔ گردیز میں سخت سردی تھی۔ برف باری ہو رہی تھی۔ رات کو غسل کرنے لگا۔ ساتھیوں نے منع کیا کہ اختر اتنی سخت سردی میں غسل مت کرو۔ کہا کہ کل میری شادی ہونے والی ہے اس کی تیاری کر رہا ہوں۔

ساتھی حیران تھے کہ محاذ جنگ پر کیسی شادی؟

صبح جب گاڑی میں بیٹھ کر مجاہدین دشمن کی طرف گردیز کے اگلے مورچوں میں جا رہے تھے تو ہر ایک ساتھی دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ اگر آپ کو شہادت مل جائے تو میری قیامت کے دن شفاعت کرنا۔

پھر سب نے اختر سے کہا اگر آپ شہید ہوگئے تو ہماری ضرور شفاعت کرنا۔

اختر نے کہا میں اس کی سفارش کروں گا جو یہ وعدہ کرے کہ پوری زندگی جہاد نہیں چھوڑے گا۔

چنانچہ دشمن کے کئی مورچے فتح کرتے ہوئے اختر جام شہادت نوش فرما گئے۔ مجھے بہت شوق تھا کہ اختر بھائی کو خواب میں دیکھوں مگر یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

جب ہم اس کی شہادت کی جگہ گردیز پہنچے۔ ہماری گاڑی دشمن کے مورچے کے آگے سے گزر رہی تھی۔ مجاہد ڈرائیور نے کہا مولانا کلمہ پڑھ لیں ممکن ہے گولے لگے اور ہم شہید ہو جائیں میں نے کہا الحمدللہ مسلسل کلمہ پڑھ رہا ہوں۔

جب دشمن کے بالکل قریب مورچے میں رات گزاری تو الحمدللہ رات سحری کے وقت دو گھنٹے تک اختر سے ملاقات ہوئی اور اس کو بہت خوش پایا۔

(بھائی اختر محمود کو شہادت کے بعد مورچے سے پیچھے لایا گیا تو چہرے پر خون لگا ہوا تھا۔ راقم نے رومال سے وہ خون صاف کیا تو کافی عرصے تک اس رومال سے بہترین خوشبو آتی رہی .... مرتب)

جلال آباد میں ایک عرب مجاہد کو گولی لگی۔ زخمی ہوگیا۔ زور زور سے مجاہدین کو بلانے لگا۔ سب جمع ہوگئے۔

کہا ہاتھ اٹھاؤ دعا کرو کہ اللہ سب کو وہی موت عطا فرمائے جو اس وقت مجھے دے رہا ہے۔

معلوم نہیں اللہ نے اس کو کیا دکھا دیا تھا کہ وہ دوسروں کے لئے بھی وہی دعا مانگ رہا تھا۔

یہ دعا کر کے مسکراتا ہوا جام شہادت نوش فرما گیا۔

ہر شہید دنیا سے مسکراتا ہوا جاتا ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

مومن کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ جب وہ مرتا ہے تو چہرے پر مسکراہٹ سجی ہوتی ہے۔

مفتی ابوعبیدہ کو شہادت کے تین دن کے بعد دفن کیا گیا۔ سخت بارش ہو رہی تھی لوگ جب قبر میں دیکھتے تو ایسا لگتا جیسے چہرے سے روشنی کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔

افغانیوں نے کہا کہ دس سال میں ہم نے اتنا نورانی چہرہ نہیں دیکھا۔

ایسے انعامات واکرامات شہید کو عطا کیے جاتے ہیں جن کا دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

شیخ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید نے "آیات الرحمن فی جہاد الافغان" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ جس میں افغان اور عرب شہداء کے عجیب عجیب واقعات لکھے ہیں۔

جو ایمان میں تازگی اور شہادت کی لذت کو دل میں موجزن کر دیتے ہیں۔

آج ہمارے دلوں میں سے شہادت کا شوق نکل چکا ہے جس کی وجہ سے مسلمان نہ جہاد کے میدانوں میں آتے ہیں اور نہ جہادی زندگی کو اختیار کرتے ہیں۔

آگ کے شعلے

ہماری اس غفلت کی وجہ سے بوسنیا کے ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو کافروں نے ذبح کر دیا ہے۔

کشمیر کے ہزاروں افراد کو ظلم کی آگ میں جلا دیا گیا ہے۔

فلسطین کے ہزاروں مسلمان اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

افغانستان کے سولہ لاکھ مسلمان اپنے خون کی قربانی دے چکے ہیں۔

جگہ جگہ قتل وغارت گری، آگ وخون کے شعلے اٹھ رہے ہیں۔ ماؤں، بہنوں کی عزتیں سر بازار لٹ رہی ہیں۔ پھر بھی ہمیں جہاد سمجھ میں نہیں آرہا ہے کیونکہ ہم شہادت کی لذت سے

ناآشنا ہیں۔

مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو مخلوق کائنات میں سب سے افضل ہیں بار بار شہادت کی تمنا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی شوق شہادت پیدا فرما کر ہمیں لذت شہادت سے آشنا کر دیں۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

ترکِ جہاد کے نقصانات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد : فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاتنفروا یعذبکم عذاباً الیماً ویستبدل قوما غیر کم ولاتضروہ شیاً واللہ علی کل شی ٔقدیر

(توبہ آیت ۳۹)

اگرتم نہ نکلو گے تو تم کو دردناک عذاب دے گا اور بدلے میں لائے گا اور لوگ تمہارے سوا۔ اور کچھ نہ بگاڑ سکو گے اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من مات ولم یغزو لم یحدث نفسہ
بغزو مات علی شعبۃ من نفاق

(کنزالعمال ص۲۹۳ ج۴)

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
جو شخص مرگیا اور جہاد نہ کیا اور جہاد کرنے کا ارادہ بھی اس کے دل میں نہ آیا وہ منافقت کے ایک حصے پر مرے گا۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ بغیر اثر من جہاد لقی اللہ وفیہ ثلمۃ

(کنزالعمال ص ۲۸۱ ج ۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص اللہ سے بغیر جہاد کے اثر کے علاوہ اس حالت میں ملے گا کہ ناقص انسان ہوگا۔

وقال اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم:
نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد مابقینا ابداً

غم زندگی کا حسرت، سب اور کیا بتائیں
میری سوچ کی بلندی میری ہمتوں کی پستی

واجب الاحترام معزز اساتذہ کرام! اور میرے غیور مسلمان بھائیو!
حضرات اکابر علماء کے بعد مجھ جیسے کم علم اور کم عمل طالب علم کا بیان کرنا بہت ہی عجیب لگ رہا ہے لیکن ان حضرات کے حکم پر چند بہت ہی اہم باتیں ان حضرات کے فرمودات کی روشنی میں عرض کرنی ہیں۔

بیداری

دو روز قبل گلشن اقبال کے علاقے میں جو ہماری عظیم الشان جہاد کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں میں نے عرض کیا تھا کہ بابری مسجد ختم نہیں ہوئی۔ شہید ہوئی ہے اور شہید زندہ ہوا کرتے ہیں۔

اور میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ بابری مسجد ہم سے سبقت لے گئی۔
ہم نے سوچا تھا کہ اپنا خون دے کر امت کو جہاد پر اٹھائیں گے لیکن بابری مسجد نے اپنی

قربانی دے کر اس مسئلے کو آسان کر دیا ہے۔

آج مسلمانوں میں ایک جوش نظر آ رہا ہے ایک ولولہ نظر آ رہا ہے۔

ایک میدان ہمارے لئے کھل گیا ہے اب ہمارے لئے موقع ہے کہ ہم کھل کر کچھ کہہ بھی سکتے ہیں اور کچھ کر بھی سکتے ہیں۔ اب تمام حجتیں تام ہو چکی ہیں۔ کسی مسئلے میں ابہام نہیں رہا۔

اسلامی آزادی

اور ہمیں یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ اس ملک میں ہمیں کتنی مذہبی آزادی حاصل ہے اور ہمیں یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ ہمارے دوست کون ہیں اور ہمارے دشمن کون ہیں؟

ہم سے کہا جاتا ہے کہ تم اس ملک میں جہاد کی تقریریں کرتے پھرتے ہو۔

جس ملک کی اپنی دفاعی قوت موجود ہے اور اس ملک میں اسلام کو مکمل طور پر آزادی حاصل ہے تو پھر تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم ایک ایک گلی میں ایک ایک کوچے میں جہاد کی دعوت دیتے پھرتے ہو۔

پاکستان کے اعلیٰ حکام میں سے ایک شخص نے مجھے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے جو تم انڈیا کے خلاف کرتے ہو چوبیس گھنٹے ''را'' کے ایجنٹ تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں جو کسی بھی وقت تمہیں ختم کر سکتے ہیں۔

آج ہمیں یہ پتہ چل گیا ہے کہ اس ملک کے اندر ہمیں کوئی اسلامی آزادی حاصل نہیں ہے۔

اسلامی آزادی کا مقصد اگر یہ ہے کہ جو چاہے نمازیوں کا گلا گھونٹ دے، جو چاہے نبوت کا دعویٰ کر دے، جو چاہے صحابہؓ پر بدزبانی کر لے، جو چاہے علماء کے خلاف بیان داغ دے، جو چاہے سود کی حلت کے فتوے اخبارات کے اندر دے کر دندناتا پھرے، چاہے علماء کی توہین کرے۔

اگر اسلامی آزادی اسی کا نام ہے کہ ہمیں اپنی مساجد کا تحفظ حاصل نہیں، اگر اسلامی آزادی اسی کا نام ہے کہ ہمیں جہاد کی ٹریننگ سے روکا جاتا ہے، اگر اسلامی آزادی اسی چیز کا نام ہے کہ آج مسلمانوں پر جہاد کے دروازوں کو بند کر کے فحاشی اور عریانی کے سیلاب میں میرے نوجوان کو ڈبو دیا گیا ہے تو اس آزادی پر ہم کل بھی لعنت بھیجتے تھے آج بھی لعنت بھیجتے ہیں۔

ہمیں آزادی چاہئے رب کے کلمے کی آزادی۔ ہمیں آزادی چاہئے رب کے نظام کی آزادی۔

ہمیں آزادی چاہئے علماء کے تقدس کی آزادی۔ ہمیں آزادی چاہئے دین کی بالادستی کی آزادی۔ ہمیں آزادی چاہئے کہ سپریم کورٹ سے لے کر ایک عام عدالت کے اندر بھی رب کا قانون ہو، قرآن کا قانون ہو، نبی ﷺ کا دستور ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظام ہو، اور کوئی زبان اسلام کے خلاف بدزبانی نہ کر سکے۔

ایک طرف بابری مسجد گرتی ہے۔ دوسری طرف بوسنیا کے مسلمانوں کا لہو ہوتا ہے تیسری طرف کشمیر کے اندر مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے۔

اب اس پر اگر کوئی آدمی صدائے احتجاج بلند کرتا ہے یا جہاد کی نیت سے کوئی نکلتا ہے تو اس کے راستے کو بند کیا جاتا ہے۔ اسے بدنام کیا جاتا ہے اس کو قتل کرنے کی سازش کی جاتی ہے۔

اگر یہی آزادی ہے تو اس آزادی کو ہم تمہارے منہ پر مارتے ہیں۔

ہمارا ہدف

اس لئے پورے ملک کے اندر ہمارے علماء کا موقف دوٹوک ہے۔ اور بغیر کسی لگی لپٹی کے ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم بابری مسجد کے لئے سڑکوں پر مظاہرے نہیں کریں گے، ہم بابری مسجد کے بدلے میں یہاں کے مندروں کو نہیں گرائیں گے ہم پاکستان میں چلتے پھرتے کافروں کو قتل نہیں کریں گے۔

ہمارا ہدف اسرائیل کے وہ یہودی ہیں جنہوں نے بابری مسجد کو گرانے کے پلان میں حصہ لیا۔

ہمارا ہدف انڈیا کے وہ رہنما ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو کھڑا کر کے مسلمانوں کے خلاف ایک موقع فراہم کیا کہ دوبارہ انڈیا کی گلیوں کو مسلمانوں کی لاشوں سے بھرا جائے۔ ہمارا ہدف کشمیر میں لڑنے والا ہندو بھیڑیا ہے۔

ہم یہاں کے حقیر ترین کافروں پر انگلی نہیں اٹھائیں گے۔ ہم ان کے مندروں کو گرانا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

البتہ محمود غزنوی کی طرح جب ہم چڑھائی کر کے جائیں گے (انشاء اللہ مجھے چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ جس طرح روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے انڈیا کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔) تو ان کی اینٹ سے اینٹ بجائیں گے۔

اور انڈیا کے خلاف جو فوج تیار ہے وہ افغانستان کے مجاہدین کی جماعت ہے اور ان کے ساتھ یہ جیالے جائیں گے اور انڈیا کے مندروں کو گرا کر اس کا انتقام لیں گے۔

آخر یہ کیوں ہو رہا ہے؟

میرے مسلمان بھائیو! ہم نے اپنا اجلاس طلب کر لیا ہے اور علماء کرام کی ہدایات کی روشنی میں ہم اپنا لائحہ عمل طے کریں گے اور اپنے مسائل انشاء اللہ خود حل کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان اس اہم مسئلے میں بھرپور طریقے سے مجاہدین کا تعاون کریں گے اور بابری مسجد کی شہادت کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر جو جذبہ اور بیداری آئی ہے اس سے وہ کام لیں گے۔

اس لئے اس موضوع پر آج میں زیادہ گفتگو نہیں کروں گا۔

میں آج یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ ہو کیوں رہا ہے؟

بابری مسجد کو کیوں گرایا گیا؟ یہودی مدینہ منورہ کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے کیوں دیکھ رہا ہے؟

آپ حدیث کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ اساتذہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

یہی یہودی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منتیں کر رہے تھے کہ ہمیں خیبر میں رہنے دیا جائے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خیبر سے نکالنے کا فیصلہ کیا۔ ایک بوڑھے یہودی نے آ کر کہا۔ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا تھا کہ خیبر کے اندر یہودیوں کو رہنے دیا جائے گا۔ اور یہ مسلمانوں کو ٹیکس دیں گے۔ اپنی پیداوار کا حصہ دیں گے تو آپ ہمیں کیوں نکال رہے ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے اللہ کے دشمن! مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان یاد ہے۔ اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے تیری طرف اشارہ کر کے کہا تھا کہ وہ دن بھی آئے گا جب تجھے خیبر سے مسلمان نکالیں گے اور تیری اونٹنی تیرے

پیچھے بھاگتی ہوئی جا رہی ہوگی۔" (بخاری)

میں تمہیں خیبر سے نکالوں گا۔ خیبر کو تم سے پاک کروں گا۔

کل یہی یہودی مسلمانوں کی منتیں کرتا تھا، رہنے کے لئے ٹیکس دیا کرتا تھا آج اس یہودی کو یہ ہمت کیسے ہو گئی کہ اسرائیل کے اندر مسلمانوں کے تقدس کو پامال کرے۔

آج اس یہودی کو یہ ہمت کیسے ہو گئی کہ مدینہ منورہ کو اپنے قبضے میں لینے کی بات کر کے عظیم ترین اسرائیل کا دعویٰ کرے۔

کل تک وہ عیسائی جن کو مسلمانوں نے اتنا مارا تھا کہ ان کو سر چھپانے کی کوئی جگہ نہیں ملتی تھی۔ اور ان کا ایک کمانڈر جب کشتی کے ذریعے ایک دریا عبور کر کے بھاگ رہا تھا تو اپنی سرزمین کی طرف دیکھ کر کہا تھا کہ اب میں قیامت تک لوٹ کر تیری طرف نہیں آ سکوں گا۔

وہی عیسائی جنہوں نے ہماری تلواروں کے نیچے دم توڑا تھا۔

وہی عیسائیت جو کل تک ہم سے بھیک مانگتی تھی۔

وہی عیسائی جو کل تک ہمارے غلام بن کر رہا کرتے تھے۔

وہی ہندو جو کل تک ہمارے مغل بادشاہوں کی غلامی میں رہا کرتے تھے۔ آج وہ بھی ہم پر شیر ہو گئے۔ آج عیسائی بھی ہم پر شیر ہو گئے۔ آج یہودی بھی ہم پر شیر ہو گئے۔

آخر مسلمانو! سوچو تو سہی ہم مسلمان ہیں اور وہ اسی کفر پر قائم ہیں؟ اتنا بڑا انقلاب آخر کیوں آ گیا۔

فساد فی الارض

آپ حضرات علماء کرام سے یہ سنتے رہتے ہوں گے کہ جب زمین پر گناہ پھیلتے ہیں۔ معاصی عام ہوتے ہیں تو اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے بلکہ یہ جملہ تو آج کل جان چھڑانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کسی سے جا کر کہو کشمیر کے مسلمان مارے گئے۔ کہتے ہیں یہ ان کے گناہوں کی سزا ہے۔ بوسنیا والے اپنے گناہوں کی سزا جھیل رہے ہیں۔

یہاں تک کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ اگر تیری بیٹی کے ساتھ وہ ہو جو کشمیر کی بیٹی کے ساتھ اس کے بوڑھے باپ کے سامنے ہوتا ہے تو تو برداشت کرے گا؟ اس نے کہا ہاں، میرے گناہ اگر اس قسم کے ہوئے تو میں یہ بھی برداشت کر لوں گا۔

یہ جملہ ایک بہانہ ہے، ایک آڑ ہے، جس کو لے کر ہم اپنے دامن کو جہاد سے بچاتے ہیں۔

مجھے چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ اللہ کا یہ فرمان سچا ہے:

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

(سورہ روم آیت ۴۱)

کہ خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے

لیکن سوچو تو سہی کہ کس گناہ کی وجہ سے کون سا عذاب آ رہا ہے۔

بعض چیزوں کو ہم نے اتنا اونچا سمجھ لیا کہ اگر کوئی اس کے مستحبات کے خلاف بھی کرے تو کہتے ہیں کہ اس نے گناہ عظیم کر لیا۔

اور بعض گناہ ہماری زندگیوں میں نیکیاں بن کر شامل ہو چکے ہیں۔

نیکیاں اور گناہ

دوستو! یہ قانون اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا میں جب کفر طاقتور ہو گا تو گناہ زیادہ پھیلیں گے اور جب دنیا میں اسلام طاقتور ہو گا تو نیکیاں زیادہ پھیلیں گی۔ اس لئے تفسیر کبیر کی آٹھویں جلد صفحہ ۱۸۰ پر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابوبکر قفال شاشی رحمۃ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" اس امت کا فریضہ ہے۔

جب تک یہ امت نیکیوں کی طرف بلاتی رہے گی اور گناہوں سے روکتی رہے گی تو اس امت پر عذاب نہیں آ سکے گا اور دعائیں قبول ہوں گی۔

پھر فرمایا۔ سب سے بڑی نیکی اسلام ہے اور سب سے بڑا گناہ کفر ہے۔

اسلام کی نیکی کو لانے کے لئے جو طریقہ ہے وہ بھی جہاد ہے اور کفر کو مٹانے کے لئے جو طریقہ ہے وہ بھی جہاد ہے۔

تو اللہ کے اس قول:

کنتم خیر امة

کہ تم بہترین امت ہو۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو، کا معنی یوں کیا کہ "تم بہترین امت ہو جو جہاد کرتی ہو" اس لئے کہ جہاد کے ذریعے سے کفر مٹے گا اور اسلام آئے گا۔ اور دنیا سے گناہ کم ہوں گے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔

تامرونهم ان یشهدوان لا اله الا الله

تم لوگوں سے کہتے ہو کہ آؤ، اللہ کی وحدانیت کی گواہی دو۔

وتقاتلونهم علیه

اور جو تمہاری بات نہیں مانتا تم اس سے قتال کر کے اسے ختم کر دیتے ہو۔

لہٰذا نہ کفر رہے گا اور نہ دنیا کے اندر کوئی گناہ رہے گا۔

اسی پر امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سب سے افضل ترین عبادت ہے اس سے افضل اور کوئی عبادت نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم

ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

فقال دلنی علی عمل یعدل الجهاد؟

کہا کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جو جہاد کے برابر ہو؟

قال لا اجده

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں پاتا۔

(صحیح البخاری ص ۳۹۰ ج ۱)

ترک جہاد گناہ کبیرہ

یہ تو سب جانتے ہیں ہی کہ جہاد اللہ کا فریضہ ہے جو قرآن میں نازل ہوا، یہ تو ہر ایک جانتا ہے کہ جہاد رسول اللہ نے کیا ہے اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ جہاد کرنے سے اجر ملتا ہے۔

لیکن یہ کیوں نہیں مانتے کہ جہاد کو چھوڑنا اتنا بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان کی شخصی زندگی بھی متاثر ہوتی ہے اور اجتماعی طور پر دنیا کے اندر بھی فساد برپا ہو جاتا ہے اور ان دونوں چیزوں کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔

کہیں قرآن کہتا ہے:

یا ایها الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم

انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض

اے ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے
کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر۔

کوئی کہتا ہے مشورہ نہیں مل رہا ہے، کوئی کہتا ہے گھر سے فرصت نہیں، کوئی کہتا ہے جان پیاری ہے، کوئی کہتا ہے اولاد پیاری ہے، کوئی کہتا ہے دینی مصروفیت ہے، کوئی کہتا ہے دنیاوی مصروفیت ہے۔

اثاقلتم الی الارض

زمین میں دھنس جاتے ہو۔

ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الاخرۃ

کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر

تمہاری گھٹیا جانوں کو اللہ جنت کے بدلے خرید چکا ہے۔ تمہارے حقیر مال کو اللہ جنت کے بدلے خرید چکا ہے۔ اب تم اس سے بھی بخل کرتے ہو کہ یہ گھٹیا جان دے کر جنت لے لو۔

فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل

یاد رکھو دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے۔

(توبہ آیت ۳۸)

آگے فرمایا:

الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیما

اگر تم نہ نکلو گے تو دے گا تم کو دردناک عذاب

بعض مفسرین نے کہا دردناک عذاب سے مراد

یسلط بعضکم علی بعض

تم آپس میں ایک دوسرے پر مسلط کر دیے جاؤ گے۔

مسلکی لڑائیاں، گروہی لڑائیاں، خاندانی لڑائیاں، چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھ کر اپنی زندگیاں تباہ کر دو گے۔

انفرادی عذاب

میرے محترم دوستو! جہاد چھوڑنے کی وجہ سے اللہ پاک انسان کو شخصی عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ شخصی طور پر انسان بزدل ہو جاتا ہے۔ آج تو بزدلی پر بھی فخر کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں میری ایسی نازک طبیعت ہے کہ ذرا سی اونچی آواز سنتا ہوں تو دل میں درد ہو جاتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں واہ سبحان اللہ کتنے اچھے آدمی ہیں کہ ذرا اونچی آواز سن کر دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

شر ما فی الرجل شح ھالع وجبن خالع

(السنن الکبریٰ بیہقی ص ۱۷۰ ج ۹)

کہ آدمی میں سب سے بدترین خصلت ایک یہ ہے کہ وہ سخت بزدل ہو۔ میدان جہاد کی طرف جاتے ہوئے لرزہ طاری ہو جائے۔ اور دوسری بدترین خصلت یہ ہے کہ وہ سخت بخیل ہو کہ اللہ کے راستے میں مال بھی خرچ نہ کرے۔

جس چیز کو میرے نبی شر کہہ دیں وہ چیز گناہ نہیں بنے گی کیا؟

آج بہادری کے میدانوں سے دور رہ کر ہم ایک کبوتر کے بچے اور .... خرگوش سے زیادہ بزدل ہو چکے ہیں۔ جو چاہتا ہے، جس طرح چاہتا ہے ہمیں ہانک لیتا ہے۔

اس انفرادی عذاب کو بیان کرتے ہوئے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مات ولم یغزو ولم یحدث نفسه
بغزو مات علی شعبة من نفاق

جس نے نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کرنے کا ارادہ بھی اس
کے دل میں آیا ہو وہ منافقت کے ایک حصے پر مرے گا۔

(کنزالعمال ص ۲۹۳ ج ۴)

ترمذی اور کنزالعمال کی روایت ہے کہ جو شخص اللہ کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس کے جسم پر جہاد کا نشان نہ ہوا۔

لقی اللہ وفیه ثلمة

وہ ایک ناقص مسلمان کی حیثیت سے آئے گا۔

جس نے اپنے دین کو جہاد کی پختگی سے پکا نہ کیا ہو وہ ناقص مسلمان ہے۔

جن چیزوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی وعیدیں سنائیں کیا وہ گناہ نہیں بنتیں؟ کیا وہ منکر نہیں بنتے؟

ترک جہاد کا عمومی اثر

ہر گناہ کا کوئی نہ کوئی اثر ہوتا ہے۔ اگر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نہیں اپناتے تو اس گناہ کا بھی ایک اثر ہوگا۔ اگر عورتیں شرعی پردہ نہیں کرتیں تو اس گناہ کا بھی ایک اثر ہوگا۔ اور یقیناً اثر ہوگا۔

لیکن ترک جہاد کے گناہ کا بڑا عمومی اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تم جہاد چھوڑ دو گے تو اس گناہ کی وجہ سے اللہ کا کلمہ نیچے آ جائے گا۔

جس اللہ نے تمہیں انسان اور مسلمان بنا کر عظمت دے دی تم اپنی جانوں کو بچانے کی خاطر اس اللہ کے کلمے کو نیچے کر رہے ہو۔

ترک جہاد کے گناہ کی وجہ سے یہ نقصان ہوا کہ کافر اللہ کے نازل کیے ہوئے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔

یہ نقصان ہوا کہ مساجد کو گرایا جاتا ہے۔

یہ نقصان ہوا کہ اللہ کے قرآن کو جلایا جاتا ہے۔ اس کو استنجے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ نقصان ہوا کہ اللہ کے دین کی دعوت پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ اللہ کا نام لینا جرم قرار دیا جاتا ہے۔

جہاد چھوڑنے کی وجہ سے کتنا بڑا اجتماعی عذاب آیا مسلمانوں پر۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

یوشک ان تداعی علیکم الامم

ارے وہ دردناک دن بھی آئے گا کہ یہ کافر تمہیں کھانے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گے جس طرح بھوکے کو دستر خوان پر کھانے کے لئے بلایا جاتا ہے۔

کافر تمہیں چن چن کر لقمہ بنائیں گے۔ یہودی ہندو کو بلائیں گے، ہندو عیسائی کو بلائیں

گے۔ سب جمع ہو کر تمہیں ہڑپ کر جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن کر صحابہؓ کی حالت غیر ہوگئی کہ جب ہم تین سو تیرہ تھے اس وقت یہ کافر ہم کو نہیں کھا سکے ہم ایک ہزار تھے مگر کافر کچھ نہیں کر سکے۔

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس وقت مسلمان تھوڑے ہوں گے؟

فرمایا نہیں بہت زیادہ ہوں گے۔

ولکنکم غثاء کغثاء السیل

سمندر کی جھاگ کی طرح دور دور تک پھیلے ہوئے نظر آؤ گے۔

مگر تمہارے اندر کوئی قوت، شوکت، اور اجتماعیت نہیں ہوگی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا ہوگا؟ فرمایا تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دیا جائے گا۔

آج تمہارا رعب ان کے دلوں سے نکال دیا گیا ہے کیونکہ تمہاری زندگیوں سے جہاد نکل گیا ہے۔

سانپ کتنا بارعب ہوتا ہے مگر جب اس کا زہر نکال دیا جائے تو اس کا رعب ختم ہو جاتا ہے۔

پھر بچے بھی اس سے کھیلتے ہیں اور دور دور سے لوگ اس کا تماشا دیکھنے آتے ہیں۔

آج مسلمان بھی تماشا بن چکے ہیں کہیں تمہارے جھگڑے اور لڑائیاں دکھائی جاتی ہیں۔

کہیں ثقافتی شو کے نام سے مسلم خواتین کو ٹی وی پر دکھایا جا رہا ہے۔ تمہارے حکمران ہوں یا عوام کافر انہیں نچا رہے ہیں۔ پوری دنیا کے کافر تمہارا تماشا دیکھتے ہیں۔ تمہاری کوئی حیثیت نہیں رہی۔

مگر ایک وہ دور تھا جب ایک مسلمان کسی سرزمین پر اترتا تھا تو کافر اس کی طرف دیکھ نہیں سکتے تھے۔

کاش! جہاد ہوتا کافر مسلمانوں کے نوکر ہوتے۔ آج جہاد نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان امریکہ میں جا کر کافروں کے جوتے پالش کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ عظیم مسلمان اللہ کے نبی کا امتی کینیڈا وغیرہ کے ممالک میں جا کر روزی کی خاطر کہتا ہے کہ میں قادیانی ہوں مجھے

سیاسی پناہ دی جائے۔

اگر جہاد ہوتا تو غنائم آتے، اگر جہاد ہوتا تو کافروں کے اموال مسلمانوں کے قدموں میں پڑے ہوتے اور مسلمانوں پر یہ دن نہ آتے کہ روزی کی خاطر اپنا دین بیچتے۔

صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عذاب کی وجہ کیا ہوگی؟

فرمایا:

حب الدنیا و کراھیة الموت.

(ابوداؤد۔بیہقی)

دنیا کی محبت تمہارے دلوں میں گھر کر جائے گی۔ کہو گے ہم دیندار ہیں لیکن دنیا نہ چھوٹے۔

یا اللہ دین کا جتنا کام لے لے مگر زندہ رکھ مارنا نہیں۔

یا اللہ دین کا عظیم الشان کام لے لے لیکن وہ کام نہ ہو جس میں جیل کی سلاخیں دیکھنی پڑیں جس میں موت دیکھنی پڑے، جس میں جسم کو استریوں کے ساتھ جلایا جائے، جس کی وجہ سے گردنیں کٹیں، جس کی وجہ سے خون بہہ جائے۔

لیکن حب الدنیا، دنیا رہے۔ کراھیة الموت، شہادت نہ ملے۔

ایک روایت میں آیا ہے:

وکراھیة القتال.

کہ قتال کی نفرت تمہارے دلوں میں بیٹھ جائے گی۔

امت واحدہ

اگر ترک جہاد کا گناہ ہم نے اپنے دلوں سے صاف نہ کیا تو امت کے ایک ایک فرد کے قتل کا اور ایک ایک خون کے قطرے کا حساب دینا پڑے گا۔

جو عزت لوٹی جائے گی اس کا حساب مسلمانوں کو دینا پڑے گا۔ قرآن کا جو ورق جلے گا اس کا حساب دینا پڑے گا۔ یہ امت واحدہ ہے متفرقہ نہیں۔ تم اس امت سے خود کو نہیں کاٹ سکتے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

المسلم کجسد واحد

مسلمان ایک جسم کی مانند ہے۔

چاہے وہ مشرق کا ہو یا مغرب کا شمال کا ہو یا جنوب کا ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

شیروں کی للکار

ایک وہ دور تھا جب رستم نے یہ کہا تھا کہ ”اپنی فوجیں واپس لے جاؤ ورنہ ہم انہیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔“

تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بعض کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس سے کہا کہ ”شاید ہم پہلے چلے جاتے کیونکہ ہم آئے ہیں خالی ہاتھ۔ مگر اب تمہارے رعب میں آ کر تو ہم واپس جا ہی نہیں سکتے۔“

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بادشاہ نے پوچھا کہ ”تم کس لئے ہمارے پاس آئے ہو؟“ اس کے پوچھنے کا انداز ذرا سخت تھا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے زیادہ اونچی آواز میں جواب دیا۔

فرمایا: ”تمہارا خون لذیذ ہے اسے پینے کے لئے آئے ہیں۔“ بادشاہ سر جھکا کے رہ گیا۔

جب روم کے بادشاہ ناقور نے ہارون الرشید کو خط لکھا کہ ہم نے بہت ٹیکس دے لیا۔ اب ہم تمہیں ٹیکس نہیں دیں گے ہم آزاد ہو چکے ہیں۔ ہارون الرشید نے اس کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے

ہارون الرشید کی طرف سے رومی کتے ناقور کے نام

الجواب ماتری دون ماتسمع

تو میرا جواب پڑھے گا نہیں آنکھوں سے دیکھے گا۔

مسلمان، کافروں کو جواب سناتا نہیں دکھاتا ہے۔

پھر ہارون الرشید کا لشکر ناقور کی سرحد پر پہنچ چکا تھا۔ اور ناقور ہاتھ جوڑ کر دوبارہ جزیہ دے

رہا تھا۔

میں بھی اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے ان اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں اور اپنی جان اللہ کے سپرد کرکے آپ حضرات کا اعتماد لے کر انڈیا کے متعصب ایڈوانی کو یہ بات کہہ رہا ہوں اور میرا رب پہنچائے گا اور یہ بات ہو کر رہے گی کہ

ایڈوانی! ہم تجھے جواب سناتے نہیں بلکہ آکر تجھے اپنا جواب دکھائیں گے۔

ہم بھی انہی کے ساتھ ہیں

اگر کمانڈر عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ افغانستان کی فتح کے لیے مسکراتا ہوا جان دے سکتا ہے، اگر مولوی شبیر احمد شہید جیسا مدرس گردیز کی آزادی کے لئے سینے میں گولی کھا کر کلمہ پڑھتا ہوا شہید ہو سکتا ہے، اگر مدینہ منورہ کا شہزادہ شفیق مدنی، اللہ سے یہ دعا کرے کہ یا اللہ اسلام کے لئے میرے ٹکڑے ٹکڑے کردے تاکہ کل قیامت کے دن آکر بتا سکوں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شہید ہوا تھا۔ مجھے دفن نہیں کیا گیا تھا۔ پرندوں نے کھا لیا تھا۔ جلال آباد میں جان دے سکتا ہے۔ ہم انہی کے ساتھ رہے ہیں، انہی کے ساتھ بیٹھ کر محاذوں پر وقت گزارنے والے ہیں۔ انشاء اللہ ہم غزوہ ہند کے لئے بھی، بوسنیا کے لئے بھی، فلسطین کے لئے بھی، جسم کے جس حصے پر میرا رب چاہے گا گولی کھائیں گے اور دشمن کے سر سے گولی پار کریں گے اور ہماری زبانوں پر یہ ہوگا:

لستُ اُبالی حین اقتل مسلما

یا اللہ جب تیرے راستے میں قتل ہو رہا ہوں مجھے
پروا نہیں کہ جسم کا کون سا حصہ کٹ رہا ہے۔

اعلانیہ گناہ

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاد چھوڑنا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں نے صرف جہاد چھوڑنے کا گناہ نہیں کیا بلکہ جہاد کے راستے میں رکاوٹ بننے کا گناہ بھی کیا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں اللہ پاک نے ایک خاص قوم کے متعلق کہا کہ نہ خود نکلتے ہیں اور نہ دوسروں کو نکلنے دیتے ہیں۔

فرح المخلفون بمقعدهم خلاف رسول الله

جہاد سے پیچھے رہنے والے خوش ہو رہے تھے کہ رسول اللہ نکل گئے ہم پیچھے رہ گئے۔ یہ مر جائیں گے ہم زندہ رہ جائیں گے۔

”وکرھوا“...... اور وہ برا سمجھتے تھے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں۔

اور لوگوں کو بھی روکتے تھے کہ:

لاتنفروا فی الحر

مت نکلو گرمی میں مر جاؤ گے

اللہ فرماتے ہیں اے نبی ان کو جواب دیجئے:

قل نار جهنم اشد حرا

کہ جہاد چھوڑ کر تم نے جو جہنم جلائی ہے وہ زیادہ خطرناک ہے۔

وہ گناہ جو اعلانیہ اور فخریہ کیا جائے اللہ پاک کی اس پر بڑی سخت پکڑ ہوتی ہے۔ حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی نے ڈاڑھی کے مسئلے پر لکھا ہے اور حدیث نقل کی ہے کہ پوری امت کو معاف کر دیا جائے گا مگر جو اعلانیہ اور فخر کے ساتھ گناہ کریں گے ان کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

ہم نے جہاد چھوڑا اور اس پر فخر بھی کیا۔ ہم نے جہاد چھوڑا اور اس پر استغفار بھی نہیں کیا۔ ہم جہاد کے تارک ہوئے اور کبھی ہماری آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہیں گرا کہ یا اللہ ہم کتنی بڑی عبادت سے محروم رہ گئے۔

ہم نے اس چیز کو اختیار کیا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منع فرمایا کرتے تھے۔ ایک صحابیؓ نے ایک غار دیکھا جس کے اردگرد سبزیاں اگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے کہا میں اس غار میں رہوں گا اور بیٹھ کر خوب اللہ کی عبادت کروں گا۔ لوگوں سے دور بیٹھوں گا اور خوب اللہ اللہ کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اُن کے اس ارادے کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لم ابعث بالیهودیة.

میں یہودیت کا دین لے کر نہیں آیا اور نہ نصرانیت کا دین لے کر آیا ہوں۔ میں تو ملت حنیفیہ لے کر آیا ہوں۔ سن لو اے لوگو!

والذی نفس محمد بيده لغدوة فی سبيل

الله اوروحة خير من الدنيا ومافيها

(احمد)

اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ایک صبح یا ایک شام اللہ کے راستے میں جہاد کرنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔

حضرت قاضی عیاض مالکیؒ اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ اگر کسی آدمی کو دنیا کا سارا مال واسباب دے دیا جائے اور وہ اللہ کے راستے میں کسی عبادت میں خرچ کردے مجاہد کی ایک صبح کے برابر نہیں ہوسکتا۔

ہمارا طرز عمل

قرآن مجید کی سورۂ محمد جس کو سورۂ قتال بھی کہا جاتا ہے۔اس میں ایک حکم پڑھ کر حیرانگی ہوتی ہے کہ اتنی بڑی وعید کے باوجود مسلمانوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

کچھ مسلمان رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ یا اللہ جہاد کا حکم نازل کیجئے۔کافروں نے ہمیں تنگ کر دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر درخواست کرتے تھے کہ ہمیں جہاد کی اجازت مل جائے تا کہ ہم کافروں سے بدلہ لے سکیں۔اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

فاذا انزلت سورة محكمة و ذكر فيها القتال

جب کوئی سورۃ نازل ہوجاتی ہے جس میں واضح جہاد کا حکم ہوتا ہے۔

رايت الذين فی قلوبهم مرض

تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے

ينظرون اليك نظر المغشى عليه من الموت

وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں

جیسے ان پر موت کی بیہوشی چھا گئی ہے۔

اللہ پاک کو غصہ آجاتا ہے کہ کچھ تو وہ ہیں جو ایک حدیث سن کر جہاد میں جارہے ہیں۔

ایک طرف میرا نبی ﷺ میدانوں میں کھڑا اسلام کے لئے اپنا خون پیش کر رہا ہے اور دوسری طرف یہ ایسے ظالم ہیں ایسے بدبخت ہیں ایسے شقی القلب ہیں کہ نہ جہاد کرتے ہیں اور نہ جہاد کا حکم سن سکتے ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں:

فاولى لهم

(القتال:۲۰)

ان پر ہلاکت ہو۔

ہمارا بھی یہی طرز عمل ہے کہ ادھر جہاد کی بات ہوئی ادھر ہمارے سر جھکے۔اور ساتھ ہم نے مجاہدین کو اور کوسنا شروع کر دیا۔جبکہ جہاد کا حکم سن کر نہ جانے والوں کے لئے اللہ پاک ہلاکت کی وعید سنا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس وعید سے محفوظ فرمائے۔آمین۔

جہاد سیاست یا عبادت؟

میرے دوستو! مجھے ایک مسئلہ بتلاؤ کہ جہاد سیاست ہے یا عبادت؟

جہاد سیاست نہیں عبادت ہے۔

جس چیز کو رب قرآن میں نازل فرمائیں وہ عبادت ہے،جس چیز سے نبی محبت کریں وہ عبادت ہے۔جس چیز کو نبی نے اختیار کیا وہ عبادت ہے۔

جس کے لئے نبی بار بار تمنا فرما رہے ہوں وہ سیاست نہیں عبادت ہوگی۔پھر ہم نے جہاد کو سیاست کے طور پر کیوں دیکھا؟

عبادت میں تو یہ ہوتا ہے کہ میرا اپنا کام ہے دوسرے کریں نہ کریں میں نے کرنا ہے اور دوسروں کے غلط عمل سے وہ چیز ساقط نہیں ہوتی۔

کیا کسی نے اس لئے نماز چھوڑی کہ نمازی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

نمازی کچھ بھی کرتے رہیں فرض ساقط نہیں ہوگا۔پھر ہم نے جہاد کیسے معاف کرالیا؟

کسی نے کہا مجاہدین تو آپس میں لڑتے ہیں اس لئے ہم پر جہاد واجب نہیں،کسی نے کہا مجاہدین میں تو فلاں فلاں گناہ ہے اس لئے ہم جہاد نہیں کرتے۔

ارے اللہ کے بندو! ان کے گناہ بھی تھے شاید اور بھی ہوں گے اور اللہ نے معاف بھی

کر دیئے ہوں گے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے:

عند اول قطرة من دمه يكفر عنه كل خطيئة

(کنزالعمال ص ۲۱۰ ج ۴)

پہلا قطرہ خون کا زمین پر گرنے سے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

مگر ہم اپنے اس گناہ کو تو دیکھیں جو جہاد چھوڑنے کی وجہ سے ہم نے کمایا ہے۔ کبھی جہاد کی نیت تک نہیں کی جو منافقت کی نشانی ہے۔ کبھی تلوار کو ہاتھ نہیں لگایا کبھی اسلحے کو قریب سے نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستائیس مرتبہ اسلحہ اٹھا کر میدانوں میں نکلیں اور ہم بالکل اس عمل سے دور رہیں۔ پھر بھی ہمیں ان کا گناہ تو یاد آ گیا اپنا گناہ یاد نہ رہا۔

دین لٹ گیا

میرے مسلمان بھائیو! ہم ترک جہاد کے عظیم گناہ کی وجہ سے استغفار کریں ورنہ ہم پر کوئی بڑی مصیبت آئے گی۔

حدیث میں آتا ہے:

من لم يغزو اويجهز غازيا اويخلف غازيا فى اهله بخير اصابه الله بقارعة قبل يوم القيامة

(کنزالعمال ص ۲۱۳ ج ۴)

جس نے جہاد نہ کیا اور کسی مجاہد کو سامان جہاد بھی فراہم نہ کیا اور کسی مجاہد کے گھر والوں کی دیکھ بھال بھی اچھائی کے ساتھ نہ کی، اللہ قیامت سے پہلے اس کو کسی دردناک عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔

وہ مرنے سے پہلے کسی کینسر میں، کسی مصیبت میں، کسی عذاب میں ایسا گھرے گا کہ روتا رہے گا مگر اس کے رونے کو کوئی نہیں سنے گا۔ کیونکہ جب اس نے مسلمانوں کی پروا نہیں کی اللہ اس کی پروا کیسے کریں گے۔

ارحموا من فى الارض

زمین والوں پر رحم کھاؤ

يرحمكم من فى السماء

آسمان والا تم پر رحم کھائے گا۔

آج ہم مسلمانوں کے قتل ہونے کی خبریں روزانہ پڑھتے ہیں مگر دل میں کچھ افسوس نہیں ہوتا۔

جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من لم يهتم بامور المسلمين فليس منهم

جس نے مسلمانوں کے امور کی پروا نہیں کی وہ ان میں سے نہیں ہے۔

اس پر خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں تو حالات کا پتہ ہی نہیں آرام کے ساتھ بیٹھے ہیں' کیا آرام کے ساتھ بیٹھے ہو؟ دین لٹ گیا، ایمان لٹ گیا، کعبہ پر کافروں کی نظریں ہیں، مدینہ پر کافروں کی نظریں ہیں۔ قرآن کو عدالتوں سے نکال دیا گیا۔

اب بھی ہم پرسکون ہیں کہ ہم عزت سے ہیں۔

خدا کے دین کی عزت کسی کو محبوب نہیں' ہر کوئی اپنی عزت کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

جب کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عزت کو قربان کر کے اللہ کے دین کی عزت کا دفاع کیا تھا۔

آج ہم میں سے ہر ایک کو اپنی عزت کا تو خیال ہے دین کی کوئی پروا نہیں۔ ہماری اس عزت کا کیا فائدہ جب اللہ کا دین دنیا کے اندر معزز نہ ہو۔

شہداء کی قربانی

جہاد چھوڑنے پر عذاب آتا ہے۔ مولانا جلال الدین حقانی نے فرمایا کہ ہم پر روس نے کیوں حملہ کیا اس لئے کہ ہمیں جب بخارا اور سمرقند سے چیخوں کی آواز آتی تھی تو ہم کتابیں دیکھتے تھے کہ جہاد فرض کفایہ ہے یا فرض عین ہے؟

اور پھر روس نے ہم پر چڑھائی کر دی۔ وہ فرماتے تھے کہ پاکستان والو! ہمارے ساتھ یہ معاملہ نہ کرنا ورنہ دشمن تمہارے سروں پر پہنچ جائے گا۔

اللہ جزائے خیر دے مولانا ارشاد احمد شہیدؒ کو، کمانڈر عبدالرشیدؒ کو، مولانا شبیر احمد شہیدؒ کو جنہوں نے پاکستان والوں کی طرف سے خون دے کر اس عذاب کو وقتی طور پر روک لیا ورنہ وہ

دن بھی تھا کہ جب روسی دیکھ رہے تھے کہ بلوچستان کتنا دور ہے اور کراچی کی بندرگاہ کتنی دور ہے کیونکہ ان کو افغانستان کے خشک اور چٹیل پہاڑوں میں تو کچھ نہیں ملتا تھا۔

لوگوں کی بے حسی اور مجاہدین کے حالات

دوسری طرف لوگوں کی بے حسی کا اندازہ کیجئے کہ کہتے ہیں مجاہدین مزے کر رہے ہیں۔ ہم کن حالات میں جہاد کر رہے ہیں یہ ہمارے مجاہدین ہی جانتے ہیں۔ میں ان حالات کو بیان نہیں کرتا۔ بزرگوں نے آج مجھے مجبور کیا ہے کہ ان حالات پر بھی لوگوں کو کچھ بتایا جائے تاکہ وہ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ مجاہدین کے پاس کہاں سے پیسہ آتا ہے۔

لوگ ہمیں سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ بالکل مطمئن ہیں ہمارے پاس بڑی بڑی گاڑیاں ہیں۔ عالیشان مکانات ہیں۔ کسی چیز کی فکر نہیں۔

مگر ایک چھوٹا سا اندازہ لگایئے کہ ہمیں آئندہ اپنا مستقبل اس دنیا میں کیا نظر آ رہا ہے۔

ہمارا ترجمان ماہنامہ ''صدائے مجاہد'' جس کو بڑی مشکل سے ہم نکالتے رہے اور اس رسالے نے اس انداز سے امت میں جہاد کی دعوت کو عام کیا کہ میں حرم بھی جاتا ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اس کو اتنی مقبولیت سے نوازا۔

وہ خط میرے پاس موجود ہیں جن میں ہے کہ اس رسالے کی وجہ سے امت کی بہنوں میں جذبۂ جہاد بیدار ہوا اور انہوں نے اپنے بھائیوں کو جہاد میں بھیجا اور وہ شہادت کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

سخت مالی بحران کی وجہ سے وہ دن آ گیا کہ ہمیں یہ رسالہ بند کرنا پڑا۔ ہم نے قارئین صدائے مجاہد کے نام خطوط بھیجے کہ یا تو رقم بھیج دیں یا پھر ہم مجبور ہیں رسالہ بند کرنے پر۔ ایک ہفتے کے بعد ایک خط ملا جس نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے۔ اس شخص کے والد کا خط تھا جس نے چھ ماہ محاذ پر رہ کر مجاہدین کو کمانڈو ٹریننگ دی تھی اور وہ اتنی بہادری سے جنگ لڑتا تھا کہ آج بھی مجاہدین کمانڈر سرور شہید کو یاد کرتے ہیں۔ کمانڈر سرور شہیدؒ کے والد نے لکھا کہ میرے پاس رسالے کے لئے سالانہ (۸۰) روپے نہیں ہیں میرے پاس اتنے پیسے نہیں کہ کمانڈر سرور شہیدؒ کے بچوں کو روٹی کھلا سکوں اگر آپ اعزازی رسالہ بھیج دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ اسی دن سے ہم نے یہ عزم کر لیا کہ انشاء اللہ رسالہ کبھی بند نہیں ہوگا۔

کمانڈر عبدالرشید شہیدؒ کے گھر کے حالات بھی عجیب ہیں میں کیا بیان کروں۔

پانچ چھ ماہ بعد چند پیسے اگر کہیں سے مل جاتے ہیں تو جا کر اس کے والد اور نابینا بوڑھی والدہ کی گود میں ڈال دیتے ہیں۔

وہ شخص جس نے روس کی شکست میں اہم کردار ادا کیا، جس نے اکیلے ٹینکوں کا مقابلہ کیا، جس نے اپنی جان اللہ کے لئے دے دی۔

مسلمانوں نے اس کے ساتھ وہ رویہ کیا کہ اس کے بیٹے کا علاج نہ ہو سکا اور اپنے عظیم سپہ سالار والد کی شہادت کے چھ ماہ بعد بغیر علاج کے شدید بیماری کی حالت میں اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا۔ آج اس کی والدہ پوچھتی ہے کہ کیا مسلمان اپنے فاتحین کے ساتھ یہی رویہ اختیار کرتے ہیں۔

ہمارے عزائم

یہ تو ہمارے مجاہدین اور شہداء کے واقعات ہیں۔ ہمارے ساتھ بھی کل یہ منظر پیش آ سکتا ہے لیکن یہ منظر ہزار بار قبول ہے مگر یہ قبول نہیں کہ مسلمان بیٹی کی عزت لٹ جائے اور اس کے دشمن کا سر اڑانے والا کوئی نہ ہو۔ ہمارے گھر میں جو کچھ ہوتا ہے ہوتا رہے۔ حالات جو کچھ بھی ہوں۔ مسائل جتنے بھی گھناؤنے ہوں ہم جہاد کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغیاں کھا کر جہاد نہیں کیا۔ پیٹ پر دو دو پتھر باندھ کر جہاد کیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ نقشہ موجود ہے اور ہمارا ہر نوجوان اس نقشے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہے۔

ہمارے لئے شہداء جو راستہ متعین کر کے چلے گئے۔

اے نوجوانو! شہداء کے اسی راستے پر چلتے رہنا اگرچہ تمہارے پاؤں میں کانٹے چبھ جائیں۔ اگرچہ تمہارے راستے میں رکاوٹیں آ جائیں۔ اگرچہ تمہیں بڑے بڑے منصبوں کی پیشکش کی جائے۔ اگرچہ تمہارے لئے بڑے بڑے منبر خالی کر دیئے جائیں۔ دین کا ہر کام کرنا لیکن جہاد کو مت چھوڑنا۔

ہر نوجوان یہ عزم کرے کہ جہاد میرا اپنا کام ہے۔

جو کچھ ہو جائے میں جہاد کروں گا۔ پوری دنیا مخالف ہو جائے میں اکیلا جہاد کروں گا۔

تمام اسباب ختم کر دیئے جائیں میں خالی ہاتھ لڑوں گا لیکن مرتے دم تک جہاد کی زندگی کو نہیں چھوڑوں گا۔

نبی کی دعوت کو رائیگاں مت کرنا

میرے نوجوان مجاہد دوستو!

اب ہمت کی ضرورت ہے اس وقت اگر ہم نہ اٹھے تو ہمیں اپنے اور غیر مل کر مٹا دیں گے۔ پاکستان میں بغداد کی تاریخ دہرائی جائے گی۔

اے دین کے محافظو! اے امت کے نوجوانو!

ہمارا خون حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون سے قیمتی نہیں ہے۔ ہمارا خون ہماری زندگیاں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔

اگر کوئی تمہیں یہ کہے کہ تم یہاں رہ کر کام کرو یہاں تمہاری بہت ضرورت ہے تم مت اس بات میں آنا۔

دین کے ہر شعبے کو زندہ رکھو لیکن جس جگہ رہنا مجاہد بن کر رہنا۔ ذرا دیکھو آج سے چودہ سو سال پہلے جہاد کی دعوت صرف زبان سے نہیں دی جا رہی تھی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خون لٹا کر جہاد کی دعوت دے رہے تھے۔

میری بات نہ مانو! علماء کی بات نہیں مانتے نہ مانو۔

میرے نبی کی دعوت کو رائیگاں مت کرنا۔ نبی نے غزوۂ احد میں اپنا خون گرا کر امت کے ایک ایک فرد کو بتا دیا کہ میرے انہیں خون کے قطروں پر چلتے رہو گے۔

حوض کوثر پر مجھ سے آ ملو گے۔

اور دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

دوستو! نبی کی دعوت کو مت ٹھکرانا۔ نبی نے خون دے دیا.......... نبی نے جگر کے ٹکڑے دے دیئے.......... نبی ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے صدمے کو سہہ لیا پھر بھی نکلتے رہے.......... نبی کا شاعر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جدا ہو گیا پھر بھی نکلتے رہے...... نبی کا چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کٹ گیا پھر بھی لڑتے رہے...... پیٹ پر پتھر تھے تب بھی لڑتے رہے...... تیروں کی بوچھاڑ تھی تب بھی

لڑتے رہے........ لوگوں نے الزامات لگا دیئے تب بھی لڑتے رہے.......... راہیں بند کی گئیں تب بھی لڑتے رہے۔

دوستو! نبی کی استقامت سے سبق سیکھو اور اس وقت کو نہ بھولو جب میرے نبی دنیا میں آخری سانس لے رہے تھے تو اس وقت بھی ایک لشکر تیار تھا۔ جو مدینہ سے باہر جا رہا تھا۔ نبی اپنی وراثت میں علم کے بعد جو چیز چھوڑ کر گئے ہیں وہ اسلحہ تھا، وہ زرہ تھی وہ تلوار تھی، نیزہ تھا۔ جو تم سے یہ وراثت چھینے اس سے جھگڑو اور اس وراثت کو ہاتھوں میں رکھو۔

تلوار سے پیار

جب تک تمہارے ہاتھوں میں چمکتی تلوار ہوگی، مسلم قوم کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ یہ قوم عروج حاصل کرتی چلی جائے گی جس دن تم اسلحہ سے غافل ہو گے اس قوم کی بدقسمتی کا وہیں سے آغاز ہوگا۔

اگر جانور بھی اپنی حفاظت چھوڑ دیں تو ان کو بھی کچا چبا لیا جاتا ہے۔ جو بھی اپنی حفاظت سے غافل ہو جائے اس کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔

میرے دوستو! اللہ کے نبی ﷺ سے زیادہ مصروف کوئی تھا؟

جتنی دینی مصروفیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں اور کس کی ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ امت پر شفقت کرنے والا کوئی اور ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کے علاج، دفاع اور تحفظ کے لئے جہاد کا راستہ اختیار کیا۔

نبی ﷺ نے جنگی ٹوپی پہنی، زرہ استعمال کی، گھوڑوں پر بیٹھے، گلے میں تلوار لٹکائی۔

اے مسلمان تجھے مسواک کی سنت کے ساتھ ساتھ تلوار کی سنت سے بھی پیار ہونا چاہئے۔

فاتح نبی ﷺ کا انداز

اللہ کے نبی ﷺ فاتح کی حیثیت سے اس مکہ میں داخل ہوتے ہیں جہاں سے انہیں نکالا گیا تھا۔ آپ مکہ میں اس انداز میں داخل ہوتے ہیں کہ.......... گھوڑے پر سوار ہیں.......... زرہ باندھی ہوئی ہے.......... شانوں تک بال لٹکے ہوئے ہیں.......... سر پر جنگی

ٹوپی ہے۔

مکہ کو بتوں سے پاک کر کے کچھ خطرناک کافروں کے قتل کا حکم دے دیا۔ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ کسی نے آ کر کہا یارسول اللہ ابن خطل کافر جو آپ کے خلاف بکتا تھا کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے خوبصورت انداز کے ساتھ.......... ایک فاتح کی طرح .... ایک مسلمان جرنیل کی طرح سر سے جنگی ٹوپی اتارتے ہوئے فرمایا جاؤ ابن خطل کو وہیں قتل کر دو۔

یہ واقعہ پڑھ کر کیفیت طاری ہوگئی۔ دل چاہا نبی ہوتے سر قدموں پر رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک چوم لیتا۔

یا اللہ ہمیں بھی یہ منظر عطا فرما ہم بھی ایک فاتح کی حیثیت سے کافروں کے کسی ملک میں داخل ہوں اور نبی کی اس سنت کو زندہ کریں۔

میرے عزیز دوستو! قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كتب عليكم القتال

تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے۔

اب تک جو ہم اس فریضے سے دور رہے اور عظیم گناہ کے مرتکب ہوئے توبہ کریں ورنہ ہم سب پر کوئی اجتماعی مصیبت آئے گی۔

یا اللہ ہم سب کو معاف فرما۔ یا اللہ شہداء ہمیں راستہ دکھاتے رہے مگر ہم پیچھے رہتے رہے۔ یا اللہ ہمیں معاف کر دے۔ یا اللہ تیری مساجد گرا دی گئیں ہم صرف زبان چلاتے رہے، دنیا میں منکرات عام ہوگئے ہم نے ہاتھ سے ان منکرات کو نہیں روکا اے اللہ ہمیں معاف فرما۔ آمین ثم آمین۔

وما علينا الا البلاغ

غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	نام غزوہ	دیگر نام	سن وقوع	تعداد مجاہدین	مد مقابل	تعداد شہداء
۱	غزوۂ ابواء	وَدّان	سنہ ۲ھ صفر	۶۰ مہاجرین	قافلہ قریش اور بنو حمزہ	
۲	غزوۂ بواط		سنہ ۲ھ ربیع الاول	۲۰۰ مہاجرین	قافلہ قریش سو آدمی اور ڈھائی ہزار اونٹ	
۳	غزوۂ عشیرہ	عسیرہ	سنہ ۲ھ تا جمادی الاولیٰ	۲۰۰ مہاجرین	قافلہ قریش	
۴	غزوۂ بدر اولیٰ	بدر صغریٰ غزوہ سفوان	سنہ ۲ھ جمادی الثانیہ	۲۰۰ مہاجرین	کرز بن جابر فہری	
۵	غزوہ بدر کبریٰ	عظمیٰ، ثانیہ	سنہ ۲ھ رمضان	تین سو تیرہ	قافلہ قریش اور قبائل عرب	چودہ شہداء
۶	غزوۂ قرقرۃ الکدر		غزوۂ بدر کے بعد		قبائل سلیم اور غطفان	
۷	غزوۂ بنی قینقاع		سنہ ۲ھ ۱۵ شوال		بنی قینقاع	
۸	غزوۂ سویق		سنہ ۲ھ ۵ ذی الحجہ	۲۰۰	ابوسفیان	
۹	غزوۂ غطفان	غزوۂ انمار / غزوۂ ذی امر	سنہ ۳ھ محرم الحرام	۴۵۰	قبیلہ غطفان	
۱۰	غزوۂ بحران		سنہ ۳ھ ربیع الثانی	۳۰۰	قبیلہ بنی سلیم	ستر (۷۰)
۱۱	غزوۂ اُحد		شوال سنہ ۳ھ	۷۰۰	مشرکین مکہ	
۱۲	غزوۂ حمراء الاسد		سنہ ۳ھ ۱۶ شوال		مشرکین مکہ	
۱۳	غزوۂ بنی نضیر		سنہ ۴ھ ربیع الاول		یہودی بنی نضیر	
۱۴	غزوۂ ذات الرقاع		صفر سنہ ۴ھ	۴۰۰	بنی محارب بنی ثعلبہ	

نمبر شمار	نام غزوہ	دیگر نام	سن وقوع	تعداد مجاہدین	مد مقابل	تعداد شہید
۱۵	غزوۂ بدر موعد		ربیع الاول ۴ھ	۱۵۰۰	مشرکین مکہ	
۱۶	غزوۂ دومۃ الجندل		۲ھ اثنا جمادی الاولیٰ	۱۰۰۰	کفار دومۃ الجندل	
۱۷	غزوۂ مریسیع	بنی مصطلق	۲ شعبان ۵ھ		قبیلہ بنی مصطلق	
۱۸	غزوۂ خندق	احزاب	شوال ۵ھ		ابوسفیان مع دس ہزار	۶
۱۹	غزوۂ بنی قریظہ		۵ھ ذی القعدہ		بنی قریظہ	ایک شہید
۲۰	غزوۂ بنی لحیان		۶ھ ربیع الاول	۲۰۰	بنی لحیان	
۲۱	غزوۂ ذی قرد		۶ھ ربیع الاول	۵۰۰ یا ۷۰۰	عیینہ بن حصن فزاری کی سرکوبی	ایک شہید
۲۲	حدیبیہ		۶ھ یکم ذی القعدہ	۱۵۰۰	مشرکین مکہ	
۲۳	غزوۂ خیبر		۷ھ محرم الحرام	۱۴۰۰ پیادہ اور ۲۰۰ سوار	قبائل یہود	۱۵
۲۴	غزوۂ موتہ	جیش الامراء	۷ھ جمادی الاولیٰ	۳۰۰۰	نصاری شام قیصر	۱۲
۲۵	فتح مکہ	غزوۂ فتح الاعظم	رمضان ۸ھ	۱۰،۰۰۰	مشرکین مکہ	۴
۲۶	غزوۂ حنین	اوطاس، طائف	۶ شوال ۸ھ	۱۲،۰۰۰		ایک شہید
۲۷	غزوۂ تبوک	جیش العسرۃ فاضحہ	رجب ۹ھ	۳۰،۰۰۰	کفار روم	

خُطباتِ جہاد

حصہ دوم

ارشادات

حضرت مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر

مکتبہ حسن

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

حصہ دوم

۱	جہاد اور اسلامی نظام	۵
۲	جہاد کے عالمگیر اثرات	۴۱
۳	جہاد اور شہادت	۵۶
۴	جہاد اسلام کا محافظ	۶۹
۵	شہادت کی موت	۸۴
۶	اخلاق اور تلوار	۹۹
۷	فرضیت جہاد	۱۱۵

جہاد اور اسلامی نظام

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقاتل فی سبیل اللہ لاتکلف الانفسک وحرض المومنین عسی اللہ ان یکف بأس الذین کفروا واللہ اشد بأسا واشد تنکیلا. (النساء: ۸۴)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: امرت ان اقاتل

الناس حتی یشهدوا ان لااله الاالله وان محمدا رسول الله.

(بخاری ج ا ص ٨)

وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من لقی الله بغیر اثر الجهاد لقی الله وفیه ثلمة.

(ترمذی ج ا ص ٢٠٠)

ہر سمت مچلتی کرنوں نے افسوں نے شب غم توڑ دیا
اب جاگ اٹھے ہیں دیوانے دنیا کو جگا کر دم لیں گے

....

یہ بات عیاں ہے دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خوں میں نہا کر دم لیں گے

....

سوچا ہے کفیل اب کچھ بھی ہو ہر حال میں اپنا حق لیں گے
عزت سے جیئے تو جی لیں گے یا جام شہادت پی لیں گے

میرے واجب الاحترام مسلمان بھائیو۔ بزرگو اور دوستو!

جس چیز کی نسبت قرآن مجید کی طرف ہو جائے یا جس حکم کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو جائے اس چیز کے سمجھنے یا ماننے میں مسلمانوں کو تو ذرا بھر تردد نہیں ہونا چاہئے۔

صحابہ کی نظروں میں جہاد کی اہمیت

جہاد وہ اہم ترین فریضہ ہے جس کے متعلق قرآن میں ساڑھے چار سو آیات موجود ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جہاد کیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صرف اتنا ہی سننا کافی تھا کہ فلاں جگہ جہاد ہو رہا ہے پھر وہ سب کچھ قربان کر کے اللہ کے دین کے تحفظ اور اللہ کے دین کی عظمت کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے ایک مجلس میں حدیث سنائی اور فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اعلموا ان الجنة تحت ظلال السیوف

(بخاری ج ا ص ٣٩٥)

جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

اسی مجلس میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کی حالت پراگندہ تھی، ظاہری لباس اتنا عمدہ نہ تھا۔

فرمانے لگے ''کہ اے ابوموسیٰ کیا آپ نے خود یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟''

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے فرمایا ''ہاں میں نے خود سنی ہے۔''

بس اتنا ہی سننا کافی تھا سمجھ گئے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کیا ہے۔

محدثین نے تحت ظلال السیوف کے متعلق فرمایا کہ اس کا معنی گھمسان کی لڑائی میں شرکت کرنا ہے۔

اس لئے کہ جب تلواریں ٹکراتی ہیں' آمنا سامنا ہوتا ہے تو عجیب وغریب منظر ہوتا ہے۔

جنت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں تاکہ جب مسلمان پر تلوار پڑے شہید ہوجائے تو سیدھا جنت میں جائے اور جب کافر پر تلوار پڑے تو سیدھا جہنم میں جائے۔

تو اس آدمی نے جب حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے یہ حدیث سنی تو فوراً ہی اس مجلس سے اٹھ گیا اور سیدھا میدان میں جاکر لڑنے لگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ وہ خود واپس نہیں آیا اس کا جسم واپس آیا وہ اللہ کے راستے میں شہید ہوگیا۔

ایک حدیث سننے کے بعد یہ کیفیت ان لوگوں پر طاری ہوجاتی تھی کہ جب تک جسم وروح کا تعلق رہتا تھا وہ انہی میدانوں کے اندر لڑتے رہتے تھے۔ اس لئے کہ دنیا ان کا مقصود نہیں تھی' آخرت مقصود تھی۔

کئی صحابہ کرام کے واقعات آتے ہیں کہ ایمان لائے اور فوراً میدان جہاد کے اندر گئے اور شہید ہوگئے اور اللہ کے نبی ﷺ نے جنت کی بشارت دی اور فرمایا کہ عمل تو تھوڑا کیا لیکن اجر بہت زیادہ حاصل کرلیا۔

بلکہ ''جمع الفوائد'' میں تو یہ روایت بھی موجود ہے۔

(اور امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الجہاد میں اس کی مثل ایک روایت لائے ہیں۔)

کہ ایک میدان کے اندر کافروں کی طرف سے ایک شخص نکلا اور اس نے چیلنج کیا کہ کوئی ہے جو مسلمانوں کی طرف سے میرا مقابلہ کرے؟

تو ایمان والوں کی طرف سے ایک شخص نکلا' مقابلہ ہوتا رہا لیکن وہ کافر بھاری ہوگیا اس نے اس مسلمان کو شہید کرڈالا۔

دوسرا مسلمان نکلا اس کو بھی شہید کرڈالا۔

پھر وہ شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا اور آکر اللہ کے نبی ﷺ کے چہرے مبارک کو دیکھ کر کہنے لگا:

''کہ آپ ﷺ کیوں ہمارے ساتھ جنگ کرتے ہیں؟''

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس لئے لڑتا ہوں تاکہ پوری کائنات میں اللہ کا کلمہ بلند ہوجائے اور لوگ اللہ کے احکامات پر آجائیں۔''

اس نے کہا: ''یہ تو بہت اچھی دعوت ہے کیا میں اسے قبول کرسکتا ہوں؟''

فرمایا: ''ہاں قبول کرسکتے ہو۔''

اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور گھوڑا واپس دوڑاکر کافروں پر حملہ کردیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگیا۔

تھوڑی دیر پہلے ایمان والوں پر حملہ کررہا تھا اب وہی ایمان کی دولت دل میں لئے کافروں پر حملہ کررہا ہے اور شہید ہوگیا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے اٹھوایا اور ان دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ دفن کیا جن کو اس نے قتل کیا تھا اور فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ پاک ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت بھردیں گے۔

اس شخص کو نماز پڑھنے اور سجدہ کرنے کی بھی فرصت نہیں ملی تھی لیکن جہاد کے عمل نے کہاں سے کہاں پہنچادیا۔

جہاد میں جانے کے مناظر

روایات میں آتا ہے ایک غزوے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لے جارہے تھے کہ ایک نجدی اعرابی ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔

کہنے لگا: ''کہاں جاتے ہو؟''

کہا: ''کہ ہم جہاد کے لئے جارہے ہیں ہمارے نبی ﷺ ہمارے ساتھ ہیں۔''

کہنے لگا: ''کہ کچھ غنیمت وغیرہ بھی ملے گی؟''

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: ''کہ ضرور ملے گی انشاء اللہ۔''

جب فتح ہوتی ہے تو غنائم ملتے ہی ہیں۔ غنیمت کی نیت کے ساتھ شامل ہوگیا۔ لیکن

میدان جہاد میں جانے کا منظر اتنا ایمان افروز ہوتا ہے کہ کافروں کا دل بھی بدل جاتا ہے۔

ہم نے الحمدللہ جہاد افغانستان میں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

یہ تو پندرہویں صدی کا جہاد تھا اس میں جب اتنے عجیب وغریب مناظر پیش آئے تو معلوم نہیں اس جہاد کا کیا عالم ہوگا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑا گیا۔

جہاد افغانستان میں ہمارے ساتھی جنگ کے لئے روانہ ہوتے تھے تو عجیب وغریب کیفیت ہوتی تھی۔

کوئی سجدے میں پڑا ہوا رو رہا ہے کوئی تلاوت کر رہا ہے۔

امیر صاحب نے حکم دیدیا کہ فلاں فلاں جنگ کے لئے آجائیں۔

نام پڑھے جارہے ہیں۔ جن کا نام آرہا ہے ان کے چہرے پر خوشی کے اثرات اور جن کا نام نہیں آرہا وہ پریشان۔

جن خوش قسمتوں کے نام آگئے وہ تیار کھڑے ہیں۔

کلاشنکوفیں کاندھوں پر ڈال لی ہیں اپنے کمر بند کس رہے ہیں۔ عجیب خوشی کے عالم میں بھاگ رہے ہیں دوڑ رہے ہیں۔

دوسرے ساتھی جن کا نام نہیں آسکا وہ ان کا سامان اٹھوا رہے ہیں تیار کرا رہے ہیں۔

ان کی میگزینوں کے اندر گولیاں بھر رہے ہیں اور ان کے کانوں میں کہہ رہے ہیں:

"خدا کے لئے تم اگر شہید ہو جاؤ تو قیامت کے دن ہمیں نہ بھولنا۔ میرا چہرہ یاد کرلو تم میری شفاعت کرنا۔"

پھر یہ ساتھی تیار ہو کر کھڑے ہیں۔ ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اٹھ جاتے ہیں۔ "یا اللہ تو فتح دیدے۔ یا اللہ تو نصرت دیدے۔" ہچکیوں کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔

پھر اس کے بعد ایک تکبیر کا نعرہ بلند ہوتا ہے "اللہ اکبر" اور یہ مجاہدین روانہ ہو رہے

ہیں۔ پیچھے والے ان کو رشک کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

جانے والے فخر و اطمینان محسوس کرتے جارہے ہیں۔ دشمن کے طیارے بمباری کرتے ہیں۔ وہ ان کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی زبانوں پر یہی کلمہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ہوتا ہے کہ اللہ کافی ہے ہمارے لئے وہی ہمارا محافظ ہے۔

اس منظر میں ساتھی جاتے ہیں دلوں میں ایمان کا نور لئے ہوئے زبان پہ ذکر جاری ہے اور جان دینے کے جذبے سے سرشار جارہے ہیں۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دشمن کی گولیوں کی بوچھاڑ سے بے نیاز بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ مورچوں کے مورچے فتح کر رہے ہیں۔

ایسا منظر ہوتا ہے کہ اس کی لذت دنیا میں جہاد کے علاوہ کہیں محسوس نہیں ہوسکتی۔

ہمارے ایک بڑے مفتی صاحب جہاد میں گئے اور ان کو تھوڑی دیر کے لئے جنگ لڑائی گئی۔

وہ جنگ بھی کیا تھی کہ توپیں فٹ کر دی گئیں اور انہوں نے چند گولے دشمن پر مارے۔ دشمن نے بھی جوابی فائرنگ کی۔

فرمانے لگے کہ "میں بیس سال سے حرم شریف جاتا ہوں کبھی اتنا مزہ نہیں آیا جتنا اس ایک منٹ کے اندر مجھے مزہ آیا۔"

یہ کوئی مبالغہ نہیں تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں:

"اگر شب قدر ہو اور میں حجر اسود کے سامنے کھڑا ہوا عبادت کر رہا ہوں میں اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میں کسی میدان جہاد میں مجاہدین کی پہرے داری کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے "اللہ کی راہ میں ایک ساعت ثابت قدمی سے لڑنا

حجر اسود کے پاس شب قدر کی رات بھر کی عبادت سے افضل ہے۔''

(کنز العمال۔ کتاب الجہاد)

ہمارے ایک ساتھی اختر محمود شہید رحمۃ اللہ علیہ، بیس سال کی عمر تھی اور وہ میرے بالکل چھوٹے بھائیوں کی طرح تھے۔

جب کراچی سے روانہ ہوئے تو ان کے چہرے پر ایک ولولہ تھا۔ جب گردیز کی جنگ میں جانے لگے تو یہی منظر تھا۔

ساتھی ان سے کہہ رہے تھے کہ ''بھائی اختر اگر تم شہید ہوگئے تو ہماری شفاعت کرنا۔''

کہا: ''میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا جو زندگی بھر جہاد کرتا رہے گا۔''

پھر سردی کی حالت میں برف گر رہی تھی نہا رہے ہیں پوچھا: ''کیوں نہاتے ہو؟''

کہا: ''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کل میری شادی ہونے والی ہے۔''

اور اگلے دن ایک بڑا حملہ تھا اس میں تشریف لے گئے اور سینے پر گولی کھا کر مسکراتے ہوئے شہید ہوگئے اور اس کنوارے کی شادی بہتر (۷۲) حوروں کے ساتھ اللہ پاک نے کرادی۔ (انشاء اللہ)

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ یہ شخص بھی غنیمت کی نیت سے میدان میں گیا تھا۔

لیکن معلوم نہیں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کس انداز سے جاتے ہوں گے۔ سوچ سوچ کے عقل حیران ہوتی ہے۔

تو اس کے دل میں ایمان آ گیا۔ اب اس کا شوق تو یہ تھا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اللہ کے نبی کے قریب قریب رہوں۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دور کرتے تھے کہ ابھی یہ مسلمان نہیں ہوا کیوں رسول

اللہ ﷺ کے قریب جاتا ہے۔ اللہ کے نبی کو معلوم تھا کہ ایمان لا چکا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اسے میرے قریب آنے دو یہ جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔''

چنانچہ کافروں سے لڑتے لڑتے وہ شخص شدید زخمی ہوگیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیجا کہ اس کو دیکھ کر آؤ۔

دیکھا کہ شدید زخمی حالت میں پڑا ہے۔ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پریشانی ہوئی کہ یہ تو ایمان نہیں لایا تھا زخمی ہوگیا۔ مرگیا تو بغیر ایمان کے مرے گا۔

جا کر اس شخص سے پوچھا: ''کہ اے شخص کیا تو اپنی قومی غیرت یا غنیمت کی وجہ سے لڑ رہا تھا یا اللہ کے لئے لڑ رہا تھا؟''

اس نے کہا: ''اللہ کی قسم میں صرف اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے لڑ رہا تھا۔''

یہ کہا اور شہید ہوگیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے اس کا جنازہ قبر میں رکھا اور اس کو دیکھ کر آپ خوش ہو رہے تھے اور قبر میں رکھ کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان ہوئے کہ کیا ہوا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے کیا دیکھا کہ اس سے منہ پھیر رہے ہیں۔

فرمایا: ''اس کی حوریں پہنچ چکی تھیں اس لئے میں نے منہ پھیر لیا۔''

(الترغیب والترھیب۔ کتاب الجہاد)

اتنی عظمت والا عمل اور اتنی اونچی عبادت کہ ابھی مسلمان ہوئے کچھ عرصہ نہیں گزرا کہ جہاد کی بدولت اتنے اونچے مقامات حاصل کر لئے اور اتنے اونچے درجات حاصل کر لئے۔

اس سے ایک مسلمان جہاد کی عظمت کو اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا سکتا ہے کہ کتنا اہم عمل ہے۔

اس عمل کے اندر تو ناکامی کا تصور ہی نہیں۔

فیقتلون ویقتلون قتل کرو تب بھی کامیاب۔ دشمن کی گولی لگے شہید ہو جاؤ تب بھی کامیاب، اور اگر غلطی سے اپنے ساتھی کی گولی لگ جائے تب بھی کامیاب۔

جہاد کی عظمت

ایک صحابی بدر میں شہید ہوئے، ان کی والدہ ام حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں۔

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا شہید ہوا لیکن اصابه سهم غرب اسے جو تیر لگا تھا وہ کسی نامعلوم سمت سے آیا تھا۔ معلوم نہیں کہ کافروں کا تیر تھا یا مسلمانوں کا۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اگر جنت میں نہیں تو پھر میں روؤں۔

حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں تو بڑے درجات ہیں وان ابنک اصاب الفردوس الاعلی تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ کے اندر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۴)

خیبر کے موقع پر ایک صحابی ؓ کہتے ہیں کہ میرے ماموں ایک یہودی کا مقابلہ فرما رہے تھے۔ تلوار چھوٹی تھی جب پوزیشن لے کر یہودی کو ماری (تلوار سے جب حملہ کرتے ہیں تو ایک پاؤں آگے ہوتا ہے اور ایک پاؤں پیچھے۔) تو یہودی تو وار بچا گیا تلوار اپنے گھٹنے پر لگی گھٹنا کٹ گیا اور شہید ہو گئے۔

اب بعض لوگوں کی زبان سے نکلا کہ کتنی عجیب بات ہے اپنی تلوار سے مارے گئے مزہ تو تب تھا کہ کافر کی تلوار سے آدمی شہید ہوتا تو شہادت کا مقام ملتا۔

اس صحابی ؓ کو بڑا ناگوار گزرا کہ میرے ماموں کے بارے میں لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ کیا واقعی اس کے مقام میں کمی ہوئی ہے؟

اللہ کے نبی ﷺ کے پاس گئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماموں اس حالت میں شہید ہوئے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا عام شہدا سے اس کو دوگنا زیادہ ثواب ملے گا۔ ایک شہادت کا اجر ملے گا دوسرا

جو لوگوں نے ان کے اوپر باتیں بنائیں اس پر بھی اللہ پاک اس کو ایک شہید کا اجر عطا فرمائیں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد چھ جوان بیٹیاں اور قرض چھوڑ کر چلے گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد شہید ہو گئے ان کی کچھ حالت بیان کیجئے۔

فرمایا: تیرے والد کی حالت یہ ہے کہ اللہ نے آج تک کسی سے آمنے سامنے بات نہیں کی۔

وکلم اباک کفاحا لیکن تیرے والد سے آمنے سامنے بات کی اور تیرے والد سے پوچھا بتا کوئی تمنا ہے۔

تو تیرے والد نے کہا۔ یا اللہ! میری تمنا یہ ہے کہ مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے۔

تاکہ میں جا کے مسلمانوں کو بتاؤں کہ شہید کا کیا مقام ہے شہادت کتنی مزے دار موت ہے اس میں کتنی لذت ہے۔

اللہ نے فرمایا۔ کہ سبق منی انهم لایرجعون فیصلہ ہو چکا کہ دنیا میں واپس تو نہیں جاسکو گے اس کے علاوہ جو تمنا کرتے ہو کرو۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

شہادت کی لذت

شہادت کے وقت کسی مجاہد کو نہیں دیکھا کہ اس کے چہرے پر درد کے اثرات ہوں جو بھی شہید ہوا اس کا چہرہ مسکراتا ہوا دیکھا گیا۔

ایک مجاہد زخمی ہوا ساتھیوں نے اٹھا کر کہا کہ کوئی وصیت تو کرو۔

آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا: ''میری وصیت یہ ہے کہ لوگو جہاد مت چھوڑنا''

ایک عرب مجاہد جلال آباد میں شدید زخمی ہوگیا۔

تمام ساتھیوں کو پکارا کہ جلدی سے میرے قریب آجاؤ۔ سارے قریب آگئے۔

کہا میں دعا کروں گا تم آمین کہنا۔ اس نے دعا کرائی کہ یا اللہ ان سب کو بھی وہ موت نصیب فرما جو اس وقت مجھے دے رہا ہے۔

سب نے آمین کہا اور ادھر اس کی جان نکل گئی۔

معلوم نہیں کس لذت کو وہ پا رہا تھا اور اس کی تمنا تھی کہ یہ لذت میرے ان ساتھیوں کو بھی ملے۔

شہادت کی موت میں تو اتنی لذت ہے اتنی لذت ہے کہ جنت میں جا کر بھی شہید نہیں بھولے گا اور اللہ پاک سے یہی تمنا کرے گا یا اللہ مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تا کہ بار بار تیرے راستے میں شہید ہوسکوں۔

اور یہی تمنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ یا اللہ میری تمنا ہے کہ بار بار تیرے راستے میں شہید کیا جاؤں۔ بار بار زندہ کیا جاؤں۔ بار بار شہید کیا جاؤں۔

جہاد سے غفلت

باقی رہا جہاد کا مسئلہ

تو ایک تو جہاد کے **فضائل** ہیں ایک جہاد کی **فرضیت** ہے اور ایک ہے جہاد کی **ضرورت**، اس وقت ہمیں جو مسئلہ درپیش ہے جس کے لئے دنیا بھر میں جانا پڑتا ہے میدانوں کو چھوڑ کر۔

مسئلہ یہ نہیں کہ مسلمانوں کو جہاد کے فضائل معلوم نہیں بلکہ دکھ اور درد کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ جہاد کہتے کسے ہیں؟

وہ فریضہ جس کو قرآن مجید نے اتنی تفصیل سے بیان کیا کہ بعض مفسرین نے یہاں تک لکھا ہے کہ قرآن مجید کا موضوع ہی جہاد ہے۔

اور بعض مفسرین نے یہاں تک لکھا ہے کہ توحید کے بعد سب سے زیادہ اگر کسی مسئلے کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے تو وہ جہاد کا مسئلہ ہے۔

وہ مسئلہ جسے امت کے بچے بھی سمجھتے تھے اور اپنے پنجوں پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں بھی جہاد کے لئے لے چلیں۔

امت کے بچے کشتیاں کرتے تھے کہ ہمیں بھی لے جایئے۔ وہ مسئلہ آج امت کے نوجوانوں کو بھی معلوم نہیں۔

وہ مسئلہ جس کو امت کی عورتیں بھی سمجھتی تھیں۔

اور حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنہا شام کی فتح کے موقع پر ایک میدان میں تین بڑے کمانڈروں کو قتل کر دیتی ہیں آج وہ مسئلہ امت کے مردوں کو بھی معلوم نہیں۔

سمجھانا پڑتا ہے کہ جہاد کے کیا معنی ہیں؟ جہاد کا کیا مطلب ہے؟ قتال کسے کہتے ہیں؟

ہر آدمی اپنی دنیا میں مجاہد بنا ہوا ہے۔

جو دو لفظ تقریر کے بول لیتا ہے کہتا ہے میں بھی مجاہد ہوں۔

جو ٹیکسی چلاتا ہے وہ کہتا ہے یہ بھی جہاد ہے۔

جو بچے پالتا ہو کہتا ہے یہ بھی جہاد ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ پوری امت جہاد میں مصروف ہے پھر بھی امت پر ذلت اور پستی آرہی ہے۔

جہاد کے ساتھ تو عزت موعود ہے کہ جہاد ہو تو عزت ملتی ہے جہاد ہو تو درجات بلند ہوتے ہیں جہاد ہو تو امت کو خلافت ملتی ہے۔

لیکن آج ہر طرف مجاہد ہی مجاہد ہیں کوئی خود کو جہاد سے نیچے درجے پر رکھنے کو تیار نہیں۔

اپنے گھر کی مٹی کو بھی ہم میدان جہاد کی مٹی بنائے ہوئے ہیں۔

اپنے گھر بیٹھنے کو بھی ہم جہاد سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود امت ذلیل ہے۔

مظلوم مسلمانوں کی کھوپڑیاں اڑ رہی ہیں۔ امت کی عزتیں تباہ ہو رہی ہیں۔

قرآن مجید کو جلایا جا رہا ہے۔ استنجے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

مسجد اقصیٰ یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کون سا جہاد ہے۔

میرے بھائیو بزرگو دوستو!

اللہ پاک جس عبادت کا جو نام رکھ دیں وہ نام پھر اسی عبادت میں استعمال ہوتا ہے اچھی طرح سے ذہن نشین فرما لیجئے۔

جہاد کے مسئلے کو سمجھنا ایمان کو سمجھنا ہے اس لئے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جو جہاد کا انکار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

ادنیٰ سنت کا اگر کسی نے مذاق اڑایا تو اس کا ایمان سلامت نہیں رہتا۔

مسواک کیا ہے؟ اگر کسی نے حقارت سے کہا تو اس آدمی کا ایمان بھی خطرے میں ہے۔

جو فریضہ جہاد کے بارے میں کہے یہ جہاد کیا ہے؟ تو اس آدمی کا ایمان کہاں رہ جائے گا۔

حضرات علماء سے پوچھیں اتنا بڑا فریضہ ہے اتنی عظمت والا فریضہ ہے جس کے بارے میں قرآن نازل ہوتا ہے تو ہوتا چلا جاتا ہے۔

قرآن اور جہاد

اگر آپ قرآن مجید سے جہاد کے متعلق سوال کریں تو قرآن آپ کو جواب دے گا اور ایک ایک جزئی اور جہاد کی ایک ایک کلی کا آپ کو جواب ملے گا۔

آپ قرآن مجید سے پوچھیں کہ قرآن مجید ہمیں بتا کہ جہاد کا حکم کیا ہے؟

قرآن مجید جواب دے گا: کتب علیکم القتال تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔
(البقرہ آیت ۲۱۶)

قرآن مجید سے پوچھیں کہ جب ہم جہاد کریں گے تو اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام ہوگا؟

قرآن جواب دے گا: ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں صفیں بنا بنا کر لڑتے ہیں۔ (الصف آیت ۴)

اے قرآن مجید ہمیں بتا ہمیں کب تک لڑنا پڑے گا؟

قرآن کہتا ہے: وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ جب تک دنیا میں فتنہ وفساد ہے۔ کفر کی طاقت ہے تمہیں اس وقت تک لڑنا پڑے گا۔ (الانفال آیت ۳۹)

ہمارے اس لڑنے کا فائدہ کیا ہوگا؟

قرآن مجید کہتا ہے:

چھ فائدے اس میں تمہیں حاصل ہوں گے۔

پہلا فائدہ!

قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم کل تک جو کام اللہ پاک جبرائیل علیہ السلام سے لیا کرتا تھا آج وہ تم سے لینا چاہتا ہے۔

کل جو دین کا انکار کرتا تھا اللہ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے عذاب لاتے تھے اب جو دین کا انکار کرے گا اللہ تمہارے ہاتھوں ان پر عذاب لائیں گے۔

دوسرا فائدہ!

ویخزھم اللہ کافروں کو ذلیل کر دے گا نہ تو ان کی کوئی شکل اپنائے گا نہ ان کی تہذیب اپنائے گا اور وہ ذلت سے رہیں گے۔

تیسرا فائدہ!

وینصرکم علیھم اللہ تمہیں غالب کر دے گا۔ تمہاری نصرت ہوگی۔ ہواؤں سے فرشتوں سے ہر چیز سے تمہاری نصرت کرے گا۔

چوتھا فائدہ!

ویشف صدور قوم مومنین تمہارے دلوں کو ٹھنڈک ملے گی۔

آج جو مسلمان رو رہے ہیں کہ بوسنیا میں ماؤں' بہنوں کی عزتیں لٹ گئیں۔ مسجد اقصیٰ چھن گئی۔ جب جہاد ہوگا ان کے دلوں کو ٹھنڈک ملے گی۔

پانچواں فائدہ!

ویذھب غیظ قلوبھم تمہارے دلوں کا غصہ کافروں پر نکل جائے گا اور تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ گے۔

چھٹا فائدہ!

ویتوب اللہ علی من یشاء اللہ تم لوگوں کی مغفرت کر دے گا۔

اے قرآن تو ہمیں بتا اس جہاد میں نکلنے کے بعد ہمارا درجہ دوسرے لوگوں پر کیا ہوگا؟

قرآن کہتا ہے: فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیما . (النساء: ٩٥) تمہیں بیٹھنے والوں پر فضیلت دیدی جائے گی۔

قرآن تو ہمیں یہ بتا کہ ہماری اس افضلیت کی دلیل کیا ہوگی؟

قرآن کہتا ہے: والعادیات ضبحا ٥ فالموریات قدحا ٥ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تمہارے گھوڑوں کی قسمیں کھا رہا ہے۔

قرآن تو ہمیں بتا کہ ہم جب کافروں سے لڑنے کے لئے جائیں تو سب سے پہلا وار کس پر کریں؟

فرمایا: فقاتلوا اولیاء الشیطن (سورۃ النساء: ٧٦)..... فقاتلوا ائمۃ الکفر (سورہ توبہ: ١٢) شیطان کے ایجنٹوں سے لڑو اور کافروں کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کرو۔

اے قرآن تو ہمیں بتا ہم میدان میں جا کر کس طرح سے لڑیں؟

قرآن کہتا ہے اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا اس طرح لڑو کہ ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹ جاؤ۔

اے قرآن تو ہمیں بتا کہ ہم کیسے ڈٹ جائیں؟ سامنے سے گولیاں چلیں گی۔ اوپر سے بمباری ہوگی۔ نیچے سے بارودی سرنگیں پھٹیں گی۔

قرآن کہتا ہے: واذکروا اللہ "ایسے موقعے پر اللہ کو بلا لینا۔ اللہ اوپر سے طیاروں کو بھی روکے گا۔ بمباری کو بھی روکے گا۔ بارودی سرنگوں سے بھی بچا لے گا۔

اے قرآن تو ہمیں بتا کہ اگر میدان جہاد میں ہم مارے گئے تو کیا ہم مر جائیں گے' لوگ ہمیں مردہ کہیں گے؟

قرآن کہتا ہے میں لوگوں کی زبانوں پر پابندی لگا دیتا ہوں ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات لوگو میرے راستے میں شہید ہونے والوں کو مردہ مت کہنا۔

اے قرآن لوگ مردہ کہیں گے نہیں' مردہ گمان تو کریں گے؟

قرآن کہتا ہے دماغوں پر بھی سنسر لگا دیتا ہوں: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ میرے راستے میں شہید ہونے والوں کو مردہ گمان بھی مت کرنا۔

قرآن سے پوچھیں کہ ہم جب جہاد کریں گے اور مر جائیں گے تو ہمارے اعمال بند ہو جائیں گے؟

فرمایا کس نے کہا بند ہو جائیں گے: والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالھم جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جائیں ان کے اعمال بند نہیں ہوتے۔

اے قرآن ہم جہاد نہ کریں تو جہاد بند ہو جائے گا؟

فرمایا نہیں: الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما

تم نے جہاد نہ کیا تو جہاد بند نہیں ہوگا تمہیں عذاب ملے گا۔

ویستبدل قوما غیرکم اللہ ایک دوسری قوم کو لے آئیں گے وہ جہاد کرے

گی۔

اس دوسری قوم کی صفت کیا ہوگی؟

اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين ایمان والوں کے لئے نرم ہوں گے اور کافروں کے لئے سخت ہوں گے۔

اے قرآن تو ہمیں بتا کیا انبیا بھی جہاد کرتے تھے؟

قرآن کہتا ہے: وقتل داود جالوت ۔داود (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کیا۔

قرآن تو بتا جہاد کرنا کن لوگوں کا کام ہے کیا اللہ کے اولیاء پر بھی جہاد فرض ہے، کیا وہ بھی جہاد کرتے ہیں؟

قرآن کہتا ہے: وکاین من نبی قاتل معه ربیون کثیر انبیا کے ساتھ مل کر کتنے بڑے بڑے اولیا نے جہاد کیا اور کافروں کے سامنے نہیں جھکے متواتر جہاد کرتے رہے۔

قرآن تیری ہر بات سچی۔لیکن جہاد کرنے کو ہم جاتے ہیں ابا جان نہیں جانے دیتے۔امی روکتی ہے۔ بیوی پاؤں کی زنجیر بن جاتی ہے۔دوکان وتجارت اور مکان کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے۔اس لئے ہم جہاد میں نہیں جاسکتے؟

قرآن کہتا ہے:

قل ان کان آباؤکم ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارے ماں باپ وابناؤکم تمہارے بچے۔

وازواجکم تمہاری بیویاں۔

وعشیرتکم تمہارا خاندان۔

واموال اقترفتموها وہ مال جو تم نے جمع کر رکھا ہے۔

ومساکن ترضونها اور وہ مکانات جن میں تمہارا دل اٹکا ہوا ہے۔

احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور

جہاد سے زیادہ قیمتی ہیں، زیادہ محبوب بن چکے ہیں،

فتربصوا تو اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔

حتی یاتی الله بامره یہاں تک کہ اللہ تم پر اپنا عذاب لے آئے۔

اس طرح سے اگر قرآن مجید سے پوچھتے چلے جاؤ قرآن مجید جواب دیتا چلا جائے گا۔

میں تو صرف ایک لائن دے رہا ہوں آپ نے خود اس لائن پر سوچنا ہے۔

قرآن مجید کی پوری سورہ انفال جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔(پ:۹)

سورہ توبہ جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ (پ:۱۰)

سورہ محمد قتال و جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ (پ:۲۶)

سورہ الفتح جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔

سورہ النصر جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ (پ:۳۰)

سورہ حج میں جہاد کے احکام نازل ہوئے۔ (پ:۱۷)

سورہ ممتحنہ میں جہاد کے احکام نازل کئے گئے۔ (پ: ۲۸)

سورہ حدید میں لوہے کی فضیلت بیان کی گئی کہ یہ لوہا کیوں اتارا گیا۔ (پ:۲۷)

اور وہ تمام سورتیں جو مدنی ہیں ان میں جہاد کے بارے میں حکم ضرور ملے گا۔

قرآن مجید کا جو پارہ اٹھاؤ گے جہاد کے متعلق حکم ضرور ملے گا۔قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ جہاد کتنا اہم فریضہ ہے۔

جس نے بھی قرآن کو سینے سے لگایا وہ پھر کبھی جہاد کو نہیں چھوڑ سکا۔

لیکن جس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا۔جس نے قرآن سے منہ موڑ لیا اسے کیا پتہ کہ جہاد کس کو کہتے ہیں؟

جہاد کی حقیقت

پہلی بات جو جہاد سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس عبادت کا اللہ پاک جو نام رکھ دیں وہ نام اسی عبادت کے لئے استعمال ہوگا۔

نماز کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ جس عبادت کے لئے اللہ پاک نے یہ نام رکھ دیا اسی کو نماز کہیں گے۔ یا کسی اور کو بھی نماز کہہ سکتے ہیں؟

اگر کوئی محقق کھڑا ہو جائے کہے میں نے عربی میں دیکھا ہے کہ ''صلوٰۃ'' کے معنی تو اپنے جسم کے پچھلے حصے کو ہلانے کے آتے ہیں تو میں صبح صبح اٹھ کر دو تین مرتبہ چھلانگیں لگا لیتا ہوں مجھے نمازی کہو۔

کوئی کہے کہ ''صلوٰۃ'' کے معنی تو رحمت بھیجنے کے آتے ہیں تو میں صبح صبح رحمت کی دعا کر لیتا ہوں۔ مجھے نمازی کہو۔ ہم اس کو ہرگز نمازی نہیں کہیں گے۔

ہم مانتے ہیں صلوٰۃ کا معنی جسم ہلانے کا بھی ہوگا۔

صلوٰۃ کا معنی کوئی اور بھی ہوگا' لیکن جب میرے اللہ نے کہہ دیا کہ ''صلوٰۃ'' اس عبادت کو کہتے ہیں کہ جس میں وضو کیا جاتا ہے۔ جس میں قبلہ کی طرف منہ ہوتا ہے۔ جس میں امام کی اقتدا ہوتی ہے۔ جس میں قیام' رکوع و سجود ہوتے ہیں۔

تو اب اس کے علاوہ کسی نے نماز کا کوئی اور مفہوم بیان کیا تو وہ جھوٹا ہوگا۔

ہمارے پاکستان میں ایک فرقہ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ قرآن میں اللہ کہتا ہے کہ نماز اس لئے پڑھو کہ اقم الصلوۃ لذکری تاکہ مجھے یاد کر سکو،

پھر نماز کی کیا ضرورت؟ مولوی صاحب کی کیا ضرورت؟ مسجد کی کیا ضرورت؟ ہم ویسے ہی ذکر کر لیا کریں گے۔

تو علماء کرام نے کہا کہ یہ کافر ہیں کیونکہ نماز کا جو معنی اللہ نے بیان کیا اس سے ہٹ کر انہوں نے معنی بنا لیا ہے۔

اسی طرح اللہ پاک نے روزہ جس عبادت کا نام رکھا ہے اسی کو روزہ کہا جائے گا۔

کوئی محقق آ جائے کہ میں نے عربی کتاب میں دیکھا کہ ''صوم'' کے معنی تو رکنے کے آتے ہیں تو میں ایک گھنٹے کے لئے کھانے پینے سے رک جاتا ہوں میرا روزہ ہو جائے گا؟

شریعت نے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور بیوی کے قریب جانے سے رکنے کو روزہ کہا ہے اور قرآن و سنت میں جو روزے کے فضائل آئے ہیں وہ اسی عبادت یعنی روزے پر ملیں گے۔

اسی طرح میرے دوستو بزرگو! جہاد فی سبیل اللہ نے ایک عبادت کا نام رکھا ہے جس عبادت میں تلوار ہے۔ جس عبادت میں گھوڑا ہے۔ جس عبادت میں مسلمان کافروں پر حملہ کرتے ہیں۔

زندہ رہتے ہیں تو غازی کہلاتے ہیں' قتل ہوتے ہیں تو شہید کہلاتے ہیں۔

اسی کو جہاد کہا جائے گا سارے فضائل اسی کے لئے ہیں۔

کوئی آدمی کہے کہ میں نے عربی لغت میں پڑھا ہے جہاد تو کہتے ہیں محنت کرنے کو۔ جو بھی محنت کروں گا جہاد کہلائے گا۔ بچے پالوں گا یہ بھی جہاد ہے۔ بیوی کو کھانا کھلاؤں گا۔ یہ بھی جہاد ہے۔

یہ آدمی جھوٹا ہوگا سچا نہیں۔ کیونکہ جب مدینہ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا جاتا تھا کہ آؤ جہاد کی طرف تو تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تلواریں لئے' گھوڑے لئے اللہ کے راستے میں شہید ہونے کے لئے کافروں کا مقابلہ کرنے کے لئے آتے تھے۔

پورے دور نبوت میں کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے علاوہ جہاد کا کوئی دوسرا معنی نہیں لیا۔

فقہاء کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ جہاد کسے کہتے ہیں: بذل الجهد فی قتال الكفار اپنی پوری طاقت کافروں سے لڑنے میں خرچ کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۲)

فقہ حنبلی' شافعی اور فقہ حنفی اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ سب کا حاصل معنی یہ نکلے گا کہ: بذل

کہ قتال کے اندر اپنی اعلیٰ درجے کی کوشش کو خرچ کرنا۔ مجاہدین کی معاونت کرنا۔

اسی کو جہاد کہتے ہیں اسی کو قتال کہتے ہیں۔

لفظ جہاد

قرآن وحدیث میں جہاں بھی جہاد فی سبیل اللہ کا لفظ آیا وہ اسی معنی میں مستعمل ہے۔

آپ حیران ہوں گے کہ ہم تو سنتے تھے کہ روزی کمانا بھی جہاد ہے اور سچی بات کہنا بھی جہاد ہے۔

یہ ٹھیک ہے ان چیزوں کو بھی جہاد کہا گیا اس لئے کہ جس چیز سے مسلمانوں کی رغبت اور محبت بہت زیادہ ہوتی ہے تو اس محبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری چیزوں پر بھی وہ لفظ بولا جاتا ہے۔

جیسے ہمارے معاشرے میں باپ کی بڑی عزت ہے۔

مجھے معلوم نہیں یہاں برطانیہ میں بھی باقی رہی یا نہیں رہی بہرحال اسلام میں بہت عزت ہے۔ باپ راضی تو اللہ راضی ۔ باپ ناراض تو اللہ ناراض۔

ایک آدمی اپنے باپ سے بڑی محبت کرتا ہے اس کے پاؤں دباتا ہے اس کے سامنے اف تک نہیں کہتا اس کی ایک ایک بات کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

تو سب نے دیکھا کہ اس آدمی کی کمزوری اس کا باپ ہے۔

اب آپ کے پاس ایک مسافر آیا بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ سردی کی وجہ سے وہ ٹھٹھر رہا تھا اور اس کو کوئی پناہ دینے والا بھی نہیں اور آپ کے پاس بھی جگہ نہیں۔

آپ اس بوڑھے کو اس آدمی کے پاس لے گئے جو اپنے باپ سے بڑی محبت کرتا ہے۔ آپ نے کہا یہ بوڑھا ہے مسکین ہے بیچارہ مسافر ہے اس کو اپنا باپ سمجھ کر اس کی خدمت کرو۔

تو یہ باپ کا لفظ کیوں کہتا ہے؟ صرف اس وجہ سے کہ اس کی اپنے باپ کے ساتھ جو محبت ہے اس میں سے تھوڑی سی چوری کر کے اس بوڑھے کو دینے کے لئے۔

جہاد اور مراتب رجال

اسی طرح ہمارے اسلامی معاشرے میں جہاد اتنا مرغوب تھا اتنا محبوب تھا کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کئی بڑے درجات جہاد کی وجہ سے ملے۔

یہ بدر والے' یہ احد والے' یہ حنین والے۔ یہ سلمہ بن اکوع ؓ ہیں جو حضور ﷺ کے صحابہ میں پیدل چلنے والوں میں سب سے تیز ہیں۔

حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے کسی سے یہ نہیں فرمایا کہ ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں'' سوائے سعد ابن ابی وقاص ؓ کے۔

ارم یا سعد اے سعد کافروں کو تیر مارو میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

یہی جہاد تھا جس نے حضرت حنظلہ ؓ کو **غسیل الملائکہ** بنا دیا۔

یہی جہاد تھا جس نے حضرت حمزہ ؓ کو سید الشہداء بنا دیا۔

یہی جہاد تھا جس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیر خدا بنا دیا۔

اسی جہاد سے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ مقام ملے جن کا ہم تصور نہیں کر سکتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جہاد اتنا مرغوب تھا کہ گھروں میں عورتیں اپنے خاوندوں کو کہتی تھیں کہ ''جہاد میں جاؤ بستر پر نہیں مرنا۔''

مدینہ منورہ میں جہاد کی آواز لگی ایک طرف سے رونے کی آواز آئی ، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پہنچے، ایک بڑھیا رو رہی ہے کہ میرا کوئی جوان بیٹا نہیں جسے جہاد میں بھیجوں۔

خاوند نہیں جو جہاد میں جا سکے، ہر گھر سے مجاہد نکل رہے ہیں میں اکیلی بیٹھی ہوں میرے پاس کوئی نہیں، میں اس سعادت سے محروم ہو رہی ہوں اپنی محرومی پر روتی ہوں۔

اپنے سر کے کچھ بال کاٹ کر دیتی ہے کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ کو دیدینا کسی گھوڑے کی لگام میں استعمال کر لیں تا کہ بڑھیا کا بھی جہاد میں حصہ ہو جائے۔

مدینہ منورہ میں جہاد کی آواز لگتی ہے۔

ایک بچہ آ گیا، اللہ کے نبی ﷺ مجھے بھی جہاد میں لے جائیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے دیکھا صحت مند بچہ ہے۔ فرمایا ''چلو تم جا سکتے ہو۔''

دوسرا بچہ رو پڑا۔ ''اللہ کے نبی ﷺ مجھے کیوں نہیں لے جاتے اس کو لے جا رہے ہیں۔''

''بتایا گیا وہ تجھ سے بڑا ہے۔ طاقت ور ہے۔''

''یا رسول اللہ ﷺ ہماری کشتی کروا دیجئے۔''

شہادت کے لئے کشتی کر رہا ہے۔ کشتی کے لئے یہ دونوں آمنے سامنے آئے۔

چھوٹے نے بڑے کے کان میں کہہ دیا:

''بھیا تجھے تو اجازت مل چکی خدا کے لئے رحم کرو اور گر جاؤ تاکہ میں غالب آ جاؤں مجھے بھی جہاد میں جانے کی اجازت مل جائے۔''

بڑا گر پڑا چھوٹا اوپر بیٹھ گیا دونوں کو جانے کی اجازت مل گئی۔ میدان جہاد میں لڑتے لڑتے اس بچے کا بازو کٹ گیا۔

آج کے ہمارے بچے جنہیں کانٹا چبھے تو پورے محلے کو سر پر اٹھا لیں گے۔

آج کے ہمارے بچے جن کی پرورش خرگوشوں کی طرح کی جاتی ہے اس بچے کو دیکھو اس کا بازو کٹ گیا ایک رگ اٹکی ہوئی تھی اپنے پاؤں کے نیچے دبا کے بازو کھینچ کر الگ کر دیا۔ کیونکہ یہ جہاد کے راستے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔

غزوۂ تبوک میں جانے کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے جب اموال جمع کرنے کا اعلان کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نمبر لے جاؤں گا کیونکہ میرے پاس کافی مال گھر میں جمع ہے۔

گھر کا آدھا مال اٹھا کر لے آئے۔ مگر حضرت صدیق اکبر گھر کا پورا سامان اٹھا کر لے آئے ہیں۔

تھوڑے سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے روم و فارس کو شکست دے رہے ہیں۔

تھوڑے سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں بڑے بڑے قلعے فتح کر رہے ہیں۔

ایک معرکے میں دس ہزار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہو گئے۔

ثمرقند میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پہنچے تھے۔

میں نے خود ان کی قبریں وہاں دیکھیں، اللہ پاک نے زیارت کا شرف نصیب فرمایا۔

کابل میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پہنچے، جہاد تو اتنا مرغوب تھا اتنا محبوب تھا کہ جو اپنے گناہوں کا کفارہ چاہتا تھا وہ جہاد میں جاتا تھا۔ اس لئے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عشق تھا جہاد سے۔

یہودیوں نے کہا ہم خدا کے بیٹے ہیں خدا کے محبوب ہیں۔

کہا آؤ امتحان دو، فتمنوا الموت ان کنتم صادقین سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیوں کہ ہر عاشق معشوق سے ملنا چاہتا ہے۔ ہر محب محبوب کی زیارت چاہتا ہے تو مر کے اللہ ہی کے پاس تو جاؤ گے۔

فلن یتمنوہ ابدا جب موت کا وقت آیا بھاگ گئے۔ کہا نہیں موت نہیں چاہئے۔

مسلمانو! تم بھی خدا سے محبت کا دعویٰ کرو پھر موت سے بھاگو پھر شہادت سے بھاگو فرق کیا رہ جاتا ہے۔

جہاد کا مفہوم

اس لئے جہاد کا کل جو مفہوم تھا آج بھی وہی مفہوم ہے۔ اس مفہوم کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

میں مانتا ہوں کہ جہاد کا لفظ قرآن و حدیث میں قتال کے علاوہ بھی استعمال ہوا ہے جیسے کہ صلوٰۃ کا لفظ نماز کے علاوہ بھی استعمال ہوا ہے۔

ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی اللہ اور اس کے فرشتے نبی کے لئے دعائیں کرتے ہیں اللہ رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔

یہاں بھی تو ''صلوٰۃ'' کا لفظ استعمال ہوا غیر نماز میں لیکن مطلق اور عام طور پر جب بھی نماز کہا جائے گا ''صلوٰۃ'' کہا جائے گا یہ خاص عبادت مراد ہوگی۔

اسی طرح جب ''جہاد'' کہا جائے گا اس سے بھی خاص عبادت مراد ہوگی۔

جس میں تلواریں چلتی ہیں۔ جس میں تیر چلتے ہیں۔ جس میں گولیاں چلتی ہیں۔ جس میں شہادت ملتی ہے۔ جس میں عزت ملتی ہے۔ جس میں غلبہ ملتا ہے۔

کل بھی یہ معنی تھا' آج بھی یہ معنی ہے۔ ایک ہزار قادیانی پیدا ہو جائیں اس معنی کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

ایک زمانہ تھا جب ایک مسلمان بھی اعلان کرتا تھا **حی علی الجہاد** کھڑے ہو جاؤ جہاد کے لئے تو سب مسلمان نکل جاتے تھے اور کفر کا ستیاناس ہو جاتا تھا۔

مگر جب کفر میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکا تو انہوں نے کہا کہ اب جہاد کا معنی ہی بدلو۔ اب جہاد کا مفہوم ہی تبدیل کر دو۔

ایسی ایسی کوششیں ہوئی ہیں جن کے دستاویزی ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں آپ حضرات سنیں تو آپ کا دل پھٹ جائے گا غم کی وجہ سے۔

جہاد دین کا قلعہ

یہ جہاد ہمارا قلعہ تھا، یہ جہاد ہمارا دفاع تھا۔ ہمارا تحفظ تھا۔

جہاد کی قوت کی وجہ سے ہم نمازیں پڑھتے تھے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔

ہم اذانیں دیتے تھے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔

ہم دین کی دعوت کو پوری دنیا میں لے کر جاتے تھے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ اور کوئی روک کر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

کوئی اپنی تہذیب کو ہماری تہذیب میں خلط نہیں کر سکتا تھا۔

کافروں نے جہاد کی دیوار کو توڑا ہماری تہذیب پر ڈاکہ ڈالا آج اسلامی تہذیب فنا ہوگئی۔

ہماری معیشت پر ڈاکہ ڈالا ہمیں اپنا غلام بنا کر رکھ دیا۔

ہماری عبادت پر ڈاکہ ڈالا ہماری عبادت کو مجبوری کا نام بنا دیا۔

ہماری علمی اساس پر ڈاکہ ڈالا علماء کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا۔

جب محافظ نہیں رہے گا جب چوکیدار نہیں رہے گا تو جو جو چاہے کرتا رہے کوئی روکنے والا نہیں۔

مگر جب دفاع موجود تھا تو کس کی ہمت ہوتی تھی کہ کسی ایک بچی کے سر سے دوپٹہ بھی اتارے۔

مسلمان جانیں دے دیتے تھے، مسلمان جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

پھر جب انگریز برصغیر میں آیا اور ہر طرف سے دیکھا کہ علماء جہاد کے لئے کھڑے ہو گئے شاملی کا معرکہ گرم ہو گیا۔

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے پیر طریقت لوگوں سے جہاد پر بیعت لینے لگے۔

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ انگریز بدبخت کے سامنے تھی۔

مسلمانوں کا بچہ بچہ جہاد کو سمجھتا تھا جہاد کو جانتا تھا تو انگریز نے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ''میں نے برٹش حکومت کی تائید کے لئے اور ان کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے خلاف اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔''

اس بدبخت نے جہاد کے متعلق شبہات کو مسلمانوں میں عام کیا۔

جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو جہاد کی دعوت دے رہے تھے تو انگریز قادیانیوں کے ذریعے پمفلٹ شائع کر رہا تھا کہ ''مسلمانو! جہاد تم پر فرض نہیں کیونکہ تمہاری قوت کم ہے بغیر قوت کے جہاد نہیں ہوتا اور تمہارا ایک امیر بھی نہیں ہے بغیر ایک امیر کے جہاد

نہیں ہوتا۔''

اس قسم کی غلط باتوں کو مسلمانوں میں ایسا عام کیا کہ آج ہر کوئی بغیر دیکھے فتوے لگا دیتا ہے کہ جہاں مسلمانوں کے دو یا تین گروپ ہو جائیں وہاں جہاد ہوتا ہی نہیں۔

ایسے ایسے شبہات قادیانی نے لوگوں کے قلوب میں ڈالے کہ آج مسلمانوں کا ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ جہاد تو فرشتوں کا کام ہے جب تک ہم فرشتوں کے مقام تک نہیں پہنچتے ہم جہاد نہیں کر سکتے۔

چنانچہ فرشتہ بنتے بنتے مر جاتے ہیں اور جہاد کرنے کا دن نہیں آتا۔

نہ معلوم کس دن یہ لوگ ایمان کے اس درجے پر پہنچیں گے جب جہاد کے اہل ہوں گے حالانکہ جہاد کے ذریعے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔

دوستو! تیراکی سیکھنے کے لئے تالاب میں جانا پڑتا ہے باہر رہ کر دس سال تک ہاتھ پاؤں مارتے رہو کبھی تیراکی نہیں آسکتی۔

دس سال میں تم کسی کو ایمان کے اس درجے تک پہنچاؤ جو تمہارے ہاں ایمان کا معیار ہے مگر ایک گولی کی آواز سن کر بے ہوش ہو جائے گا۔

ایک دھماکہ اس سے برداشت نہیں ہوگا مگر میدان جہاد میں دس دن کے اندر یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

مجاہد ساتھیوں کے جسم کے ٹکڑے درختوں پر لٹکے ہوئے ہوتے تھے۔ جب بم پھٹتا تھا جسم بکھر جاتے تھے۔ ٹانگ الگ پڑی ہے۔ سر الگ پڑا ہے۔ بھیجا نکل کے باہر پڑا ہوا ہے۔

مجاہدین ان محبوبوں کے جسم کے ٹکڑے جمع کرتے تھے۔ انہیں نہ خوف آتا تھا نہ دل کے اندر کچھ بزدلی محسوس ہوتی تھی۔

جہاد دلوں کو پختہ کر دیتا ہے۔

جہاد میں ایمان پکا ہو جاتا ہے۔

جہاد میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اپنا جسم سالم ہے یا نہیں۔

جہاد تو یہ سکھاتا ہے کہ دین سالم ہے یا نہیں۔

مجاہد تو اپنے جسم کا شیرازہ بکھیر کر امت کا شیرازہ جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی تو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ ان کے بھی تو ناک، کان کاٹے گئے تھے اگر ہمارے ناک کان دین کے لئے کٹ جائیں تو کیا قیامت آ جائے گی؟

نمازِ عشق

لوگ سوال کرتے ہیں کہ مجاہدین ڈاڑھیاں رکھتے ہیں کہ نہیں؟ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟

کسی نے کہا جہاد کے لئے نماز اور ڈاڑھی شرط ہے۔

نماز مستقل فریضہ ہے جہاد مستقل فریضہ۔ ڈاڑھی مستقل واجب ہے۔

ڈاڑھی بھی ضروری، نماز بھی ضروری، جہاد بھی ضروری ہے۔

آ کر دیکھو تو سہی خدا کی قسم جو نمازیں مجاہد پڑھتے ہیں شاید کسی کو نصیب ہوئی ہوں

؎ نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

گولیوں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے اور مجاہد کہتا ہے: الحمد للہ رب العالمین۔

اس وقت اللہ کی حمد بیان کرنے میں جو لطف محسوس ہوتا ہے جہاد سے باہر رہ کر کہیں محسوس نہیں ہو سکتا۔

اھدنا الصراط المستقیم یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر چلا اس راستے پر جس پر انبیاء چلے، صدیقین چلے، شہداء چلے...... اور موت سامنے کھڑی ہوتی ہے۔

اسی نماز میں مزہ آتا ہے، جس میں یقین ہوتا ہے کہ کسی بھی وقت گولی لگے گی اور نماز پڑھتے پڑھتے مولائے کریم کے پاس جا پہنچیں گے۔

اگر مجاہدین بے نمازی ہوتے تو آسمان سے فرشتے ان کی مدد کے لئے نہ آتے۔

روسی جرنیلوں نے کہا کہ ''فرشتے اترتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔''

فرانس کا ایک صحافی افغانستان کے جہاد کی رپورٹنگ کرنے گیا چند دن جنگوں کے اندر رہا واپس آکر مسلمان ہوگیا۔

کہنے لگا: ''میں نے ان کے خدا کو میدانوں میں لڑتے دیکھا ہے۔''

اگر یہ فاسق فاجر ہوتے تو کس طرح سے یہ اتنی بڑی کامیابی حاصل کرتے۔

جہاد تو قلوب کی اصلاح کر دیتا ہے اس لئے کہ میدان جہاد میں شیطان نہیں آسکتا کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھ کر وہاں نہیں رک سکتا۔

حدیث میں آتا ہے کہ مجاہد جو بھی دعا کرے گا انبیاء کی طرح قبول ہوگی۔ کیونکہ مجاہد کے کسی عمل میں بھی نفس پرستی نہیں ہوتی۔

جہاد کی بنیاد

شہداء کے خون سے خوشبو آتی ہے میں نے خود سونگھی ہے الحمدللہ۔

جہاد میں جانے کی بجائے لوگ ہمیں ترغیبیں دے دے کر جہاد سے روکتے ہیں کہ تم اگر شہید ہوگئے تو دین کا فلاں کام بند ہو جائے گا۔

لیکن میں نے جب سے شہداء کے معطر خون کی خوشبو سونگھی ہے مجھ پر کسی شخص کی غلط ترغیب کا اثر نہیں ہوا بلکہ الحمدللہ دو چیزوں کی وجہ سے مزید جہاد میں شرح صدر ہوگیا۔

ایک جب یہ پڑھا کہ احد کے میدان میں میرے نبی ﷺ کا خون گرا

اور دوسرا اپنے شہداء کے خون کی خوشبو۔

اب کوئی جہاد کے خلاف کتنے ہی دلائل لائے میں نہیں مانتا کیونکہ جس مسئلے پر میرے نبی ﷺ کا خون گرا وہ مسئلہ قیامت تک کے لئے پکا ہوگیا یہ کوئی افسانہ نہیں ہے۔

کسی خواب پر ہماری تحریک کی بنیاد نہیں۔

ہماری اس تحریک کی اہمیت تو اس سرخی سے معلوم ہوتی ہے جس سے اس کا دیباچہ لکھا

گیا ابتدا لکھی گئی منشور لکھا گیا۔

وہ میرے نبی ﷺ کا سرخ لہو تھا۔

اگر جہاد کے بغیر دین کی عظمت کا کوئی راستہ ہوتا تو کیا اللہ اپنے نبی ﷺ کا خون بہنے دیتے؟

نبی کوئی آسان راستہ اختیار کر لیتے جیسے ہم نے اختیار کیا ہوا ہے۔

نبی ﷺ کا خون بہہ جائے۔ نبی ﷺ جہاد میں زخمی ہو جائیں اور امتی یہ سمجھیں کہ ہمارے مسائل جہاد کے بغیر حل ہو جائیں گے۔ کسی کی شہادت سے کام بند نہیں ہوتا کام بڑھتا ہے۔

ہم افغانستان کے جہاد میں گئے ہمارے کمانڈر عبدالرشیدؒ تھے۔ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین۔)

جب وہ شہید ہوئے تو ایسا دردناک منظر تھا کہ مجاہدین میں غم کی لہر دوڑ گئی مگر وہ مسکراتے ہوئے شہید ہوگئے۔

ساتھیوں نے میری تشکیل کی کہ میں اگلے مورچوں پر جا کر مجاہدین کو یہ دردناک خبر سناؤں کہ ان کا محبوب کمانڈر شہید ہوگیا ہے۔

اتنا بڑا کمانڈر تھا کہ میدان جہاد میں دشمن کی سخت گولیوں کی بوچھاڑ میں یوں نکل جاتا جس طرح کسی باغیچے میں جا رہا ہے اور دشمن کے مضبوط ترین مورچوں پر تھوڑی ہی دیر میں قبضہ کر لیتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک خالی کلاشنکوف سے اس نے کمیونسٹوں کے کئی فوجیوں کو گرفتار کیا۔

صرف تکبیر کا نعرہ بلند کیا تو ان کے ہاتھوں میں لرزہ طاری ہوگیا کلاشنکوفیں گر گئیں۔

اتنا بڑا کمانڈر خود مجاہدین کیلئے تندور پر روٹیاں پکاتا تھا ان کیلئے کھانا پکاتا تھا۔

میں اگلے مورچوں پر گولیوں سے بچتا ہوا گیا ساتھیوں کو جمع کر کے قرآن مجید کی

آیتیں پڑھیں کہ اللہ کے نبی ﷺ بھی دنیا سے رخصت ہوئے تھے، صحابہؓ نے اس غم کو برداشت کیا تھا، تمہارا محبوب کمانڈر عبدالرشید بھی دنیا سے رخصت ہو چکا۔ مجاہدین پر عجیب حالت طاری ہوگئی۔

کمانڈر عبدالرشید کی شہادت کے بعد ہم سمجھتے تھے ہمارا کام بند ہو جائے گا لیکن اللہ کا فیصلہ کہ ”شہید مرتا نہیں۔“

عبدالرشید شہید ہوا اللہ پاک نے ایک نہیں کئی عبدالرشید جیسے ساتھی دیدیئے۔ جب وہ میدان میں دوڑتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے عبدالرشید ان کے ساتھ موجود ہے۔

کمانڈر مولوی شبیر کو کئی مرتبہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔

وہ شہید ہوا ہم نے کہا اب تو ہمارا کام بند ہو گیا اللہ پاک نے اس سے زیادہ صلاحیتوں والے ساتھی دیدیئے۔

شہادت سے دین بڑھتا ہے۔ شہیدوں کا لہو تو اسلام کے درخت کو اونچا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

اسلام کے چراغ کے لئے جو تیل استعمال ہوتا ہے وہ شہیدوں کا خون ہے۔ اس سے چراغ روشن ہوتا ہے کبھی بجھتا نہیں۔

اسلامی نظام کے لئے قربانیاں

کمیونزم کے خاتمے اور اسلامی نظام کی بقا اور تحفظ کے لئے مکہ سے شیخ اسامہ بن لادن افغانستان کے کوہساروں میں پہنچ گئے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے کمانڈر عبدالرشید جیسے مجاہد اٹھے......

ہندوستان سے بابر چل پڑا۔

بنگلہ دیش سے مفتی ابوعبیدہ آئے۔

الجزائر کے نوجوان چل پڑے۔

مصر سے نوجوان چل پڑے۔

روس اور امریکہ حیران ہیں کہ یہ ایمان والوں کے لشکر کہاں سے آتے ہیں۔

زمین سے مسلمان اوپر سے فرشتے۔

تیرہ سال کی جنگ کے بعد دنیا سے سوویت یونین کا نام بھی ختم ہوگیا اور نظام بھی ختم ہوگیا۔ اسلام باقی ہے۔

لینن کا نظام مٹ گیا مگر اسلام کا ایک مستحب بھی ختم نہیں ہوا۔

کمیونزم کو دھکے دے کر نکالا گیا جبکہ اسلام کا ایک مستحب بھی نہیں گیا۔

ہم نظریے کی جنگ لڑتے ہیں، ہم نہیں روئیں گے کہ سولہ لاکھ شہید ہوگئے۔

ہمارا نظریہ باقی ہے۔ تم روؤ، مرو۔ اس لئے کہ تمہارا نظریہ اپنی موت آپ مرا۔

تم خدا کا جنازہ نکالنے آئے تھے تمہارا اپنا جنازہ نکل گیا۔

تم نے اشتہارات لگائے تھے کہ ہم آسمانی خدا کو بھی نیچے لائیں گے......

ارے آسمانی خدا کو تم نیچے کیا لاتے نیچے خدا کے بندوں کا مقابلہ تو کر نہیں سکے۔

دوستو! ہمارے ہاں جنگ جسموں کی نہیں ہوتی نظریے کی ہوتی ہے۔ ہم اپنے نظریے کی خاطر جان تک کو قربان کر سکتے ہیں اور اسلامی نظریے کی خاطر لڑنے والوں کی رب مدد فرماتے ہیں۔

مسجد نبوی ﷺ میں حضرت فاروق اعظمؓ خطبہ دے رہے تھے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینکڑوں میل کے فاصلے پر لڑ رہے تھے۔

حضرت ساریہؓ میدان میں لڑ رہے ہیں کہ اچانک ایک آواز آتی ہے: یاساریہ الجبل اے ساریہ ذرا پہاڑ کی طرف متوجہ ہو جا۔

حضرت ساریہؓ پیچھے مڑے۔ دشمن حملہ کرنے والا تھا۔ مسلمانوں نے سنبھل کر حملہ کر کے دشمن کو شکست دیدی۔

جب مدینہ منورہ واپس آئے لوگوں نے کہا کیسی رہی جنگ؟

کہا ہم شکست کھانے والے تھے کہ ایک آواز آئی جو حضرت عمرؓ کی آواز جیسی تھی ہم

پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ دشمن حملہ کرنے والا تھا۔ ہم خبردار ہو گئے اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمادی۔

صحابہؓ نے بتایا کہ ہم نے خطبے کے دوران سنا تھا کہ حضرت عمرؓ فرما رہے تھے کہ

یاساریۃ الجبل!

اللہ پاک ان ہواؤں کو مسخر فرمادیتے ہیں۔

مجاہدین کیلئے دریاؤں کو مسخر فرمادیتے ہیں۔

جانداروں کو پرندوں کو مسخر فرمادیتے ہیں۔

کمیونزم کی شکست اور اسلام کی فتح کو دنیا کہاں برداشت کرسکتی تھی۔

امریکہ کے پیٹ میں درد شروع ہوگیا کہ ہم نے تو ان کو گولیاں کھلا کھلا کر سلا دیا تھا یہ اتنی بڑی تعداد میں کیسے جاگ گئے۔

دس لاکھ افغان مجاہدین لڑنے کی طاقت رکھتے ہیں جو پوری دنیا کی فوج سے زیادہ جنگی تجربہ رکھتے ہیں۔

کیونکہ امریکہ اور دیگر ملکوں کی فوجوں نے گولیوں کے نشانے دیواروں پر مار مار کر سیکھے ہیں جب کہ مجاہدین نے روسیوں کے سروں پر مار مار کر۔

تم نے جن میدانوں میں ٹریننگ کی ہے ان میدانوں کے نیچے قالین ہوتے ہیں۔

مجاہدین نے تو سنگریزوں کے اوپر ٹریننگ کی ہے۔

تم اطمینان کے ساتھ کسی چیز کا نشانہ لیتے تھے مجاہدین گولیوں کی بوچھاڑ میں بندوق سے نشانہ لیتے تھے۔

ان جنگجوؤں کا مقابلہ تمہارے یہ کاغذی جرنیل نہیں کرسکتے اسی لئے ڈرتے ہیں۔

اسی لئے ہم بنیاد پرست ہوگئے ورنہ نماز ہم کل بھی پڑھتے تھے آج بھی پڑھتے ہیں۔

اسلام کے غلبے کا وقت

اب اسلام کے غلبے کا فریضہ ''جہاد'' شروع ہوچکا ہے۔

ہندوستان میں جہاد شروع۔

تاجکستان میں جہاد شروع۔

کشمیر میں جہاد شروع۔

پوری دنیا میں اب جہاد کی فضا عام ہوچکی ہے۔

نوجوان اپنے ماں باپ سے جدا ہوکر جہاد میں جارہے ہیں، بیویاں اپنے خاوندوں کو روانہ کررہی ہیں۔

اب انشاءاللہ اسلام کی نصرت کا دور قریب آچکا ہے۔

یہ جو پولیس مین 'امریکہ' اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پوری دنیا پر حکومت کررہا تھا اس کی غنڈہ گردی صرف روس کی وجہ سے تھی کہ سوویت یونین تم پر مسلط ہوجائے گا۔

اس لئے مجھے پٹرول دو تاکہ اس کا مقابلہ کرسکوں۔ مجھے یہ دو، مجھے وہ دو۔

ہمیں دھوکے دے دے کر ہم سے بھیک مانگ کر کھاتا رہا لیکن اب وہ زمانہ جاچکا کل تک ہمیں پتہ نہیں تھا جنگ کیا ہوتی ہے۔ اب ان کو ماننا پڑے گا کہ مسلمانوں جیسا کوئی نہیں لڑسکتا۔

مسلمان مزید تیاری کریں۔ مجاہدین کے ٹریننگ سینٹر موجود ہیں ان میں جائیں۔

اپنے کلب بنائیں، ورزش کریں، جسموں کو مضبوط کریں۔

اسلام نزاکت نہیں سکھاتا، اسلام شجاعت سکھاتا ہے۔

اسلام بزدلی نہیں سکھاتا، اسلام بہادری سکھاتا ہے۔

نوجوانو! یہی پیغام ہے یہی دعوت ہے۔

برٹش پاسپورٹ کو جنت کا ٹکٹ سمجھ کر آرام سے مت بیٹھے رہنا تم پر بھی وہی مسئولیت ہے جو دوسرے مسلمانوں پر ہے۔

گورے جو آج اپنے اندر مسلمانوں کے خلاف نفرت لئے سڑکوں پر گھومتے ہیں ان کو دیکھ کر قرآن مجید کی آیت یاد آتی ہے: قد بدت البغضاء من افواھھم (ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہو رہی ہے۔)

وما تخفی صدورھم اکبر (اور ان کے دلوں میں جو کچھ ہے وہ اس سے زیادہ خطرناک ہے۔)

اس لئے اپنے تحفظ کا سامان کرو اور جہاد کے علم کو مضبوطی سے تھام لو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جہاد کے عالمگیر اثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے محترم دوستو بزرگو!۔

آنحضرت ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اس دین کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا۔

دین محمدی ﷺ کو دنیا میں نافذ کرنا۔

اللہ کی لائی ہوئی کتاب کو دنیا میں غالب کرنا۔

اللہ کے لائے ہوئے نظام کو دنیا میں جاری کر کے انسانیت کو امن وسکون دلانا۔

دنیا کے اندر صحیح خلافت الٰہی کو قائم کرنا۔

رسول اکرم ﷺ کے طریقے کو ایک ایک انسان کے لئے محبوب بنانا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ایک ایک انسان کے دل میں اتارنا ہم سب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

رسول اقدس ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے وہ ساری ذمہ داریاں جو رسول اقدس ﷺ پر تھیں وہ پوری کی پوری امت کے علماء اور اس طبقے کی طرف منتقل ہو چکی ہیں جو طبقہ آج دین کی حفاظت اور خدمت میں مصروف ہے۔

وراثت انبیاء

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"العلماء ورثة الانبياء" علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

آپ ﷺ کی وراثت دین کے ایک ایک جز کے اندر جاری ہوگی۔

علماء نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہو رہا تھا دوسرے لوگ اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ کوئی اس کے قریب بیٹھا اس کو تسلی دے رہا تھا، کوئی کلمے کی تلقین کر رہا تھا۔

اچانک اس شخص کا انتقال ہو گیا تو ایک آدمی نے جلدی سے اس چراغ کو بجھا دیا جو اس کے قریب جل رہا تھا۔

کسی نے سوال کیا: "اللہ کے بندے اس چراغ کی تو اب زیادہ ضرورت ہے کہ مرنے کے بعد اب تدفین کرنی ہے، بہت سے کام کرنے ہیں، تم نے چراغ کیوں بجھا دیا؟"

تو اس اللہ والے بزرگ نے جواب دیا: "جب تک یہ زندہ تھا یہ چراغ اس کا تھا، اس چراغ میں جلنے والا تیل بھی اس کا تھا' لیکن جب اس کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کی ہر چیز اس کے وارثوں کی ہو چکی ہے، کوئی چیز اس کی اپنی نہیں رہی اور ہم نے اس کے وارثوں سے اجازت نہیں لی۔"

یہ وراثت کا مسئلہ ہے تو رسول اللہ ﷺ پر جو ذمہ داریاں تھیں وہ تمام ذمہ داریاں

اس امت کے علماء اور طلباء پر آتی ہیں اس لئے کہ یہی اللہ کے رسول ﷺ کے حقیقی وارث ہیں اور اللہ پاک نے ان کو یہ وراثت نصیب فرمائی ہے۔

نبی ﷺ کا کام

رسول اقدس ﷺ کی ذمہ داری کیا تھی؟

اللہ پاک نے رسول اقدس ﷺ کو پوری کائنات کے اندر ظلم کے خاتمے کے لئے۔

امن کو قائم کرنے کے لئے۔

انصاف کو قائم کرنے کے لئے۔

مخلوق کے ایک ایک فرد کو اللہ سے ملانے کے لئے۔

دنیا میں قرآن وسنت کی روشنی کو عام کرنے کے لئے۔

پوری دنیا کو مادہ پرستی سے نکال کر اللہ کے سامنے جھکانے کے لئے۔

پوری کائنات کو ہزاروں خداؤں کی غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی غلامی میں لانے کے لئے۔

پوری کائنات کو دنیا کے باطل وظالم مذاہب سے چھٹکارا دلا کر اسلام کے عدل وانصاف میں لانے کے لئے۔

پوری کائنات کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر خالق کی عبادت میں لانے کے لئے بھیجا۔

پیغامِ حق

یہی وہ فریضہ تھا جس کی دعوت آپ ﷺ نے غار حرا سے نبوت کا بوجھ اٹھانے کے تین سال بعد دینا شروع کر دی۔

کبھی کوہ صفا کے اوپر، کبھی جبل ابی قبیس کے اوپر، کبھی عقبی کی گھاٹیوں میں۔

کبھی طائف کے سبزہ زاروں میں، کبھی غار ثور کے اوپر۔

کبھی بدر کے میدان میں، کبھی احد کے میدان میں، کبھی حنین کے اندر، کبھی مکہ مکرمہ میں۔

کبھی مدینہ منورہ کے اندر، کبھی موتہ کی طرف، کبھی تبوک کی طرف، کبھی حدیبیہ کے میدان میں۔

جگہ جگہ اللہ کے رسول ﷺ یہ پیغام پہنچا رہے تھے کہ اب دنیا ایک اللہ کی غلامی میں آئے گی' اب ہم انسانوں کو انسانوں کا غلام نہیں رہنے دیں گے۔

جب اللہ کی غلامی ہوگی انسانوں کے دل اللہ کیساتھ جڑ جائیں گے تو تمام انسانوں کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔

چنانچہ رسول اقدس ﷺ نے اسلامی خلافت اور اسلامی نظام کے لئے وہ قربانیاں دیں کہ جن کی ضرورت تھی۔

اگر آپ ﷺ کو لوگوں کی کنڈیاں (دروازے) کھٹکھٹانا پڑیں تو آپ ﷺ نے دریغ نہیں کیا۔

اگر آپ ﷺ کو کسی کی منت کرنا پڑی تو آپ ﷺ نے دریغ نہیں کیا۔

اگر آپ ﷺ کو پتھر کھانے پڑے تو آپ ﷺ نے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔

اگر آپ کے جسم مبارک کو لہولہان کیا گیا تو آپ ﷺ کے عزائم میں کمی نہیں آئی۔

دندان مبارک بھی شہید کر دیئے گئے مگر آپ ﷺ کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔

سر سے لے کر پاؤں تک لہولہان کر دیا گیا مگر آپ ﷺ کی دعوت میں کسی قسم کی کمزوری نہیں آئی۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے سترہ ٹکڑے کر دیئے گئے۔ تب بھی کوئی سستی پیدا نہیں ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ پر مظالم کی آندھیاں چلائی گئیں یہاں تک کہ اماں عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی۔

انسان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اس کے گھر پر اگر کوئی انگلی اٹھائے' اس کی پاکیزہ بیوی پر کوئی تہمت لگائے تو یہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اب بتایئے جس کی تطہیر جبرئیل زمین پر لایا کرتے تھے' اگر اس پر تہمت لگا دی جائے تو وہ قابل برداشت ہے؟ یہ چیز تو انسان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتی ہے۔

ہر غیرت مند انسان ذرا سوچے اگر اس کی ماں، بہن، اس کی بیٹی اور اس کی بیوی پر ایسا الزام لگے جو اللہ کے رسول ﷺ کی اہلیہ، اماں عائشہؓ کے اوپر لگا تھا تو انسان کانپ جاتا ہے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ کی دعوت جہاد میں فرق نہیں آیا، عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا۔

آپ ﷺ بخار کی حالت میں بھی دعوت دے رہے ہیں، صحت کی حالت میں بھی پیغام لے کے جا رہے ہیں۔

عالمی انقلاب

چنانچہ مکہ کے ایک غار، غار حرا سے اٹھنے والا دین صرف تئیس سال کے عرصے میں روم و فارس کے دروازے کھٹکھٹا رہا تھا۔

یہی دین جس کو لوگ چند دیوانوں کا دین کہا کرتے تھے' دنیا میں امن و امان کو نافذ کر رہا تھا۔

فاروق اعظم کے دور سے لے کر حضرت امیر معاویہ کے دور تک دنیا کے آدھے سے زیادہ حصے پر اسلام کا غلبہ ہو چکا تھا۔

مسلمان جس علاقے میں فاتح بن کے جاتے وہاں کے لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوتے تھے۔

چنانچہ براعظم افریقہ کی طرف موسیٰ بن نصیر رحمہ اللہ جیسے کمانڈر روانہ ہوئے۔

مصر کی طرف عمرو بن عاص ؓ تشریف لے گئے۔

سندھ کی طرف محمد بن قاسم رحمہ اللہ آئے۔

یہ خیر القرون اور اس کے بعد کا زمانہ تھا جنہوں نے ثابت کر دیا کہ دنیا میں امن کا

واحد ذریعہ صرف اور صرف جہاد ہے۔

دین اسلام، خدا اور اس کے رسول کا قانون اور نظام ہے اور اس کی حفاظت بھی جہاد ہی میں مضمر ہے۔

اسلامی نظام اور ہماری ذمہ داری

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذمہ داری پوری کر کے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ صاف فرمایا کہ ھل بلغت ؟ (کیا میں نے پہنچا دیا؟) بار بار آپ ﷺ نے گواہی لی تو تمام لوگوں نے وہاں پر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے پہنچایا ہی نہیں بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

مگر آج مسلمانوں کے حالات کو دیکھ لیجئے وہ اسلام کے بڑے بڑے فرائض کو چھوڑ چکے ہیں۔

نماز جیسا فریضہ مسلمانوں کی کسی بستی میں پانچ فیصد سے زیادہ جاری نہیں ہے۔

مسجدیں ویران ہیں، اور فحاشی کے اڈے آباد ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے۔

سودی کاروبار اس قدر عام ہو چکا ہے کہ اگر کوئی شخص بچنا بھی چاہے تو نہیں بچ سکتا۔ طرح طرح سے سود کے انجکشن دے کر ہمیں یہ حرام کھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کو بوسیدہ کہا جاتا ہے، اللہ پاک کی کتاب قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر اور اس کا نظام تو کیا مسلمانوں کو اس کے الفاظ تک پڑھنا نہیں آتے۔

مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اللہ کے اس قرآن سے بے بہرہ ہے۔ چہ جائیکہ وہ اس کے معانی اور معارف کو حاصل کر کے اپنی زندگی کو نور والا بناتی۔

پاکستان یا دنیا کے کسی اسلامی ملک کی کسی عدالت میں چلے جائیں اللہ کا قرآن

نافذ نہیں انگریز کا قانون نافذ ہے۔ اور قرآن مجید اس انگریز کے قانون کے بوٹوں کے نیچے رکھا ہوا ہے۔

اگر کسی فاضل عدالت کے فاضل جج سے کہا جائے کہ ”جج صاحب! آپ کا یہ فیصلہ قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے۔“

وہ منحوس بدشکل جج اپنے ”پیلے دانت“ نکال کر پہلے ہنسے گا اور پھر پھبتی کسے گا کہ ”ملا جی! اس قرآن مجید کو جا کے مسجد کی چار دیواری کے اندر پڑھنا۔ یہ عدالت عالیہ کے آئین کے خلاف ہے کہ یہاں قرآن کی آیتوں کو پڑھا جائے یہاں اسی آرٹیکل اور اسی قانون کے تحت بات ہوگی جو قانون ہمارا آقا انگریز دے کر گیا ہے۔“

قرآن کو اسمبلی سے نکال دیا گیا، عدالتوں سے نکال دیا گیا مگر اس کے باوجود مسلمان غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اسلام تو کیا ہم اسلام کے ایک جز کی حفاظت نہیں کر سکتے

ہم پستی اور ذلت کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہیں۔

ہمارے بارے میں خصوصاً علماء وطلباء کے بارے میں جو انبیاء کے وارث ہیں کو صرف مسجد کا ملا سمجھا جاتا ہے۔ ہمیں ایک الگ طبقہ سمجھا جاتا ہے۔

کسی بازار سے جب کوئی عالم گزر جائے تو فجار لوگ اس کے اوپر آوازیں کستے ہیں۔

ہم نے چہرے پر نبی ﷺ کی سنت ”داڑھی“ تو رکھ لی مگر اس کا تحفظ اب تک نہیں کر سکے ہماری داڑھی کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

رمضان المبارک میں اگر کوئی عالم، کراچی کی کسی دوکان میں کپڑا خریدنے کے لئے بھی تشریف لے جائے تو دور سے وہ دوکاندار کہے گا کہ ”جاؤ مولوی صاحب! ہم زکوۃ

دے چکے ہیں۔"

ہمیں زکوٰۃ کے ٹکڑوں پر پلنے والا بنا دیا گیا۔

کیا ہم صرف اس لئے رہ گئے ہیں کہ بھیک مانگتے رہیں۔

ہم صرف اس لئے رہ گئے ہیں کہ ہمیں دبا دیا جائے۔

چھوٹے چھوٹے طلباء اس قدر احساس کمتری کا شکار ہیں کہ باہر نکلتے ہیں تو ٹوپی اتار کر جیب میں رکھ لیتے ہیں۔

دینی مدارس کے طلباء اساتذہ کی تلقین کے باوجود بڑی داڑھی رکھنے کو اپنے لئے عیب سمجھتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان نماز نہیں پڑھ رہا۔

آخر کیا وجہ ہے کہ طلباء ٹوپیاں اتار رہے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ ہم رشوت سے نہیں بچ سکتے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ ہمیں سود گھول گھول کر کھلایا جا رہا ہے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ علما کا وقار مجروح ہے۔

مسلمانوں کی اس اجتماعی حالت کو دیکھتے ہوئے ہمیں اس کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں تلاش کرنا چاہئے۔

کراچی میں کلفٹن کے علاقے میں ایک مولانا صاحب راستے سے گزر رہے تھے۔ وہاں لڑکے اور لڑکیاں جشن منا رہے تھے تو ایک بدکار بدکردار لڑکی نے شراب کی بوتل کھول کر ان عالم صاحب کی داڑھی میں ڈال دی۔

ایک کشمیری مسلمان جو کہ ہمارے لاہور کے اجتماع میں آیا ہوا تھا' 18 گریڈ کا آفیسر تھا' ہجرت کر کے ٹریننگ لینے کے لئے ہمارے ٹریننگ سینٹر میں پہنچا تھا۔ کشمیر میں مسلمانوں کے واقعات بتاتے ہوئے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

کہتا ہے میری غیرت کے خلاف ہے کہ میں تمہیں بتاؤں لیکن میں اس لئے

بتا رہا ہوں کہ شاید تمہاری آنکھیں کھل جائیں اور تمہارے دلوں میں کچھ فکر پیدا ہو جائے۔

کہا ایک ظلم تو حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہوا تھا کہ ان کی شرمگاہ میں ابوجہل لعین نے نیزہ مارا تھا۔ اس سے بڑا ظلم کشمیر میں ہمارے گھروں میں ہوا۔

ایک گھر میں ہندو فوجیوں نے بھائی اور باپ کو باندھ دیا' ان کے سامنے ان کی جوان بیٹی کو ننگا کیا اور اس کی شرمگاہ میں بندوق رکھ کر گولی مار کے شہید کر دیا گیا۔

میں باہر کے مظالم نہیں بیان کرنا چاہتا' پاکستان میں کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ ہر طرح سے ہمیں دبایا جا رہا ہے۔

انہیں پتہ ہے کہ اگر اسلام آیا تو ان ہی مدارس سے آئے گا۔

انہیں پتہ ہے کہ اگر اسلام آئے گا تو ہمیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔

ان کو پتہ ہے کہ پاکستان کے مدارس ہی سے جلال الدین حقانی جیسی قیادتیں اٹھیں گی اور جب یہ لوگ اٹھتے ہیں تو خدا کی مدد ان کے ساتھ ہوتی ہے۔

اسلام کے خلاف غلط تاثر

ظالمو! اسلام کا مذاق اڑاتے ہو۔

اسلام سے لوگوں کو بدظن کرتے ہو کہ ڈرائیور کسی کو ٹکر مارے گا تو ایک لاکھ پچھتر ہزار روپیہ جرمانہ دینا پڑے گا۔

تمہیں اسلام نافذ کرنے کے لئے صرف ڈرائیور نظر آتے ہیں اور کوئی نہیں ملا؟

اسلام نافذ کرنا تھا تو قومی اسمبلی میں نافذ کرتے۔

اسلام نافذ کرنا تھا تو سینٹ میں نافذ کرتے۔ عدلیہ میں نافذ کرتے۔ بڑے بڑے اداروں میں اسلام کو لاتے۔

ان غریب ڈرائیوروں کے اوپر جن کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں ان پر ایسا قانون لاگو کر دیا جس کی تشریح بھی نہیں کی۔

ڈرائیوروں پر اسلام نافذ کرنے سے ان کا مقصد ہی یہ تھا کہ ڈرائیور ہڑتالیں کریں

گئے، سڑکیں بند ہو جائیں گی ہم کہیں گے، جی دیکھو مولوی صاحب! اسلام میں ترامیم کی ضرورت ہے، اسلام نافذ نہیں ہوسکتا، اسلام ناقابل عمل ہو چکا ہے۔

- یہ صرف علماء کرام کو اور طلباء کو ان کی ذمہ داریوں سے ہٹانے کے لئے اور ان کو مساجد کی چار دیواری میں محدود کر کے بٹھانے کے لئے یہ ساری حرکتیں کی جا رہی ہیں۔

انہیں پتہ ہے کہ یہ اللہ والے اگر میدانوں میں آ گئے تو ان کا رب ان کے ساتھ ہوگا۔

اس پستی کا حل کیا ہے؟

ان مسائل کا حل کیا ہوگا؟ کیا ہم اسی طرح مظلومیت کی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے؟

کیا اسی طرح کے مسلمان ہوں گے کہ نام تو اسلامی ہوگا مگر انہیں کلمہ تک یاد نہیں ہوگا؟

کیا اسی طرح مسلمان بغیر قرآن پڑھے مرتا چلا جائے گا؟

کیا اسی طرح جنازے اٹھتے چلے جائیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اس مسئلے کا حل بیان فرما دیا ہے اور جو کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی عظیم الشان طاقت کو اپنے دلوں میں لا چکے ہیں ان تمام مسلمانوں کو یہ بتا دیا ہے کہ تمہارا ایک دشمن اور بھی ہے جس کا نام ''کافر'' ہے۔

اس کافر کی یہ کوشش ہوگی کہ تمہیں اپنے دین سے پیچھے ہٹا دے۔

کافر دن رات یہ کوشش کرے گا کہ تمہیں یا تو کافر بنا دے، یا صرف تم نام کے مسلمان رہ جاؤ اور تمہارے اندر ایمان نہ ہو۔

یاد رکھنا ان سے تم نے بچ کے رہنا ہے۔

ان کافروں کا تم نے کھلے عام میدانوں میں مقابلہ بھی کرنا ہے اگر تم نے ان کافروں کو ڈھیلا چھوڑ دیا تو یہ تمہیں ہر طرح سے ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہم مسلمانوں نے جب کافروں کا مقابلہ کرنا چھوڑ دیا تو آج انہوں نے ہر طرح

سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا ہے۔ اسی غلامی کی وجہ سے مسلمان ظاہری اسباب سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔

پوری دنیا میں زمین کے خزانے جو مسلمانوں کے لئے اللہ نے اتارے تھے، اللہ نے زمین کا وارث مسلمانوں کو بنایا تھا، ان خزانوں پر کافروں نے قبضہ کر لیا۔

پٹرول کی عظیم الشان دولت' کافر اب چھیننے کے لئے آ چکے ہیں۔

مسلمانوں کو غربت کی طرف دھکیل کر دین سے ہٹایا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کی سازش

افریقہ میں چالیس ہزار مسلمان صرف اس لئے قادیانی ہوئے کہ قادیانیوں نے انہیں کپڑے فراہم کر دیئے تھے، انہیں ایک ایک جوڑا فراہم کر دیا تھا۔

شمالی وزیرستان کے علاقے چترال اور گلگت کے علاقے میں بے شمار لوگوں نے آغا خانیت کو قبول کر کے اسلام کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ آغا خان نے انہیں ہسپتال بنا کر دیئے۔

کافروں نے مسلمانوں کو معاشی طور پر ایسا کمزور کر دیا کہ یہ پیسے پیسے کے محتاج بن گئے ہیں۔

مسلمانوں کو علماء سے متنفر کیا گیا۔

اونچا طبقہ، علماء کا درس سننے کے لئے بھی فرش پر بیٹھنے کو اپنے لئے عار سمجھتا ہے۔

جب مسلمان علماء سے دور ہوں گے تو علم سے دور ہوں گے، علم سے دور ہوں گے تو دین سے دور ہوں گے، اور کافروں کے غلام بنتے چلے جائیں گے اور دین سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔

کافروں نے وہ تمام چیزیں عام کر دیں جو اسلام سے ہٹا سکتی ہیں۔

گھر گھر ٹیلی ویژن کو ڈال دیا گیا۔

وی سی آر کی لعنت کو عام کر دیا گیا۔

انٹرنیٹ کو عام کر دیا گیا۔

ایسے ایسے گناہ کے اڈے کھول دیئے گئے کہ نوجوانوں کے لئے ان سے نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔

اسلامی معاشرہ ہر بیماری کا علاج

اللہ کی قسم اگر آج کافروں سے نجات حاصل کر کے اسلامی معاشرہ تشکیل دے دیا جائے تو ہمیں حلال کھانے کو ملے گا۔

ہماری نمازیں اللہ سے تعلق والی نمازیں ہوں گی۔

رشوت سے جان چھوٹ جائے گی۔

علماء کا ایک مقام ہوگا۔

ان کے پاس بیٹھنے کو لوگ سعادت سمجھیں گے۔

عالم بات کرے گا لوگوں کے قلوب منور ہو جایا کریں گے۔

اسلامی معاشرہ ہر مرض کا حل ہے۔

اسلامی معاشرہ ہر بیماری کا علاج ہے۔

اب اس اسلامی معاشرے کو کون قائم کرے گا؟

اللہ کے نبی ﷺ نے قائم فرمایا تھا اب اللہ کے نبی ﷺ کے یہ وارث قائم کریں گے۔

چنانچہ اس کے قائم کرنے کا ذریعہ اللہ رب العزت نے قرآن میں جہاد بتلایا ہے۔

جس میں تلوار اور اسلحے کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ گندا خون نکال کر جانور کو حلال اور پاک کرنے کے لئے چھری کا استعمال ضروری ہے۔ بغیر چھری کے کیا چڑیا بھی پاک ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں، چھری چلانا اور مرغی کا گندا خون نکالنا یہ اخلاق ہے۔

ایک آدمی کے جسم میں کینسر نکل آیا۔ اور خطرہ ہے کہ یہ کینسر پورے جسم میں آ جائے گا۔ ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے، ڈاکٹر نے کہا میں تو اسے چھری سے کاٹوں گا۔ ہم کہیں گے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں چھری کی بات کرتے ہیں ہماری یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے؟ غلط ہے۔ ڈاکٹر چھری سے کاٹے گا، اس کو اخلاق کہیں گے۔

معلوم ہوا کہ کسی چیز کو چھری سے کاٹ دینا یہ بھی اخلاق ہے۔ اگر یہ اخلاق ہے تو پھر ہمیں کیوں کہا جاتا ہے کہ تم علماء ہو کر کلاشنکوف کی باتیں کرتے ہو۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں کہ "ہر کسی کا عمل ختم ہو سکتا ہے لیکن مجاہد کا عمل ختم نہیں ہو سکتا۔"

وہ جس علاقے کو فتح کرے گا، وہ جس جگہ جائے گا، قیامت تک اس جگہ اسلام کا جو مستحب، جو فرض، جو واجب، جو سنت زندہ ہوگی مجاہد قبر میں ہوگا اسے اس کا اجر ملے گا۔ قیامت تک اللہ پاک اسے اس کا اجر عطا فرماتے رہیں گے۔

اسی وجہ سے اللہ نے مجاہد کو کہیں محبوب کا لقب دیا۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا ارے خدا کی محبت کے دعوے کرنے والو! اللہ کی محبت اس قتال کے راستے کے اندر ملے گی۔

کہیں اللہ پاک نے ان لوگوں کو اللہ کا ولی کہا۔ وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر کتنے انبیاء ان کے ساتھ اللہ والوں نے مل کر قتال کیا ہے۔

جہاد میں عزت ہے

اس عظیم کام پر آنے کے بعد علماء کو صحیح وقار نصیب ہوگا۔ طلباء کو صحیح مقام حاصل ہوگا۔

ہمیں اپنے مقام کی ضرورت نہ بھی ہو، دین اسلام کو صحیح مقام نصیب ہو جائے گا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اسلام کو صحیح مقام دلانا میرا اور آپ کا فریضہ ہے۔ اللہ کی کتاب اس وقت مغلوب نظر آ رہی ہے اس کو غالب کرنا میرا اور آپ کا فریضہ ہے۔

جس طرح اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد نبوی ﷺ کے محراب کو امامت کا شرف بخشا، اسی طرح بدر کے میدان کو سپہ سالاری کا بھی شرف بخشا۔ عملی طور پر اگر نیابت ان کی ہے تو وہاں بھی تو نیابت انہی کی ہوگی۔

جہاد میں اللہ نے عزت اور رعب رکھا ہے۔

مولانا محمد یونس خالص کے بارے میں یہ بات پوری طرح سے ثقہ روایت سے مشہور ہے کہ جب امریکی صدر "صدر ریگن" سے ملاقات ہوئی تو پہلی گفتگو یہ کی۔

اپنے مترجم سے یہ بات کہی کہ "اس کو کہو کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لے اسی میں اس کی کامیابی ہے۔ اگر کلمہ پڑھا تو تجھے بھی ثواب ملے گا' تمام اہل امریکہ کا ثواب بھی تیرے لئے ہوگا اگر تو نے کلمہ نہ پڑھا تو تیرا گناہ بھی تیرے سر اور تمام اہل امریکہ کا گناہ بھی تیرے سر ہوگا۔"

مترجم نے ترجمہ کر دیا۔ ریگن سر جھکا کے بیٹھ گیا کہ یہ اللہ کا کیسا بندہ ہے؟ امداد ہم دے رہے ہیں اور یہ ہمیں ہی دعوت دے رہا ہے۔

کسی نے پوچھا کہ "مولانا آپ امریکہ کے صدر سے کیوں ملنے گئے؟"

کہا: "اس لئے ملنے گیا کہ میں عالم ہوں' نبی ﷺ کا وارث ہوں، نبی ﷺ نے دنیا کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ کہیں اللہ قیامت کے دن نہ پوچھ لے کہ مولوی یونس خالص تو نے بھی تو نبی ﷺ کی بخاری پڑھی تھی' کیا تو نے نبی ﷺ کا یہ فریضہ ادا کیا؟ میں نے اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے "ریگن" کو اسلام کی دعوت پہنچائی جس طرح اللہ کے نبی ﷺ نے قیصر و کسریٰ کو اسلام کی دعوت دی تھی۔"

یہ مقام صرف اسی قوم کو ملتا ہے جو قوم اسلام کے لئے خون دینے کے لئے تیار ہو جائے۔

اللہ ان کے خون کو بھی قیمتی بنا دیتے ہیں' ان کے مقام کو بھی اونچا کر دیتے ہیں۔

تو دوستو! اللہ کے رسول ﷺ کی نیابت کے اس اہم فریضے کو ادا کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ ہم بھی تلوار اسی طرح چلانا سیکھیں جس طرح ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلایا کرتے تھے۔

ہم بھی اسی طرح زرہیں پہن کر میدانوں میں نکلیں جس طرح پیارے رسول ﷺ میدانوں میں نکلا کرتے تھے۔

ہم بھی اسی طرح شہادت کی تمنا کریں جس درد دل اور تڑپ کے ساتھ اللہ کے

رسول ﷺ تمنا فرمایا کرتے تھے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو جہاد کی زندگی اور شہادت کی موت نصیب فرمائے اور اسلام کو پوری دنیا پر غالب فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جہاد اور شہادت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم.

امابعد۔

فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون. (البقرہ)

''اورمت کہوان لوگوں کوجوقتل کئے جائیں اللہ کے راستہ میں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعورنہیں رکھتے۔''

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی بالسیف وجعل رزقی تحت ظل رمحی. او کماقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میرے واجب الاحترام مسلمان بزرگو، بھائیو، اوردوستو!

آج پوری دنیا میں مسلمانوں کی جو حالت زار ہے اور مسلمانوں پر جو حالات آئے ہوئے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔

دنیا کا کون ساظلم ہے اوردنیا کا کون ساستم ہے جوآج مسلمانوں پرنہیں ڈھایا جارہا۔

آسمان نے بھی ایسا ظلم کبھی نہیں دیکھا تھا- زمین پربھی ایسا ظلم کہیں نہیں ہوا تھا جوآج مسلمانوں پراور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پردنیا کے کافر کررہے ہیں اور مسلمانوں کو نوچ نوچ کرکھارہے ہیں۔

کیا یہ حالات اچانک آئے ہیں اور کیا یہ چیز کوئی اتفاقی ہے؟

آج سے چودہ سوسال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض گناہوں کے بارے میں یہ بتایا تھا کہ جب یہ گناہ تمہارے اندرآجائیں گے توپوری دنیا تمہیں کھائے گی اورتمہیں نوچے گی۔

وہن کی بیماری

حدیث شریف میں آتا ہے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یوشک الامم ان تداعی علیکم کماتداعی الاکلة الی قصعتها

ایک دورآئے گا کہ قومیں تم پرٹوٹ پڑیں گی ایک دوسرے کوبلائیں گی کہ (آؤمسلمانوں کوکھاؤ' آؤمسلمانوں کوقتل کرو، آؤ مسلمانوں کی عزتیں لوٹو،) جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کودسترخوان پربلاتے ہیں۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حیران ہوگئے کہ کافرہمارے ساتھ ایسا کس طرح کریں گے۔ جبکہ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے؟ کیونکہ صحابہؓ تودیکھ چکے تھے کہ تین سوتیرہ کواللہ پاک نے

ایک ہزار پر کیسے فتح عطا فرمائی تھی۔

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو دیکھ چکے تھے کہ کس طرح سے اللہ پاک آسمان سے فرشتے نازل فرماتا ہے، کس طرح اللہ پاک مسلمانوں کو قوت دیتا ہے۔

صحابہ حیران ہوگئے، کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ''او من قلة یومئذ''

ہم اس وقت تھوڑے ہوں گے؟ تعداد کے اعتبار سے کم ہوں گے؟

فرمایا نہیں بل انتم یومئذ کثیر

تم بہت زیادہ ہوگے۔

لیکن تمہاری مثال ایسی ہوگی ''ولکنکم غثاء کغثاء السیل''

تم اس طرح ہوگے جس طرح سمندر کے اوپر جھاگ ہوتی ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! وجہ کیا ہوگی؟

فرمایا ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن۔

ایک بیماری ہے، ایک گناہ ہے جو تمہارے دلوں پر ڈال دیا جائے گا اور کافروں کے دلوں سے تمہارا رعب نکل جائے گا وہ وھن کا گناہ ہوگا۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا وما الوھن یا رسول اللہ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ ''وھن'' کسے کہتے ہیں یہ کون سا گناہ ہے یہ کون سی بیماری ہے؟

فرمایا حب الدنیا و کراھیة الموت دنیا کی زندگی تمہیں محبوب ہو جائے گی دنیا میں رہنا، دنیا کے عہدے، دنیا کا مال و دولت یہ تمہیں محبوب ہو جائے گا تم دنیا کے بن کے رہ جاؤ گے۔

و کراھیة الموت اور اللہ کے راستے کی شہادت کی موت تمہیں ناپسند لگنے لگ جائے گی، یہ بات تمہیں ناپسند ہوگی کہ تمہارے جسم سے خون نکل جائے۔

(سنن ابی داود کتاب الملاحم)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیرانی

یہ حدیث سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حیران ہوئے ہوں گے اس لئے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہادت سے ایسی محبت کرتے تھے جس طرح گرمی کے دن میں سارا دن روزہ رکھنے والا افطاری کے وقت ٹھنڈے شربت کو مرغوب رکھتا ہے۔

جس طرح سے کافر شراب کو مرغوب رکھتا ہے۔

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہادت سے اتنی محبت کرتے تھے جتنی آج ہم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے۔ یا اپنے بچوں سے محبت کرتا ہے۔

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو اس سے زیادہ شہادت کی موت کی تمنا کرتے تھے۔

انہیں اگر شہادت مل جاتی تو مبارک باد دیا کرتے تھے اور اگر شہادت نہ ملتی تو افسوس کیا کرتے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جب انتقال کا وقت آیا تو رونے لگے اور افسوس کرنے لگے کہ میرا انتقال بستر پر کیوں ہو رہا ہے؟

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عورتیں اپنے خاوندوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے کہتی تھیں کہ گھر بیٹھے کھانا کھا رہے ہو اور دیکھو لوگ اللہ کے دین کے لئے جانیں قربان کر رہے ہیں۔ جاؤ اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بستر پر موت آجائے اور ہمارے لئے تم عار کا ذریعہ بن جاؤ۔ دوسری عورتیں ہمیں طعنہ دیں گی کہ تمہارا خاوند کتنا بزدل تھا کہ اللہ کے راستے میں جان نہ دے سکا۔ تمہارا بھائی کتنا بزدل تھا کہ اللہ کے راستے میں قربان نہ ہو سکا۔ تمہارا بیٹا کتنا بزدل تھا کہ اللہ کے راستے میں شہید نہ ہو سکا۔ یہ ان کی شہادت سے محبت کی علامت تھی۔

دنیا کا غلام

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ جب تمہارے اندر یہ وہن کی

بیماری آجائے گی تو پھر تمہارا مقصود ہی دنیا ہوگا۔

صبح اٹھو گے تو دنیا مقصود، دوپہر کو اٹھو گے تو دنیا مقصود، رات کو سوؤ گے تو دنیا مقصود۔

تمہارا ملنا، تمہارا سفر کرنا، تمہارا ہجرت کرنا، تمہارا اٹھنا، بیٹھنا جب دنیا بن جائے گا تو تم دنیا کے غلام بن جاؤ گے۔

اور جو دنیا کا غلام بن جائے اللہ پاک اس کو ذلیل کر دیں گے۔

دنیا تمہاری غلام تھی جب تم اپنے اس غلام کو اپنا آقا بناؤ گے تو یہ تم سے انتقام لے گی۔

اور جب اللہ کے راستے میں شہید ہونے کو تم برا جانو گے تو یہی تمہاری سب سے بڑی ذلت ہوگی۔

آج اگر کوئی ماں یہ سنتی ہے کہ اس کا بیٹا کہیں کمانے کے لئے U.K (برطانیہ) جا رہا ہے، امریکہ جا رہا ہے، خوش ہوتی ہے۔ اگر کسی ماں کو پتہ چلے کہ اس کا بیٹا پیسہ کمانے کے لئے کسی اور ملک جا رہا ہے فخر کرتی ہے۔

لیکن اگر کسی ماں کو پتہ چلے کہ میرا بیٹا جہاد میں جا رہا ہے وہ کانپنے لگ جاتی ہے کہ مر جائے گا۔

آج باپ اپنے بیٹے کو جہاد میں بھیجنے کے لئے تیار نہیں اسی کو کراھیة الموت کہتے ہیں۔

جہاد سے بھاگنے کے لئے اعتراضات

دین کا ہر کام کرنے کے لئے ہماری زبان پر دعویٰ ہے مگر جب جہاد کا نام لیا جاتا ہے تو جہاد اور مجاہدین کے اوپر موٹے موٹے اعتراضات کر دیتے ہیں تاکہ ہمیں خود جہاد میں جا کر شہید نہ ہونا پڑے، اللہ کے راستے میں قربان نہ ہونا پڑے۔

ان اعتراضات کی کوئی بنیاد نہیں کیونکہ یہ اعتراضات جہاد سے بھاگنے کے لئے ہیں ورنہ مسلمان، مسلمان ہو کر کبھی جہاد پر اعتراض نہیں کر سکتا اس لئے کہ جہاد تو ہماری دفاعی لائن ہے، جہاد تو اللہ کی طرف سے اتارا گیا ایک فریضہ ہے۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی مرتبہ میدان جہاد میں نکل کر امت کو جہاد کا سبق دیا۔

مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے جہاد پر اعتراض نہیں کر سکتا۔

آج اگر کسی مسلمان سے نماز کا کہا جائے تو اس کا ذہن نماز کی طرف جاتا ہے، اسے پڑھنا ہوتی ہے، پڑھ لیتا ہے، نہیں پڑھنا ہوتی نہیں پڑھتا۔

کسی مسلمان سے اگر حج کا کہا جائے تو کرنا ہوتا ہے، کر لیتا ہے، نہیں کرنا ہوتا، نہیں کرتا لیکن اعتراض تو نہیں کرتا۔

لیکن جہاد کا نام لے لو فوراً اچھل پڑتے ہیں، دیکھو جہاد سے کیا ہوا افغان مجاہدین آپس میں لڑنا شروع ہو گئے۔

ارے بھائی! جہاد تو ایک فریضہ ہے۔

تم جہاد پر غور کرو، مجاہدین پر کیوں غور کرتے ہو۔

اگر تم نمازیوں پر غور کرنا شروع کر دو تو نماز چھوڑنا پڑے گی۔

اگر حج کرنے والوں کو دیکھو گے تو حاجی صاحب حج سے پہلے تو ایمانداری کی تجارت کرتے تھے جس دن سے حج سے واپس آئے ہیں حلال و حرام کا کوئی پتہ نہیں۔ سود، رشوت کا کوئی پتہ نہیں تو اس کو کوئی سامنے رکھ کر کہے کہ جی ہم حج نہیں کریں گے اس لئے کہ حاجی صاحب سے برا اثر ہوا، اس کی یہ بات غلط ہے کیونکہ حج اپنی جگہ فرض ہے کسی کے غلط رویے سے ساقط نہیں ہوگا۔

کوئی غلط جہاد کرے یا مجاہدین سے کوئی غلطی ہو جائے اس کی وجہ سے ہم سے جہاد ساقط نہیں ہوگا۔

اللہ پاک نے جہاد پوری امت پر فرض کیا ہے صرف افغان مجاہدین پر نہیں، صرف کشمیری مجاہدین پر فرض نہیں، صرف بوسنیا کے مجاہدین پر نہیں۔

امت کے ایک ایک فرد پر اللہ پاک نے فرض کیا، لیکن مسلمان کیسے جہاد میں نکلے اس لئے کہ جہاد میں تو جان جاتی ہے۔

نماز تو پڑھ لیتے ہیں اس لئے کہ نماز میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ روزی میں برکت ہو جائے گی۔ ہماری زندگی کا جو مقصد ہے کہ روزی میں برکت، وہ تو نماز میں حل ہو جاتا ہے مگر جہاد میں تو خون نکلتا ہے۔

جہاد میں تو جان کھپانی پڑتی ہے۔

جہاد میں تو تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

ہم جب پاکستان میں مدرسے سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس ہر قسم کے لوگ آرہے تھے کوئی تعویذ لینے آرہا ہے' کوئی دعا کرانے آرہا ہے۔

مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں لوگ پہلے سے جوتے سیدھے کر کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

مصافحے کے لئے لائن لگا کے کھڑے ہوتے ہیں' ملاقات کے لئے وقت مانگتے ہیں۔

آپس میں جھگڑا کرتے ہیں کہ آج ہمارے ہاں کھانا ہوگا اور معلوم نہیں کیا کیا سہولتیں تھیں۔

مگر جب جہاد کے میدان میں پہنچے اور رات کے تین بجے دشمن کی طرف سے گولہ باری شروع ہوئی۔ اور اسی وقت حملے کے لئے بھی جانا تھا۔

وضو کرنے کے لئے کوئی جوتا سیدھا کرنے والا نہیں۔ جوتے کی تلاش میں وقت لگا اب جب جوتا پہن کر کلاشنکوف ہاتھ میں لے کر باہر نکلے تو اندھیرے میں پتھر سے ٹکرا کر پھسلے اور سیدھے پانی کے اندر۔

اب دسمبر کی ٹھنڈی رات میں پانی کے اندر پڑے ہیں کوئی اٹھانے والا بھی نہیں۔

وہاں سے اٹھ کر جب آگے گئے تو پھر گرے تو ہاتھ پر زخم لگ گیا۔

رات کے تین بجے کون پروا کرے، اوپر سے دشمن بم مارتا ہے' نیچے سے بارودی سرنگیں پھٹتی ہیں' سامنے سے گولیاں آتی ہیں' سات سات گھنٹے پیدل چلنا پڑتا ہے' کوئی اٹھانے والا نہیں' اب پتہ چلا کہ دین کی حقیقت کیا ہے؟

ہم نے جو دین سمجھا تھا اس کے اندر تو مزے ہی مزے تھے' راحتیں ہی راحتیں تھیں' سکون

ہی سکون تھا لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے جو دین دیا اس کے اندر تو تکلیفیں تھیں' کتنی مرتبہ کھانے کو نہیں ملتا تھا کھجور کی گٹھلی چبا کے جہاد فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آ کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھوکے ہیں (غزوہ خندق کے موقع پر)

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے پیٹ کا کپڑا اٹھا کر پیٹ دکھائے تو ایک ایک پتھر باندھا ہوا تھا۔

اس لئے کہ جب پیٹ خالی ہو تو آدمی گر جاتا ہے پتھر باندھ لیا تاکہ تھوڑا سا سہارا ہو جائے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ مبارک سے جب کپڑا اٹھایا تو دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔

کتنی تکلیفیں برداشت کیں اللہ کے نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے۔ جو بخشے بخشائے تھے' جن کے لئے اللہ پاک نے جنت کو سجایا ہوا تھا' لیکن وہ جانتے تھے کہ اس دین کی عزت' عظمت اور غلبہ جہاد میں ہے اس لئے پیٹ پر دو دو پتھر باندھ کر اللہ کے نبی ﷺ جہاد کیا کرتے تھے۔

آج امت کا ایک فرد بھی ایک وقت بھوکا رہ کر جہاد کرنے پر تیار نہیں۔

میدان احد میں نبی ﷺ کا زخمی ہونا

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کے موقع پر لڑ رہے تھے۔

ایک کافر آگے بڑھا' اس نے چہرے مبارک پر برچھی ماری جس کی وجہ سے آپ ﷺ زخمی ہو گئے' آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے۔

ایک کافر نے سر پر تلوار ماری تو سر کے اوپر جو لوہے کی جنگی ٹوپی پہنی ہوئی تھی اس کی کڑیاں سر مبارک کے اندر گھس گئیں۔

ذرا تصور تو کریں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے اندر وہ گھس گئیں اور اتنی سختی

سے گھسیں کہ ایک صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کھینچ کے نکالنے کی کوشش کی مگر نہ نکال سکے۔ خون مبارک بہہ بہہ کر پورے جسم پر اور جوتوں تک جمع ہو چکا تھا۔ آخر اس صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے دانت سے کھینچا اس کا دانت ٹوٹ گیا لیکن سر مبارک سے یہ کڑیاں نہیں نکلیں۔

دوستو بزرگو!!

میرا اور آپ کا جسم اللہ کے نبی ﷺ کے جسم سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔

میرا اور آپ کا خون اللہ کے نبی ﷺ کے خون سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔

میرا اور آپ کا وقت اللہ کے نبی ﷺ کے وقت سے زیادہ قیمتی نہیں ہے۔

جب ان کی زندگی کا وقت جہاد میں گزر گیا۔

جب ان کا خون جہاد کے راستے میں گر گیا۔

جب ان کا جسم جہاد میں کٹ گیا تو آج ہم جہاد سے دور رہ کر کس منہ سے ان کی نسبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جب ان کا جسم جہاد میں کٹ گیا تو آج ہم جہاد سے دور رہ کر کون سی جنت کی امید رکھے بیٹھے ہیں۔

آج ہم جہاد سے دور رہ کر اللہ کی طرف سے کون سی بخشش کی امید رکھے بیٹھے ہیں۔

بی بی سی لندن کی خبریں سن کے مجاہدین پر اعتراض کر کے ہم سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے جہاد کا فریضہ ادا کر دیا۔

عظیم لوگ

میرے دوستو! جہاد سے دور بیٹھ کر باتیں کرنا بہت آسان ہے مگر تین تین دن تک چنے کھا کر بھوکا میدان جہاد میں پڑے رہنا اور روسی ٹینکوں کا مقابلہ کرنا یہ بہت مشکل کام ہے۔

زبان سے کہہ دینا کہ افغان مجاہدین آپس میں لڑ رہے ہیں یہ بہت آسان ہے۔

افغان مجاہدین کی حقیقت کو جا کر دیکھو یہ وہ لوگ ہیں جن کے ایک ایک دن میں پینتیس پینتیس ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا تھا۔ جن کی عورتوں کو ہیلی کاپٹر میں اٹھا کر لے جاتے تھے اور

اوپر سے ان کے کپڑے پھینک دیتے اور ان سے بدکاری اور زنا کرتے۔ یہ منظر دیکھنا بہت مشکل تھا۔

افغان مجاہدین نے پندرہ پندرہ دن بیدل چل کر جہاد کرتے ہوئے اپنے جسم کے اعضا کٹوا دیئے۔

دو لاکھ کے قریب مجاہد ایسے ہیں جو معذور ہو گئے۔ کسی کی آنکھیں نہیں۔ کسی کے دونوں ہاتھ نہیں۔ کسی کی دو ٹانگیں نہیں۔ آٹھ لاکھ عورتیں بیوہ ہو گئیں جن کے خاوند دنیا میں موجود نہیں۔ لاکھوں بچے یتیم ہو گئے۔ وہ عظیم لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے قربانیاں دیں۔

ہم پر جہاد فرض ہے

میں اور آپ اپنی زندگی پر غور کریں ہم نے اللہ کے دین کو کیا دیا؟

چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا دیا؟ جو سود کا پیسہ تھوڑا سا بچ گیا وہ اللہ کے لئے دے دیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ نے ہماری پوری جان کو خرید لیا۔

آج پوری دنیا میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے مسلمانوں کو ذلیل کیا جا رہا ہے اور ایسے مظالم ہو رہے ہیں جو کبھی آسمان نے نہیں دیکھے تھے۔

ہندوستان کے ایک علاقے میں خاندان کے چودہ آدمیوں کے سامنے ان کی ایک بیٹی کو ننگا کر کے پندرہ آدمیوں نے اس سے بدکاری کی۔

ہم کہاں ہیں آج؟ کس جنت میں ہم رہتے ہیں؟ ہمیں مسلمانوں کے حالات کا بھی علم نہیں ہمیں تو بس C.N.N کی رپورٹ بہت اچھی لگتی ہے کہ اس سے ہمیں مجاہدین پر اعتراضات کرنے کا موقع مل جائے۔

نہیں میرے بزرگو دوستو!! جہاد اللہ کی طرف سے ہم پر فرض ہے' اپنی جان اور مال کو قربان کرنا ہم سب پر فرض ہے' صرف افغان مجاہدین کا فرض نہیں' کشمیریوں کا فرض نہیں' بوسنیا' ہندوستان والوں کا فرض نہیں۔

جو آدمی پڑھتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس پر اللہ پاک کی طرف سے یہ

فریضہ ہے اور اس فریضے کی ادائیگی میں جو موت آئے گی وہ قیمتی موت ہے' جو خون نکلے گا وہ قیمتی خون بن جائے گا۔

اور شہید کے خون کے لئے اللہ پاک نے کوئی ترازو مقرر نہیں کیا اس کے لئے بغیر حساب کتاب کے جنت میں جانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

صرف اس کے لئے نہیں، اس کے تمام خاندان والوں کے لئے اس کے رشتے داروں کے لئے اس کے دوستوں کے لئے اس کے احباب کے لئے اس کے جاننے پہچاننے والوں کے لئے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

شہادت کی نعمت

شہادت عظیم الشان نعمت ہے۔

شہید جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اللہ پاک جانے سے پہلے اس کو جنت کا مقام اور محل دکھا دیتے ہیں۔

شہید کی تو دنیا سے جان چھوٹ جاتی ہے اور وہ مرتا نہیں بل احیاء اللہ پاک اسے زندہ کر دیتے ہیں۔ ولکن لا تشعرون تمہیں اس کی زندگی کا پتہ نہیں چلتا۔

اب تک ہم بزدلی کے گناہ کی مار کھا رہے تھے۔

دنیا کی محبت اور اللہ پاک کے راستے کی موت کو ناپسند کرنے کی مار کھا رہے تھے۔

مگر پھر اللہ پاک نے فضل کیا کچھ مسلمانوں میں جہاد کا جذبہ اور شوق پیدا ہوا۔

غریب مسلمان' لٹے پٹے مسلمان' کسی کا تعلق افغانستان سے کسی کا پاکستان سے' انہوں نے جہاد شروع کیا اب پوری دنیا کے کافروں پر زلزلہ آ گیا ہے۔

جہاد کی تیاری

میرے مسلمان بھائیو! اب بیدار ہو جاؤ۔

کب تک ہم اس طرح ظلم سہتے رہیں گے؟

کب تک مسلمان بیٹیوں کی عزتیں لوٹی جائیں گی؟

کب تک کافر نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دین کو نوچ نوچ کے ختم کرتے رہیں گے؟

کب تک نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا رہے گا؟

آؤ اور جہاد کی ٹریننگ کرو جہاد کی ٹریننگ فرض ہے اللہ پاک نے قرآن میں اس کا حکم دیا واعدوالهم ما استطعتم من قوة کہ تم تیر پھینکنا سیکھو، تم گھوڑے دوڑانا سیکھو، تم اسلحہ سیکھو۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں اس کا حکم دیا۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کر کے دکھایا۔

تو "کفوے" (۱) کے مسلمان بھائیوں سے میری یہی درخواست ہے افغانستان کے حالات کے بارے میں آپ مطمئن رہیں۔ الحمدللہ اکثر علاقوں میں اسلامی حکومت قائم ہے۔ کابل میں کچھ گڑبڑ ہے اس کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ پاک کافروں کی سازشوں کو ناکام فرمائے اور وہاں خالص اسلامی حکومت قائم فرمائے۔ (طالبان کے دور سے پہلے کا بیان ہے۔ اب الحمدللہ تقریباً اٹھانوے فیصد علاقے پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرا رہا ہے۔)

"کفوے" کے نوجوانوں سے بھی مجھے امید ہے کہ ان میں سے بھی کچھ نوجوان ضرور تیار ہوں گے اور ہمارے پاس آئیں گے' ہم ٹریننگ دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جہاد کی تربیت فرض ہے اللہ کے دین کے لئے کچھ کرلیں اللہ بہت بڑا بدلہ دے گا۔

نجات کی راہ

جس دل میں جہاد کی نیت نہیں وہ مر جائے تو منافق ہو کر مرے گا یہ صحیح حدیث ہے:

من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق

(ابوداود)

---

(۱) افریقہ کے ایک شہر کا نام۔

"جو شخص مرا نہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کا شوق ہوا وہ منافق ہو کر مرے گا۔"

اللہ پاک ہمیں منافقت کی موت سے بچائے آمین۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم سے کتنے افضل تھے سب قربان ہو گئے صرف کچھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبریں مدینہ منورہ میں موجود ہیں وہ بھی شہید ہوئے ہیں۔

ہم بخارا و ثمر قند گئے وہاں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزار تھے وہاں جا کر وہ شہید ہوئے مگر ہم جان دینے کی نیت نہ کریں جب کہ ہم تو اتنے گناہ گار ہیں ہماری بخشش کا ذریعہ راہ خدا میں جان دینے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

حدیث میں آتا ہے من لقی اللہ بغیر اثر الجہاد جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے جہاد کے اثرات کے بغیر آئے گا' ناقص ایمان کی حالت میں پیش ہوگا۔ اس لئے کہ ایمان بغیر جہاد کے مکمل نہیں ہو سکتا ایمان کو مکمل کرنے کے لئے جہاد کی ضرورت ہے ابوداود شریف کی روایت ہے:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "مسلمانوں میں سب سے کامل ایمان والا کون ہے؟"

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ آدمی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہو"

اللہ پاک ہم سب کو فریضۂ جہاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین.

جہاد اسلام کا محافظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین۔ (البقرہ آیت:۲۵۱)

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔

(الحج آیت:۴۰)

قرآن مجید کی دو آیات کریمہ تلاوت کی گئی ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

ولولا دفع الله الناس اگر اللہ پاک کی طرف سے جہاد اور دفاع کا یہ سلسلہ نہ ہوتا تو **لفسدت الارض** زمین تباہ ہو جاتی۔

ولکن الله ذو فضل علی العالمین لیکن اللہ پاک بہت فضل والے ہیں کہ جہاد کا عمل اتار دیا جس عمل کی وجہ سے زمین پر فساد نہیں آتا بلکہ زمین پر اللہ پاک کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا:

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض اگر اللہ پاک کی طرف سے یہ جہاد والا سلسلہ نہ ہو اور ایمان والوں کے ذریعے کافروں کو ختم نہ کیا جائے۔

لهدمت صوامع تو گرائے جاتے تکیے، اور مدرسے، اور عبادت خانے، اور مساجد جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔ اللہ پاک نصرت فرماتے ہیں اس کی جو اللہ پاک کی نصرت کرتا ہے۔

ان دونوں آیات کی تفسیر میں اگر میں وہ تمام باتیں ذکر کروں جو حضرات مفسرین نے ذکر کی ہیں تو اس کے لئے تفصیلی وقت درکار ہے اس لئے مختصر عرض کروں گا۔

جہاد کا مطالبہ

پہلی آیت تو اللہ پاک نے ایک قصے کے بعد ذکر کی ہے۔

یہ قصہ بنی اسرائیل کا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کچھ خرابیاں آ گئیں تو اللہ رب العزت نے ان پر ایک ظالم بادشاہ کو مسلط کر دیا جس کا نام جالوت تھا۔ اس نے بڑا ظلم کیا۔

بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتا تھا ان کی عورتوں کی بے حرمتی کرتا تھا ان کے مکانات جلا دیتا تھا اور ہر طرح کا ظلم کرتا تھا۔

بنی اسرائیل نے تنگ آ کر اللہ پاک سے کہا کہ یا اللہ ہمارے اوپر قتال کو فرض کیجئے تا کہ ہم دشمن کا مقابلہ کریں (جس کی پوری تفصیل قرآن پاک کے دوسرے پارے میں موجود ہے) کہ آپ کیوں ہمارے اوپر جہاد فرض نہیں کرتے تاکہ ہم اس ظالم سے چھٹکارا حاصل کریں۔

تو اللہ پاک نے جواب دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں جب جہاد کو تم پر فرض کروں تو تم کہو کہ یا اللہ جہاد کو کیوں فرض کر دیا؟

تو کہنے لگے یا اللہ ہم کیسے یہ کہیں گے۔ **وقد اخرجنا من ديارنا** اور ہمیں نکالا گیا ہمارے گھروں سے اور ہمارے بچے ذبح کر دیئے گئے ہم کیسے جہاد کے خلاف باتیں کریں گے آپ فرض تو کریں جہاد کو۔

تو اللہ پاک نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اوپر جہاد کو فرض کیا۔ **وقد بعث لكم طالوت ملكا** اور حضرت طالوت کو تمہارا کمانڈر اور امیر مقرر کیا۔

اب جب جہاد فرض ہو گیا تو پہلا بہانہ یہ بنایا کہ آپ نے ہمارا جو امیر اور کمانڈر مقرر کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے ہم اس سے زیادہ مستحق تھے کہ ہم میں سے کسی کو امیر بنایا جاتا۔ اس کے پاس نہ تو پیسہ ہے نہ وہ بڑے خاندان کا آدمی ہے آپ نے اسے کیسے امیر بنا دیا؟

کمانڈر کی صفات

اللہ پاک نے جواب دیا کہ میں نے تم پر طالوت کو بادشاہ اور کمانڈر بنایا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دو صفتیں ہیں:

وزاده بسطة فی العلم والجسم امیر کے لئے دو چیزیں ہونا ضروری ہیں ایک جسم اس کا مضبوط ہونا چاہئے اور دوسرا اس کے پاس علم ہونا چاہئے اور یہ دونوں صفتیں اس میں ہیں۔

مفسرین علماء نے لکھا ہے کہ مضبوط جسم کے یہ معنی نہیں کہ بہت موٹا تازہ ہو بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا دل بہت مضبوط ہو۔

ایسا نہ ہو کہ دشمن کا گولہ جب اس کے پاس گرے تو کمانڈر صاحب بے ہوش پڑے ہوں۔ امیر تو ایسا ہو کہ نہ تو اپنے لوگوں کے ذبح ہونے پر اس کے دل میں کمزوری پیدا ہو نہ

کافروں کو ذبح کرنے میں اس کو کوئی پریشانی ہو۔

دل کے اعتبار سے اتنا مضبوط ہو کہ اونچے اونچے پہاڑ اور دشمن کی توپیں، طاقتور مائن یہ چیزیں اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہ رکھیں۔

اور دوسرا اس کے پاس علم ہوتا کہ علم کی روشنی میں شریعت کے مطابق جہاد کر سکے اور علم وحکمت کے ذریعے دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرے اور اپنا کم سے کم نقصان ہو۔

اطاعت امیر

ہوا یہ کہ اب اکثر لوگوں نے تو جہاد میں جانے سے انکار کر دیا۔ تھوڑے سے ساتھ چلے اللہ پاک نے راستے میں آزمایا۔ ایک نہر آ گئی سارے پیاسے تھے امیر نے حکم دیا کہ اس نہر میں سے کوئی پانی نہیں پیئے گا مگر ایک چلو یا دو چلو پانی پی سکتے ہو۔ اکثر لوگوں نے نافرمانی کی کہ دیکھو امیر ہو کے پانی سے روکتا ہے اکثروں نے زیادہ پانی پی لیا وہیں گر گئے' ڈھیر ہو گئے چل ہی نہیں سکتے تھے۔

تین سو تیرہ

روایات میں آتا ہے صرف تین سو تیرہ کے قریب آدمی تھے جنھوں نے امیر کی اطاعت کی۔

جب ان تین سو تیرہ کو لے کر حضرت طالوت' جالوت کے لشکر کے سامنے گئے تو وہ ہنسنے لگا کیونکہ اس کے پاس لاکھوں کا لشکر تھا اس نے کہا کہ دیکھو تین سو تیرہ میرا مقابلہ کرنے کے لئے اور مجھے قتل کرنے کے لئے آئے ہیں یہ میرا کیا بگاڑیں گے؟ میں اکیلا ان کے مقابلے میں نکلتا ہوں۔

اس نے لوہے کی زرہ باندھی اور بہت کچھ تیار کیا اور اکیلا ان کے مقابلے میں آیا۔

حضرت طالوت نے حضرت داود علیہ السلام کے والد سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو بلائیں انھوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلایا۔ حضرت داود علیہ السلام سب سے چھوٹے اور کمزور تھے ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کے کہا جاؤ تم جالوت کا مقابلہ کرو۔

دکھانا یہ تھا کہ جنگ افرادی قوت اور ساز و سامان کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ جنگ تو اللہ

پاک کی نصرت سے ہوتی ہے۔

اب وہ یہ بھی کر سکتے تھے کہ کسی طاقت ور کو بھیجتے کہ جالوت تین سو تیرہ کے مقابلے میں اکیلا کھڑا ہوا تھا مگر اس کے مقابلے میں کمزور ترین کو بھیجا تا کہ دنیا کو یہ پتہ چل جائے کہ مسلمانوں کے پیچھے اللہ کی طاقت ہوا کرتی ہے ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا اللہ ایمان والوں کا مولی ہے مددگار ہے۔

وان الکافرین لا مولی لھم کافروں کا کوئی مولی و مددگار نہیں۔

مسلمانوں پر مشکل آئے گی تو وہ اللہ کو پکاریں گے اور کافر پر جب مشکل آئے گی تو وہ گائے کو پکارے گا۔

ارے گائے تو خود مسلمانوں کی چھری کے نیچے ہوگی وہ کیا ان کی مدد کرے گی۔

حضرت داود علیہ السلام میدان میں نکلے بچوں کے پاس اس زمانے میں ایک پٹہ ہوا کرتا تھا چمڑے کا، آگے پتھر رکھنے کی جگہ بنی ہوئی ہوتی تھی اس میں پتھر ڈال کے اس کو گھماتے تھے گھما کے زور سے پتھر کو نشانے پر مارتے تھے۔

حضرت داود علیہ السلام نے وہ پٹہ لیا اور گھما کے پتھر مارا جو اس کے سر میں لگا اور سر کو چیرتا ہوا پار ہو گیا اور وہ ختم ہو گیا۔ قرآن مجید نے ذکر کیا وقتل داود جالوت حضرت داود نے جالوت کو قتل کر دیا۔

اللہ پاک نے داود علیہ السلام کو بادشاہت عطا فرمائی حکمت عطا فرمائی تھی۔

جہاد سے فساد ختم ہوتا ہے

اس قصے کے بعد اللہ پاک یہ فرماتے ہیں کہ دیکھو دنیا والو جالوت نے پوری دنیا پر فساد برپا کر دیا تھا لیکن میں نے جہاد کے عمل کے ذریعے اس فساد کو ختم کر دیا۔

تو قیامت تک جو فساد بھی آئے گا، قیامت تک جتنا بڑا ظلم کیوں نہ ہو قیامت تک جتنی بڑی قوت کیوں نہ ہو مسلمانوں کے مقابلے میں مگر جب مسلمان جہاد میں آئیں گے تو اللہ پاک اس قوت کو ختم فرمائیں گے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض اگر یہ سلسلہ نہ ہوتا تو دنیا میں ظلم ہی ظلم ہوتا۔

عبادت گاہوں کی حفاظت

دوسری آیت میں خاص ظلم کو بیان کیا۔

دنیا کے ظالموں کی عادت یہ ہے کہ جب بھی کسی علاقے پر قبضہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے اللہ کے گھر کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے قرآن کو جلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

کافر ہم سے دشمنی بعد میں رکھتا ہے پہلے اللہ سے دشمنی رکھتا ہے۔ چنانچہ جن چیزوں کی نسبت اللہ کی طرف ہے پہلے ان چیزوں کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعد میں مسلمانوں کو ختم کرتا ہے۔ تو اللہ پاک نے مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ دنیا میں تم جو مساجد بنا لیتے ہو ان کے بنانے کا بڑا اجر ہے لیکن یہ مساجد بڑے خطرے کی حالت میں ہیں ان کے تحفظ اور دفاع کی بھی ضرورت ہے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض اگر اللہ کا یہ جہاد والا سلسلہ نہ ہوتا۔

لھدمت صوامع تو اپنے اپنے زمانے میں یہودیوں اور نصرانیوں کی عبادت گاہیں تباہ ہو جاتیں اور اس زمانے میں اللہ کی مسجدیں ڈھیر کر دی جاتیں ختم کر دی جاتیں۔

یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا جس میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

تفسیر قرطبی میں لکھا ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ لولا الجھاد لھدمت الدین اگر جہاد نہ ہو تو پورا دین منہدم ہو جائے۔ اس لئے کہ جب مساجد و مدارس نہیں رہیں گے جب قرآن نہیں رہے گا جب مسلمان نہیں رہیں گے تو دنیا سے دین کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ثمرقند و بخارا کے چشم دید واقعات

ان آیات کی صحیح تفسیر ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب ہم بخارا اور ثمرقند کے علاقوں میں

گئے۔

بخارا اور ثمرقند کے علاقے جو ماوراء النہر کے علاقے کہلاتے ہیں۔ جتنا علم آج مسلمانوں کے پاس موجود ہے اس کا اکثر حصہ ان علاقوں سے آیا ہے۔ حدیث کی سب سے مستند کتاب ''صحیح بخاری شریف'' کے مصنف امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے علاقے میں پیدا ہوئے تھے وہ آج ازبکستان کا ایک شہر ہے۔

فقہ کی ہماری سب سے مشہور کتاب ہدایہ کے مصنف علامہ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ ان ہی علاقوں میں پیدا ہوئے تھے۔

تصوف کا پورا سلسلہ انہی علاقوں سے چلا۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ انہی علاقوں میں پیدا ہوئے، عرب کے لوگ آ کے ان سے فیض حاصل کرتے تھے چنانچہ خواجہ کی قبر کے ساتھ امیر عرب جو یمن کے ایک بہت بڑے عالم تھے ان کی قبر موجود ہے جو ان سے فیض حاصل کرنے آئے تھے۔

فقہ کی مشہور کتاب ''نوادر'' لکھنے والے اور تصوف کی مشہور کتاب تنبیہ الغافلین لکھنے والے علامہ ابو اللیث ثمرقندی کا تعلق ثمرقند کے علاقے سے تھا۔

اتنے بڑے بڑے علماء امام ابو حفص صغیر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ، جن کے سامنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔

حدیث کی مشہور کتاب سنن ترمذی لکھنے والے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ترمذ کے علاقے سے تھا جو ماوراء النہر کے علاقے میں ہے۔

اسی طرح ہماری کتاب شرح عقائد جو عقیدے کے موضوع پر سب سے مشہور کتاب ہے اس کے لکھنے والے کا تعلق ''نسف'' کے علاقے سے تھا۔

وہاں کے مدارس میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ ایک ایک مدرسے میں مسلمانوں کے تیس تیس ہزار بچے پڑھتے تھے۔

اور علماء کی یہ حالت تھی کہ ہر گلی کوچے میں ایک بڑا عالم بیٹھا ہوا تھا اور دنیا ان سے فیض

حاصل کرنے کھنچی چلی آتی تھی۔

مگر وہاں کے مسلمانوں نے جہاد کے مبارک عمل کو چھوڑ دیا حالانکہ یہ علاقے حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فتح فرمائے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن تیمورہ ان علاقوں میں تشریف لے گئے تھے۔ ابوداؤد شریف کی یہ روایت ہے کہ عبدالرحمن بن تیمورہ نے یہ علاقے فتح فرمائے۔

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے جنہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا اور سب سے آخر میں قبر سے نکلے تھے وہ اسی علاقے میں تشریف لے گئے اور آج ان کا مزار ثمر قند میں موجود ہے۔

اسی طرح دوسرے بڑے بڑے صحابہ حضرت سعید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کے پوتے سید معزالدین رحمہ اللہ علیہ ان علاقوں میں تشریف لے گئے۔

یوں لگتا تھا کہ اللہ پاک نے ان علاقوں کے لئے ان اکابر کو چن لیا ہے۔

اللہ اللہ کیا فضا تھی۔ کہیں سلسلۂ نقشبندیہ کی خانقاہ چل رہی ہے۔ کہیں امیر عرب کا مدرسہ چل رہا ہے۔ یہ ساری چیزیں تھیں مگر جب جہاد کا عمل نکل گیا تو ان علاقوں میں کافر داخل ہوگئے۔ ثمر قند میں دو ہزار مساجد کو شہید کر دیا گیا۔ بعض کو کلب بنایا۔ بعض کو شراب خانہ بنایا۔ اس وقت کوئی دفاع کرنے والا نہیں تھا۔

کچھ دیوانے اس وقت اٹھے انہوں نے علماء کی کنڈیاں کھٹکھٹائیں اور ان سے کہا کہ اب تو باہر آجاؤ اب تو کفار دروازوں پر پہنچ گئے۔ علماء کہتے تھے نیک اعمال کرو یہ کافر خود بخود پیچھے ہٹ جائیں گے۔

ایک بزرگ کے پاس پہنچے کہ حضرت اب تو خواجہ بہاؤالدین کا علاقہ ہم سے چھننے والا ہے۔ خدا کے لئے کچھ کرو۔ کہتے تھے بیٹھ کے خوب اللہ اللہ کرو انشاء اللہ یہ روسی خود بخود پیچھے بھاگ جائیں گے۔

یہاں تک کہ وہ دن آیا جب روسی ظالم داخل ہوگئے۔ ایک بزرگ نے کتاب لکھی ہے جو

ثمر قند سے آکر کراچی میں آباد ہوئے فرماتے ہیں:

”اعلان ہورہا تھا کہ سب لوگ بخارا کے سب سے بڑے چوک میں جمع ہو جائیں۔ ہم سب چوک میں جمع ہو گئے تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کے اعلان کیا کہ لوگو! آج ہم نے بخارا سے تمہارے خدا کو نکال دیا ہے ابھی خدا کا (نعوذ باللہ) جنازہ نکلے گا تم سب لوگ اس میں شریک ہوگے۔ ایک چارپائی لائی گئی جس پر لکڑی کا بت رکھا ہوا تھا اور اس چارپائی کو لے جا کر شہر سے باہر پھینکا کہ ہم نے مسلمانوں کے خدا کو بخارا کی سرزمین سے باہر کر دیا۔“

اتنی بڑی بڑی مساجد تباہ ہوئیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ہمارے رہبر نے بتایا کہ یہ مدرسہ جس کا مینار آپ کو نظر آرہا ہے اور جس کا محراب چھپن فٹ اونچا ہے یہاں شیخ عبدالقاہر جرجانی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ کے تعلیم دیا کرتے تھے۔

ہم جب خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے عجیب کیفیت طاری ہوگئی رہبر نے بتایا کہ ۱۹۴۶ء میں کمیونسٹوں نے اس مزار کو کھود کے ان کی لاش کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی۔ وہاں اس حد تک ظلم ہوا کہ مسلمانوں کو نماز تک پڑھنے سے منع کر دیا گیا۔

اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ ”جہاد تمام اعمال کا محافظ ہے۔“

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں (اس حدیث ”ایک دن میدان جہاد میں لگانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے“ کے ذیل میں) لکھا ہے کہ چونکہ مجاہد تمام اعمال کا محافظ ہوتا ہے اسی لئے اگر کوئی آدمی پوری دنیا کو خرچ کر ڈالے اسے اتنا اجر نہیں ملتا جتنا مجاہد کو ایک دن لگانے کا ملتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے ایک دن لگانے سے مسجدیں بھی محفوظ ہوگئیں علماء بھی محفوظ ہوگئے مدارس بھی محفوظ ہوگئے۔

لینن جو اس انقلاب کا بانی تھا اس ظالم نے اپنی کتاب ”دی اسلام“ میں لکھا ہے کہ ”ہم نے صرف تین سال کے عرصے میں پچاس ہزار علماء کو قتل کیا۔“

ٹرین میں داخل ہو جاتے اور پوچھتے کہ تم میں سے کون کون مسلمان ہے؟؟ مسلمان کہتے ہم مسلمان ہیں۔ تو ان کو چلتی ٹرین سے ریل کے ڈبے سے نیچے پھینک دیتے۔

یہ ساری باتیں آج تاریخ کا حصہ ہیں۔ اور وہ علاقے آج اس چیز کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔

ہم جہاں جاتے ایک نئی کیفیت دیکھتے ہمیں بتایا جاتا یہاں پر اتنا بڑا مدرسہ تھا' یہاں اتنی بڑی خانقاہ تھی' یہاں دین کا یہ کام ہو رہا تھا مگر ان تمام جگہوں کو تباہ کر دیا گیا۔

دو مسجدیں میں نے خود دیکھیں جواب تک گودام بنی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا ہائے یہ مسجدیں اللہ پاک کے ہاں فریاد کریں گی کہ ہمیں تو سجدے کے لئے بنایا گیا تھا' ہم تو امت مسلمہ کے تقدس کے نشان تھیں آج ہمارے ساتھ کیا ہوا۔

مسلمانوں نے اپنی جان بچانے کے لئے مسجدوں کو چھوڑا۔ نہ اپنی جان بچی' نہ مسجدیں بچیں اور نہ ایمان بچا۔

جہاد کا نتیجہ

افغانستان میں بھی روسی فوجیں ایسے ہی داخل ہوئی تھیں جیسے بخارا و ثمرقند میں داخل ہوئی تھیں۔ لیکن علماء نے کہا ہم جہاد کریں گے' عوام نے کہا ہم جہاد کریں گے' کالج کے طلبہ نے کہا ہم جہاد کریں گے' ہم اپنے دین کا دفاع کریں گے۔

دنیا نے کہا تم پاگل ہو گئے ہو' تم کیسے جہاد کرو گے ان کے مقابلے میں؟ ان کے پاس ٹینک ہیں' طیارے ہیں' بکتر بند گاڑیاں ہیں' راکٹ ہیں' میزائل ہیں۔

لیکن مسلمانوں نے کہا ہمارے پاس کچھ اور نہیں صرف اللہ رب العزت کی طاقت ہے۔

دنیا نے دیکھا ایک طرف روسی طاقت ہے دوسری طرف چند کمزور مسلمان۔

ایک طرف اللہ کا انکار کرنے والے دوسری طرف اللہ کو ماننے والے۔

ایک طرف سرخ انقلاب کا نام لینے والے دوسری طرف اللہ اللہ کر کے اسلامی انقلاب کی بات کرنے والے۔

ایک طرف ٹریننگ یافتہ فوجی دوسری طرف کمزور بچے۔

ایک طرف بڑے بڑے جرنیل دوسری طرف پگڑیاں باندھے ہوئے علماء۔

ایک طرف بڑے بڑے کمانڈوز دوسری طرف کالج اور مدارس کے طلباء۔

یہ عجیب و غریب مقابلہ تھا۔ دنیا نے کہا کہ چند دن میں روس' افغانستان پر قبضہ کر لے گا۔

روسی جرنیلوں نے کہا کہ ہم سات دن کے بعد گوادر کی بندرگاہ پر پہنچ کر پاکستان کے ساحل پر اپنی فوج ڈال دیں گے۔ پھر ہم خلیج کے تیل تک پہنچیں گے۔

لیکن افغانی ایک بات کہتے تھے کہ ہم اپنی جان دے دیں گے مگر ایمان نہیں دیں گے۔ ہم اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن روسی نظام کو نہیں مانیں گے، ہم بہن کی بھائی کے ساتھ شادی گوارا نہیں کریں گے۔ ہم اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن ہم اپنی مساجد کا حشر بخارا اور ثمرقند کی مساجد کی طرح نہیں ہونے دیں گے۔

مجاہدین اسلام کے لئے لڑتے رہے' علاقوں کے علاقے فتح کر لئے۔

لوگوں نے الزام لگایا تم امریکی ہو۔ مجاہدین لڑتے رہے۔

لوگوں نے کہا تمہارے پاس لینڈ کروزر اور پجیرو گاڑیاں کہاں سے آ گئیں؟ تب بھی وہ لڑتے رہے۔

زخمی ہوئے تب بھی وہ لڑتے تھے۔

دو لاکھ مجاہدین معذور ہو گئے جہاد بند نہیں کیا۔

آٹھ لاکھ عورتیں بیوہ ہو گئیں جہاد بند نہیں کیا۔

ساٹھ لاکھ لوگ مہاجر ہو گئے جہاد بند نہیں ہوا۔

مدارس کو اجاڑ دیا گیا جہاد بند نہیں ہوا۔

امریکہ نے دھوکہ دیا جہاد بند نہیں ہوا۔

اپنے مسلمانوں نے گالیاں دیں جہاد بند نہیں ہوا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی نصرت اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔

آسمان سے گھوڑے اترتے وہ دیکھ رہے تھے۔

رات کو جب سوتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔

اکثر مجاہدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ان میدانوں میں کی ہے۔ جب ان کا کوئی ساتھی شہید ہوتا تھا تو خون سے خوشبو آتی تھی۔

یہ عجیب وغریب مقابلہ تھا۔ دنیا نے کہا مجاہدین کب تک ٹھہریں گے؟ لیکن ۱۹۸۸ء میں روسی فوجیں بھاگ گئیں۔ مجاہدین اپنی جگہ رہے۔

لینن کا نظام بھاگ گیا۔ اللہ کا نظام باقی رہا۔

سوشلزم ختم ہوگیا اسلام کا ایک مستحب بھی کوئی ختم نہیں کرسکا۔

یہ جنگ کفر اور اسلام کی جنگ تھی۔ اسلام باقی ہے کفر تباہ ہوگیا۔

یہ جنگ کمیونزم اور اسلام کی تھی کمیونزم ختم ہوگیا اسلام باقی ہے۔

یہ جنگ اللہ اور شیطانی طاقتوں کی تھی شیطانی طاقتیں ختم ہوگئیں اللہ کا نظام باقی ہے۔

یہ جنگ ایمان اور کفر کی جنگ تھی آج کفر وہاں سے نکل چکا ایمان وہاں باقی ہے۔

افغانستان میں مساجد کو اس طرح سے نہیں گرایا جاسکا جس طرح بخارا اور ثمرقند میں۔

بخارا اور ثمرقند کے اندر عورتیں جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو ان کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ یہ میرا بھائی ہے یہ میرا باپ ہے۔ ہر کوئی ان پر بری نگاہ ڈالتا ہے۔

افغانستان میں کوئی عورت بغیر پردے کے باہر نہیں نکل سکتی۔

بخارا اور ثمرقند کے اندر چھپ کر نماز پڑھنا بھی منع تھا افغانستان کے اندر نماز چھوڑنا منع ہے۔

جہاد اور شہادت

تو میں عرض کررہا تھا کہ جہاد کا مبارک عمل جب ہوتا ہے تو مساجد محفوظ رہتی ہیں، علماء کی عزت باقی رہتی ہے، اللہ کا دین عظمت والا ہوتا ہے۔

اللہ پوری دنیا میں جہاد کو زندہ فرمادے تو ہماری مساجد کا تحفظ ہوجائے گا۔ ورنہ کتنی مساجد گرگئیں، اور کتنے مدارس تباہ ہوگئے اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔

لیکن اب مسلمانوں کا دور ہے، اب جہاد کا دور ہے۔ اب شہادت ہمیں مرغوب ہوچکی ہے۔

مجاہدین دن کو بھی شہادت مانگتے ہیں، رات کو بھی شہادت مانگتے ہیں۔ کسی اور زندگی میں

ان کو چین نہیں آتا، کسی اور جگہ سکون نہیں آتا۔

جسے موت کے ساتھ عشق ہوجائے، جسے موت کے ساتھ محبت ہوجائے، پوری دنیا مل کر بھی اسے نہیں مارسکتی۔

آج کا مسلمان الحمدللہ میدان جہاد میں نکل کر موت سے ڈرنا چھوڑ چکا۔

مفتی نظام الدین صاحب کو افغانستان لے گئے، ہمارے ساتھی ٹریننگ کررہے تھے اور عجیب والہانہ انداز میں نعرے لگارہے تھے:

ترجمہ!

''یا اللہ ہم حاضر ہیں، ہماری گردنیں لے لے، لیکن اپنے دین کو عزت وعظمت عطا فرما۔''

اور کوئی نعرہ لگاتا کہ ''اب نہ روسی نظام چلے گا، نہ امریکی، اب اللہ اور رسول ﷺ کا نظام چلے گا۔''

اور کوئی ان میں سے نعرہ لگاتا۔ ''آؤ ہم اسلام کو عزت دے دیں، اور اسلام کی خاطر اپنی جانوں کو کٹوادیں۔''

مفتی صاحب یہ سب دیکھ کر روتے رہے۔ اللہ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہادروں کو پسند کرتے ہیں بزدلوں کو پسند نہیں کرتے۔ تو آج جو نوجوان اللہ کے دین کا دفاع کررہے ہیں، اللہ پاک انہیں ضرور کامیاب کریں گے۔

صبح جب کھانے کا وقت آیا تو مفتی صاحب نے پوچھا یہ کھاتے کیا ہیں؟ اس طرح پتھریلے راستوں پر چلتے ہیں، پہاڑوں پر چڑھتے ہیں، ان کے بازو دیکھو تو لوہے کی طرح لگتے ہیں، جب کسی تنکے پر نشانہ مارتے ہیں تو خطا نہیں جاتا۔

جب صبح دیکھا تو چائے بغیر دودھ والی۔ اور سوکھی روٹی کے ساتھ وہ نوجوان خوشی کے ساتھ ناشتہ کررہے تھے اور مفتی صاحب رورو کے کہہ رہے تھے کہ واقعی اسلام کی عظمت کا دور آگیا کہ خشک روٹی سے ناشتہ کرنے والے آج اللہ کے دین کی عظمت کے لئے نکل چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ مجاہدین کے لئے اموال جمع کرنے جب عرب

کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہو تو آپ ﷺ اکیلے نکل جائیں۔ فتح و شکست دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے افرادی قوت سے کچھ نہیں ہوگا۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کتنی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ جاتی ہیں۔

اس جہاد میں نکلنے کے بے شمار فضائل ہیں۔ اس جہاد کے راستے میں جو مٹی لگتی ہے اس پر اللہ پاک جہنم کا دھواں حرام کر دیتے ہیں۔

اس راستے میں گاڑی میں اگر جھٹکا لگتا ہے تو اس پر بھی اجر ملتا ہے دھوپ ہو اس پر بھی اجر ملتا ہے پیاس ہو اس پر بھی اجر ملتا ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ''یا رسول اللہ! میں پہلے مسلمان ہو جاؤں یا جہاد کروں؟''

فرمایا: ''پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر جہاد کرو۔'' کہنے لگا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یہ کہا اور میدان جہاد میں گیا، لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے خود اس کو قبر میں ڈالا، قبر میں ڈال کر جلدی سے باہر نکل آئے۔ صحابہ ڈر گئے کہ کہیں عذاب قبر تو نہیں محسوس ہوا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں اس کی حوریں وہاں پہنچ چکی تھیں اس لئے میں نکل آیا۔''

فرمایا: عمل قليل واجر كثير عمل بہت تھوڑا کیا مگر اجر بہت زیادہ حاصل کر لیا۔

جہاد کے بغیر دین کا دفاع نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم اپنے دین اور مسلمانوں کا دفاع کرنا چاہتے ہیں تو جہاد کا فریضہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اس میں ہمارا بھی تحفظ ہے مساجد اور مدارس کا بھی تحفظ ہے اور پورے دین کا تحفظ ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو جہاد کا فریضہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

علاقوں میں گئے تو کسی نے کہا کہ ''ڈاکٹر صاحب! جہاد بہت پسند آ گیا اس لئے کہ ڈالر اور پونڈ ملتے ہیں۔'' (ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ عرصہ قبل پشاور میں شہید کر دیئے گئے۔ جب شہید ہوئے تو کئی لوگوں نے ان کے خون سے خوشبو سونگھی اتنے مبارک آدمی تھے۔ کئی کتابیں بھی جہاد کے بارے میں تصنیف فرمائیں۔)

ایک آدمی نے کہا: ''ڈاکٹر صاحب! بہت ڈالر ملتے ہیں پونڈ ملتے ہیں اس لئے جہاد ہو رہا ہے۔''

فرمایا: واللہ ان حرمة اموال المجاهدين على كحرمة لحم الخنزير" ان مجاہدین کے پیسے مجھ پر اس طرح حرام ہیں جس طرح خنزیر کا گوشت مجھ پر حرام ہے۔''

پھر اس مبارک شخص نے کہا: اريد حياتكم وتريد قتلي" میں تمہیں زندہ کرنے کے لئے پھر رہا ہوں تمہارے دروازوں پر، گلی کوچوں پر، تم چاہتے ہو کہ تم مجھے اپنی باتوں سے قتل کر ڈالو۔''

اب ہندوستان کے مسلمان سنبھل رہے ہیں اس لئے کہ مصیبت ان کے سر پر آئی ہے۔ اور کل پوری دنیا کے مسلمان اس مسئلے کو سمجھیں گے۔

ہم چاہتے ہیں کہ مصیبت آنے سے پہلے سمجھ لیا جائے۔ کافر کنڈی کھٹکھٹائے اور آ کر کہے کہ ''میں پہنچ گیا ہوں اب جہاد کرو۔'' اس سے بہتر ہے کہ ہم اس کے دروازے پر پہنچ جائیں کیونکہ اللہ کے نبی کا یہی طریقہ تھا۔

اسلامی فریضہ

جہاد اسلام کا فریضہ ہے اور دین کا دفاع ہے۔

جہاد کرنے کا حکم اللہ پاک نے قرآن مجید میں جگہ جگہ دیا اور اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے یوں فرمایا: فقاتل في سبيل الله لا تكلف الا نفسك آپ اللہ کے راستے میں نکل کر لڑیئے آپ صرف اپنی جان کے جوابدہ ہیں۔

لا تكلف الا نفسك اس کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر ایک آدمی بھی آپ

شہادت کی موت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنااخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھاواجعل لنامن لدنک ولیاواجعل لنا من لدنک نصیرا (النساء:۷۵)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذاترکتم الجھاد فسلط اللہ علیکم الذلۃ (کنزالعمال)

اللہ رب العزت نے ہمیں اس دنیا میں چند دن کے لئے بھیجا ہے اور دنیا کی یہ مختصر سی زندگی معلوم نہیں کس دن ختم ہو جائے گی۔

دنیا کا ویزہ جو اللہ پاک نے ہمیں دیا ہے یہ نا قابل توسیع ہے۔اس کی مدت میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔

جب ہماری موت کا وقت آ جائے گا ہم مسجد میں ہوں یا اپنے گھر میں' کسی سڑک پر ہوں یا اپنی دوکان میں' کسی اسپتال میں ہوں یا میدان جہاد میں' موت وہاں پہنچے گی۔

اسی کو رب العزت نے قرآن مجید میں بیان فرمایا: اینما تکونوا یدرککم الموت تمہیں ہر حال میں موت پہنچے گی ہر جگہ تمہیں موت پا لے گی۔

ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (النساء آیت ۷۸)

اگر چہ تم ان قلعوں کے اندر چلے جاؤ جو بہت ہی مضبوط قلعے ہیں لیکن موت سے تم نہیں بچ سکتے۔

اور جتنی زندگی اللہ پاک نے انسان کی لکھ دی ہے اس سے ایک منٹ پہلے کوئی نہیں مر سکتا اگر چہ اپنے گھر میں ہو' مسجد میں ہو' میدان جہاد میں ہو' دشمن کی توپوں کی زد میں ہو' اپنی دوکان میں ہو۔

پوری کائنات اس کی مخالف ہو جائے زمین و آسمان کے تمام شیاطین اور تمام قوتیں اس کے خلاف جمع ہو جائیں اگر اللہ کے ہاں اس کی موت کا وقت نہیں لکھا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں مار سکتی۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں ایک سو سے زائد جنگوں میں شرکت کی ہے۔میدانوں میں گھس جاتے تھے اور دشمن کے خلاف گھمسان کی لڑائیاں لڑتے تھے پورا جسم چور چور تھا جسم پر تیر و تلوار کے بہت سارے زخم تھے۔

جب مرض الموت میں بستر پر پڑے تھے تو بزدلوں کو کہنے لگے: ”بزدلو! میدان جہاد سے دور رہنے والو! تمہاری آنکھیں نہ سوئیں، تمہیں کبھی آرام نصیب نہ ہو! اگر میدان جہاد میں موت ہوتی تو خالد بن ولید ؓ کسی میدان میں ختم ہو چکا ہوتا۔ کسی میدان میں شہید ہو چکا ہوتا۔ لیکن میدان جہاد میں موت نہیں لکھی تھی زندگی کا ایک وقت مقرر تھا چنانچہ آج میں بستر پر جان اللہ کے سپرد کر رہا ہوں۔“

اللہ سے ملنے کا شوق

موت کا یقین اور اللہ پاک سے ملنے کا شوق، یہ وہ عقیدہ ہے کہ اس عقیدے پر مسلمان کا جتنا پختہ یقین ہوگا مسلمان کو اتنی ہی اعلیٰ زندگی نصیب ہوگی۔

جسے مرنا آ جائے، جو موت کے لئے تیار رہے اللہ پاک اسے زندہ رہنے کا مزہ نصیب فرما دیتے ہیں جاگنے کا مزہ تو اسی کو ملتا ہے جو سوتا ہو۔

جس کی آنکھ لگے اور پھر جاگے تو جاگنے کا مزہ آئے گا۔

اور جاگنے کا مزہ اس وقت آئے گا جب اس کے بعد پھر سونا ہو۔

تو زندہ رہنے کا مزہ اس وقت آتا ہے جب انسان موت کے لئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھے۔

موت تو مؤمن کے لئے مرغوب ترین چیز ہے۔

یہ دنیا امتحان کی جگہ، مصیبت کی جگہ، منافقت کی جگہ، بیماری کی جگہ، پریشانی کی جگہ ہے۔

اور آخرت لذت کی، اطمینان کی جگہ، سکون کی جگہ، ٹھنڈی چھاؤں کی جگہ، جنت کے محلات اور اللہ کی رضا کی جگہ، اللہ کے دیدار کی جگہ ہے۔

ارے دنیا اور آخرت کیسے برابر ہو سکتی ہے۔ یہاں کھانا کھائیں تو پیٹ میں درد، جنت میں کھائیں تو فوراً ہضم ہو جائے۔

یہاں جس سے دوستی رکھیں وہ اپنی بغل میں خنجر چھپائے ہوئے ہے منافقت چھپائے ہوئے ہے اور جنت میں منافقت کا تصور بھی نہیں ہے۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ موت مؤمن کے لئے محبوب چیز ہوتی ہے۔

من احب لقاء اللہ جسے اللہ سے ملنے کا شوق ہو گیا۔

احب اللہ لقائہ اللہ بھی اس سے ملنے کا شوق رکھتا ہے کہ میرا بندہ کب آئے گا۔

بندہ سوچتا ہے میں کب اس مولا کے سامنے جاؤں گا جس کے لئے میں سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا کرتا تھا۔

میں کب اس مولا کے سامنے جاؤں گا جس کے لئے طواف میں **لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک** پڑھا کرتا تھا۔

میں کب اس مولا کے پاس جاؤں گا جس کے لئے صبح سے رات تک روزہ رکھا کرتا تھا بھوکا پیاسا رہا کرتا تھا۔

میں کب اس مولا کے پاس جاؤں گا جس نے دنیا کو حسن بخشا معلوم نہیں وہ خود کتنا حسین اور جمال والا ہوگا۔

کب اس دنیا سے جان چھوٹے گی جس میں بیماری جس میں تکلیف جس میں پریشانی ہے۔

مؤمن ہر وقت یہ سوچتا ہے اور اللہ بھی کہتے ہیں کہ اے میرے بندے تو کب میرے پاس آئے گا تیرا اکرام کروں گا، اپنے فرشتوں کو استقبال کے لئے بھیجوں گا، تیرے اوپر خوب رحمتیں نازل کروں گا، قبر میں تجھے آرام سے سلا دوں گا، قبر کی مٹی اور سانپ تجھے کچھ نہیں کہہ سکیں گے۔

لیکن ومن کرہ لقاء اللہ جسے اللہ سے ملنے کا شوق نہیں ہے ڈرتا ہے کہ مر جاؤں گا موت آ جائے گی حق بات کروں گا مر جاؤں گا میدان جہاد میں نکلوں گا مر جاؤں گا۔

کرہ اللہ لقائہ اللہ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔

موت سے ڈرنے کا سبب

مؤمن کے لئے اللہ سے ملنے کے شوق میں سب سے بڑی رکاوٹ ایک بیماری ہے جس کا نام بزدلی ہے جسے عربی میں ”جبن“ کہا جاتا ہے۔

صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو ایک دعا اس طرح یاد کراتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت اور آیت یاد کرائی جاتی ہے اس لئے کہ وہ دعا اللہ کے نبی نے ہمیں بڑے اہتمام کے ساتھ یاد کرائی تھی۔

وہ دعا کیا ہے؟ **اللھم انی اعوذبک من الجبن** یا اللہ بزدلی سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں۔

بزدلی کفر شرک اور منافقت کی طرح ایک گندی چیز ہے **واعوذبک من البخل** اور اس سے بھی پناہ مانگتے ہیں کہ پیسے کے غلام بن جائیں اور بخل کی وجہ سے ایک پیسہ بھی اللہ کے راستے میں خرچ نہ کریں۔

جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب دنیا سے جانے کا وقت قریب آ گیا تو قرآن مجید کی سورت نازل ہوئی۔ **اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ۔**

صحابہ خوش ہو رہے ہیں کہ اللہ کی نصرت اور فتح آ گئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے ہیں کہ اللہ کے نبی کے وصال کا وقت قریب آ گیا کہ جب لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو واپس چلے جائیں گے۔

اللہ کے نبی مسجد میں تشریف لائے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا: ''اے لوگو! اگر تم میں سے کسی کو اپنی حالت کا اندیشہ ہو تو مجھ سے دعا کرا لے۔''

حضرات صحابہ میں سے ایک شخص کھڑے ہوئے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ دو بیماریاں مجھے لگی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے میں اللہ سے دور ہو گیا ایک بزدلی کی بیماری کہ ڈرتا ہوں موت نہ آ جائے ہر وقت خوف طاری رہتا ہے دوسرا زیادہ نیند آتی ہے سوتا ہی رہتا ہوں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے دعا کی۔ یا اللہ! اس کی بزدلی بھی ختم کر اور زیادہ سونے کی عادت بھی ختم کر۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں اس دن کے بعد ہم دیکھتے تھے کہ وہ شخص اتنا بہادر ہو گیا

کہ میدان جہاد میں اس سے آگے جانے والا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

تو بزدلی بہت گندی چیز ہے۔ اس کی وجہ سے انسان کو موت کا شوق نہیں رہتا۔ آج ہمیں موت کا شوق بالکل نہیں۔ حالانکہ موت جب آئے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملاقات ہو گی اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات ہو گی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: ''موت سے محبت کرو موت تم سے بھاگے گی۔'' اتنا دور بھاگے گی کہ تم تمنا ہی کرتے رہو گے تمہیں موت نہیں ملے گی۔

لیکن جب موت سے ڈرنا شروع کرو گے تو دائیں طرف موت' بائیں طرف موت' اوپر موت' زمین پر موت' بستر پر موت' رات کو تالے لگاؤ گے تب بھی موت' صبح کو اٹھو گے تب بھی موت' ہر کوئی تمہیں مارتا ہی رہے گا لیکن جب تم مرنے کا فن سیکھ گئے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ختم نہیں کر سکتی۔

بزدلی کا وبال

یہ عقیدہ ہے جس عقیدے کی کمزوری کی وجہ سے آج ہم بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو گئے ہیں۔

اس گناہ کی وجہ سے آج نہ مسلمانوں کی عزتیں محفوظ ہیں نہ مسلمانوں کی مسجدیں محفوظ ہیں۔ اس لئے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں اور موت ہر طرف سے ہمیں گھیرنے آتی ہے۔

کاش ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح موت کو گلے لگانے کے لئے تیار ہو جاتے

اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے تو کیا کسی ہندو کو جرأت ہوتی کہ وہ ہماری مسجد کو گرا سکتا؟

کیا کسی عیسائی کو ہمت ہوتی کہ بوسنیا میں مسلمان عورتوں کی عزت کو لوٹ سکتا؟ لیکن ہم موت سے ڈر کی وجہ سے خود بھی تباہ ہو گئے اور فریضۂ جہاد کا بھی انکار کر بیٹھے۔

احادیث میں بتایا گیا جہاد فرض ہے، ہم موت سے ڈر گئے۔

ہمیں کہا گیا اٹھو تیر چلانا سیکھو ہم موت سے ڈر گئے' ہمیں کہا گیا اٹھو بندوق چلانا سیکھو ہم موت سے ڈر گئے۔

ہمیں کہا گیا اٹھو کافروں سے مقابلہ کرو ہم موت سے ڈر گئے' ہمیں کہا گیا اٹھو عزتوں کے محافظ بن جاؤ ہم موت سے ڈر گئے۔ جس کی وجہ سے آج ہماری کوئی چیز محفوظ نہیں۔

کل جو بیماری یہودیوں کو لگی ہوئی تھی وہ بیماری آج ہمیں لگ گئی۔

یہودی دعویٰ کرتے اور بڑے فخر سے کہا کرتے تھے نحن ابناء اللہ واحباؤہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں۔

اللہ نے جواب دیا فتمنوا الموت ان کنتم صادقین اگر سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو۔

اگر اللہ کے محبوب ہو تو محبوب کے پاس تو موت کے بعد ہی پہنچ سکتے ہو' اللہ کے بیٹے ہو تو باپ کے پاس تو موت کے بعد ہی پہنچ سکتے ہو' تمنا کرو۔

ولن یتمنوہ ابدا بماقدمت ایدیھم (البقرہ) جب موت کا لفظ آیا پیچھے ہٹ گئے۔

یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا اللہ کی کتاب کو بیچ کر پیسہ کھاتے تھے۔

وہ لوگ تجارت میں اتنے غرق ہو چکے تھے کہ حلال وحرام کی تمیز ان کے دلوں سے نکل چکی تھی۔

پیسہ ان کا مذہب تھا سونا ان کا کعبہ تھا چاندی ان کا معبود تھا انہی چیزوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔

نہ اللہ کے دین کی پرواہ اپنی عزتوں کا کوئی خیال اور نہ عظمتوں کا کوئی خیال۔

اور آج ہم بھی کہتے ہیں دین پر عمل تو کرنا ہے لیکن جس دین میں تکلیف نہ ہو، جس میں دوکان کو نہ چھوڑنا پڑے، جس دین میں تجارت پر اثر نہ آئے۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن سے کہا گیا جہاد تم پر فرض ہے۔ صحابہ تین سو تیرہ تھے۔

عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ ہم جہاد کے لئے تیار ہیں اور اگر آپ حکم کریں کہ سمندر میں چھلانگ لگا دو ہم سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کھڑے ہیں پوچھا جہاد کے لئے کون کون تیار ہے؟

بچے اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے آپ کو اونچا کر کے کہتے ہیں اللہ کے نبی ہم تیار ہیں ہمیں لے جایئے۔

ایک بچے کا نام مجاہدین کی فہرست میں آ گیا دوسرا رونے لگا کہ میں شہادت کی موت سے محروم ہو جاؤں گا میں جہاد کی موت سے محروم ہو جاؤں گا۔

کہا: اے اللہ کے نبی! میرے اور اس کے درمیان کشتی کرا لیجئے اگر میں جیت جاؤں تو پھر مجھے بھی لے جائیں۔

دونوں کی کشتی ہونے لگی چھوٹے نے بڑے کے کان میں کہہ دیا کہ ارے تو جہاد میں منتخب ہو چکا اب میرا وقت ہے خدا کے لئے تو گر جا تا کہ میں جیت جاؤں اور مجھے بھی شہادت کا رتبہ مل جائے۔

جذبۂ جہاد

جہاد سے بہانہ کر کے گھروں میں بیٹھ جانے والے ذرا سوچیں تو سہی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کس انداز سے جہاد میں جاتے تھے۔

بیوی سامنے آئی، چھوڑ کر میدان میں نکل گئے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واجب غسل کو چھوڑ کے میدان میں نکل گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں پڑے ہوئے ہیں کسی نے جا کر پوچھا کیف حالک آپ کا کیا حال ہے؟

کہا واللہ انی لاجد ریح الجنۃ "خدا کی قسم جنت کی خوشبو مجھے محسوس ہو رہی ہے۔"

انہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید نے یہ اعلان کیا۔ کہا اگر تم ان جیسا ایمان لاؤ تو تمہارا ایمان معتبر ہے دوسرا کوئی ایمان معتبر نہیں ہوگا۔

شہادت کی موت

موت کا وقت مقرر ہے اور سب سے افضل موت شہادت کی موت ہے۔

نوجوان دوستو! ہماری بخشش کے لئے شہادت کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

شہادت تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

شہادت کی موت میں تکلیف تک نہیں ہوتی۔

شہادت کی موت میں اللہ کی طرف سے شفاعت کا مقام ملتا ہے۔

شہادت کی موت میں عذاب قبر نہیں ہوتا۔

اور جب شہید کا خون زمین پر گرتا ہے تو اس کے نتیجے میں خدا کبھی قیصر و کسریٰ کو تباہ کرتا ہے تو کبھی سوویت یونین کو تباہ کرتا ہے۔

آج پوری دنیا میں اللہ کا نام ذلیل ہوگیا۔

آج پوری دنیا میں دین اسلام ذلیل ہوگیا۔

دنیا میں سوشلزم نافذ ہے۔

دنیا میں کیپٹلزم نافذ ہے۔ دنیا میں سیکولرازم نافذ ہے' اسلام کا نام لینے والا کوئی نہیں۔

اللہ کی کتاب کو لوگوں نے اپنے پاؤں کے نیچے روند دیا۔

قرآن کو کافروں نے گولیوں کا نشانہ بنایا۔

مگر پھر بھی دین اور عزتوں کے محافظ کچھ نوجوان میدان میں نکل کر اعلان کر رہے ہیں۔

لبیک اسلام البطولة کلنا نفد الحمی

لبیک واجعل من جماجمنا لعزک سلما

یا اللہ ہم حاضر ہیں ہماری کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کر لیکن اپنے دین کو عظمت دیدے۔ دین کو عزت دیدے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو عزت دیدے۔

اور کہا: واللہ یار جال انا حامل البندوقیہ اب ہمارے ہاتھ میں بندوق آچکی ہے اللہ کے نبی کے ہاتھ میں تلوار تھی ہمارے ہاتھ میں بندوق ہے۔ نبی ﷺ نے تلوار اٹھانے کا حکم دیا تھا ہم نے اٹھالی ہے۔ اب دنیا میں کفر کو سوائے موت اور غلامی کے اور کچھ نہیں ملے گا۔

چنانچہ اللہ کی نصرت آئی کفر کو شکست ہوئی اور ایسے معرکے بپا ہوئے کہ زمین بھی حیران رہ گئی۔

آسمان بھی تعجب کرتا تھا کہ پینتیس نوجوان نکلتے ہیں اور دشمن کے ۲۵۰ ٹینکوں کو خاک میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

اللہ مسلمانوں کی جانوں کا خریدار

جہاد فرض ہے۔ یہ جان میری اور تمہاری نہیں یہ اللہ رب العزت کی امانت ہے۔ اگر تم نے اس جان کو اپنی جان سمجھا تو گھٹیا ہو جاؤ گے۔ رب کریم نے اس جان کو خرید لیا ہے اب اللہ کے ساتھ دھوکہ کوئی نہ کرے:

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنة

(التوبہ:۱۱۱)

اللہ نے جنت کے بدلے میں اس جان کو خرید لیا۔ اللہ نے جنت کے بدلے اس مال کو خرید لیا۔

مگر ہم نے اللہ سے کہا کہ ہم جان نہیں دیں گے ہم نے اللہ سے کہا کہ ہم تجھے مال نہیں دیں گے اللہ نے ہم پر ذلت کو مسلط کر دیا:

اذا ترکتم الجہاد فسلط اللہ علیکم الذلة

جب تم جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت کو مسلط کرے گا۔

آج ہمارے مسائل اقوام متحدہ اور امریکہ حل کرتا ہے۔

کیا یہ صرف ہمارے گناہوں کی شامت ہے؟ نہیں گناہوں کی شامت نہیں، ہماری بزدلی کی شامت ہے۔

اگر آج ہمارے ہاتھوں میں تلوار ہوتی، جہاد والا عمل ہوتا تو خدا کی قسم کوئی کافر کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا۔ جہاد ہو اور کافر غالب آجائیں ایسا کوئی نظام اللہ پاک نے نہیں بنایا۔

میرے دوستو!

اللہ کے نبی ﷺ نے ستائیس (۲۷) جنگیں خود لڑی ہیں مگر ہم نے کتنی جنگوں کی نیت کی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”جس دل کے اندر جہاد کا شوق نہیں ہوگا وہ منافق کا دل ہے۔“

ہم اپنے دل کو جھانک کر دیکھیں کہ یہ مسلمان کا دل ہے یا منافق کا دل ہے؟

آج ہمارا نوجوان کافروں کی شکل بنانے میں فخر محسوس کرتا ہے تو جہاد امت سے نکل گیا۔

آج امت مسلمہ پر یہ حالت آگئی ہے کہ اگر روضۂ اقدس پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا جائے کہ آپ کی ایک ایک امتی عورت کی عزت پندرہ پندرہ ہندو لوٹتے ہیں۔

آپ کی امت کی عورتوں کے پیٹ سے سکھوں کے بچے جنم لیتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں تو اللہ کے نبی ﷺ پوچھیں گے کہ بتاؤ دنیا سے مسلمان ختم ہوگئے؟

کیا دنیا سے دین کے لئے جان دینے والے ختم ہوگئے؟

کیا اللہ کے عاشق ختم ہوگئے؟

تو سوچئے ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟

جنت کا مختصر ترین راستہ

جس فریضے کو قرآن مجید کی ایک دو آیتوں میں نہیں بلکہ سینکڑوں آیات (تقریباً

ساڑھے چار سو آیات) میں اللہ پاک نے بیان فرمایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا شارٹ کٹ راستہ قرار دیا:

الجهاد مختصر طريق الجنة

جہاد جنت کا سب سے مختصر ترین راستہ ہے۔

جس راستے کو عزت کا راستہ قرار دیا:

من سل سيفه في سبيل الله فقد بايع الله

(کنز العمال)

جس نے تلوار اٹھالی اس نے اللہ سے بیعت کرلی۔ کتنی بڑی سعادت ہے کہ اللہ سے بیعت ہوجائے۔

حدیث میں آتا ہے جب مومن ہاتھ میں اسلحہ لے کر میدان میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ پاک کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ اللہ مسکرا رہا ہے اور جس پر اللہ مسکراتا ہے قیامت کے دن اس کا حساب نہیں ہوتا۔ (کنز العمال)

جب مومن میدان جہاد میں نکلتا ہے تو جنت کی حوریں اللہ سے کہتی ہیں کہ ہمیں آسمان دنیا پر جانے کی اجازت دیں تاکہ ہم اپنے مجاہد کو دیکھیں کیسے لڑتا ہے۔ حوریں آسمان دنیا پر آجاتی ہیں۔

مجاہد میدان میں بڑھتا ہے حوریں دعا کرتی ہیں اللھم ثبتہ یا اللہ اس کو ثابت قدم فرما اس کو آگے بڑھا۔

مجاہد کبھی ڈر کر پیچھے ہٹتا ہے تو حوریں پردہ کرلیتی ہیں اس لئے کہ جنت کی حوریں اللہ نے بزدلوں کے لئے نہیں بنائیں۔

جنت کی حوریں موت سے ڈرنے والوں کے لئے نہیں بنائیں۔

جو حوروں سے ملنا ہی نہیں چاہتا اس سے حوریں کیا ملیں۔

جو اللہ سے ملنا ہی نہیں چاہتا اس سے اللہ کی بنائی ہوئی حوریں کیا ملیں، پردہ کرلیتی ہیں۔

مجاہد کو پھر جذبہ آتا ہے پھر میدان کی طرف بڑھتا ہے حوریں پھر دعا شروع کرتی ہیں۔

یہ زخمی ہوتا ہے حوریں زمین پر اتر آتی ہیں آکر اس کے منہ سے مٹی کو صاف کرتی ہیں۔

جب اس کی روح نکالنے کا وقت آتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ہم اس کی روح نکالیں گے۔

اللہ فرماتے ہیں جان میرے لئے دی ہے روح تم نکالو گے یہ نہیں ہوسکتا۔ اس کی روح میں نکالتا ہوں۔ چنانچہ تکلیف بھی نہیں ہوتی اور روح ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف منتقل کردی جاتی ہے۔

کتنے بڑے عمل سے آج ہم محروم ہیں ایسے عمل سے کہ جس عمل میں ایک روپیہ خرچ کرنے سے اللہ پاک کروڑوں عطا فرماتے ہیں۔

جس عمل میں پاؤں پر مٹی لگتی ہے تو جہنم کی آگ حرام کردی جاتی ہے۔

جس عمل کی تمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، یا اللہ میں تیرے راستے میں لڑنا چاہتا ہوں یہاں تک کہ شہید ہو جاؤں لیکن جب شہید ہو جاؤں پھر مجھے زندہ کردینا اس لئے نہیں کہ دنیا میں رہوں اس لئے کہ پھر تیرے راستے میں شہید ہو جاؤں۔

جب قرآن وسنت کا اتنی عظمت والا حکم ہمارے دلوں سے نکل گیا تو مسلمانوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ مسلمان عورتیں اپنی عزت بچانے کے لئے تین منزلہ عمارت سے چھلانگ لگاتی ہیں۔

اپنی عزت بچانے کے لئے وہ کس کے پاس جائیں؟

جلتا ہوا قرآن کس کے سامنے فریاد کرے؟

جہاد کے بغیر مرنا منافقت ہے

بغیر جہاد کے دنیا سے جانا منافقت ہے۔

ہمارے جسم پر جہاد کا ایک نشان نہیں ہوگا جبکہ اللہ کے نبی ﷺ کے دانت مبارک جہاد میں شہید ہو گئے ان کا چہرہ مبارک جہاد میں زخمی ہو گیا۔

ہم میدان حشر میں کھڑے ہوں گے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹکڑے لائے جائیں گے کہ میدان جہاد میں خود کو کٹوا دیا تھا۔

حضرت زید ؓ کا جسم لایا جائے گا کہ پورا جسم نیزوں سے چھلنی ہو گیا تھا۔

بتاؤ! اللہ کو کیا جواب دو گے؟

جب بابری مسجد شکوہ پیش کرے گی کہ مجھے گرا دیا گیا کسی نے میری طرف توجہ نہ دی۔

کشمیر کی بہنیں پوچھیں گی کہ ہمیں قتل کیا گیا کسی مسلمان نے ہمارا بدلہ نہ لیا۔

اسلام اور کفر کی جنگ

آج امریکہ مسلمانوں سے اعلان جنگ کرچکا ہے۔

آج پوری دنیا میں ایک عالمگیر جنگ کا افتتاح ہو چکا۔ یہ جنگ اسلام اور کفر کی جنگ ہے اس جنگ میں شریک ہو جاؤ۔ اللہ نصرت کریں گے فتح دیں گے عزت دیں گے کامرانی دیں گے۔

آج مسلم نوجوان ہمارے ٹریننگ سینٹر پہنچ رہے ہیں۔

اور الحمدللہ اسلحہ سیکھ رہے ہیں، ہاتھوں میں اسلحہ اٹھا کر اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ دل خوش ہوتا ہے کہ اسلام غالب آنے والا ہے۔

لیکن دوستو صرف یہی کافی نہیں اب یہاں سے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ آیئے! ہم دعوت دیتے ہیں۔

آؤ نوجوانو! اس ذلت کی زندگی کو چھوڑ دو۔ یہ یورپ کا انگریز کیڑے سے بدتر ہے۔ یہ تم پر حکومت نہیں کرسکتا۔ ہندو اپنے سائے سے ڈرتا ہے گیدڑ ہے بزدل ہے وہ تمہارا کچھ نہیں کرسکتا۔

آؤ نوجوانو! اپنے ہاتھ میں اسلحہ لے کر محمد بن قاسم بن جاؤ۔ محمود غزنوی بن جاؤ۔

زندگی اس تجارت میں کھپانے کی بجائے اللہ کے ساتھ تجارت میں لگا دو۔

اپنی جان بیچ کر جنت کو خرید لو۔

اپنے مال کو بیچ کر اللہ سے جنت کو خرید لو۔ اللہ کے خریدار بن جاؤ۔ بس یہی دعوت لے کر آئے ہیں۔

بزرگ دعا کریں۔ اپنی اولاد کو میدان جہاد میں بھیجیں۔

گھروں میں مسلمان عورتیں اپنے بھائیوں کو تیار کر کے بھیجیں۔

جہاد کوئی خواب نہیں' جہاد کوئی قصہ نہیں' جہاد کوئی افسانہ نہیں' جہاد اللہ کا حکم ہے۔

آؤ دوستو! اس قرآن کے حکم کو پورا کریں کیونکہ جہاد کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

اللہ پاک مجھے اور آپ کو عملی جہاد کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمیں پوری دنیا میں ہونے والے عالمی جہاد میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔

اب تک اگر ہم جہاد کے بارے میں شبہات رکھتے تھے یا مجاہدین کے بارے میں شبہات رکھتے تھے وہ دل سے نکال لینے چاہئیں اللہ ہمارے دلوں کو صاف فرمائے۔

مجاہدین سے ہمیں محبت نصیب فرمائے۔

مجاہدین کے ساتھ قیامت کے دن ہمارا حشر فرمائے تاکہ ہم بھی بغیر حساب و کتاب کے شہداء کے ساتھ جنت میں جا سکیں۔

اللہ ہمیں شہادت کی مزے دار عزت والی عظمت والی موت نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

اخلاق اور تلوار

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انک لعلی خلق عظیم

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر. لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سل سیفہ فی سبیل اللہ فقد بایع اللہ (کنز العمال)

یارب صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

اللہ رب العزت نے ہماری کامیابی کا مدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کے طریقوں میں رکھا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے بھی طریقے ہیں سب خوشبودار اور اخلاق سے منور ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے اس کا واضح اعلان فرمادیا: انک لعلی خلق عظیم کہ آپ بہت بڑے اخلاق کے مرتبے پر فائز ہیں آپ سے بڑھ کر کسی کے اخلاق نہیں ہو سکتے۔

رحمت والے نبی ﷺ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت بن کر آئے ہیں زحمت بن کر نہیں آئے اور اس کا واضح اعلان قرآن مجید نے فرمادیا:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ہم نے آپ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے فرمودات سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذہب اسلام کی بنیاد ہی رحمت پر ہے:

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔'' (بیہقی)

قرآن مجید کی ابتدا میں جو تسمیہ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی اللہ رب العزت کی ان صفات کا تذکرہ ہے جو رحمت والی صفات ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی رحمت اور اخلاق کا نام ہے جس کے علاوہ کوئی تیسرا نام ہم اسے نہیں دے سکتے۔

آپ کی پوری زندگی رحمت ہے۔ آپ کے گھر کے اندر کی زندگی یا گھر کے باہر کی زندگی آپ کی دعوت والی زندگی یا آپ کی تعلیم وتعلم والی زندگی ہر جگہ آپ رحمت کے پیکر نظر

آتے ہیں۔

اور کسی جگہ اللہ کے نبی ﷺ کے کسی فعل کو بداخلاقی نہیں کہا جا سکتا۔

اور اللہ کے نبی ﷺ کے کسی کام کو رحمت سے بعید نہیں کہا جا سکتا۔

آپ مجسم رحمت تھے آپ کا کوئی کام رحمت سے خالی نہیں تھا۔

آپ کا کوئی کام اخلاق سے خالی نہیں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یتیموں اور غریبوں کے ساتھ تعاون فرمانا یہ بہت بڑی رحمت اور اخلاق کا معاملہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو بھوکا رکھ کر دوسروں کو کھانا کھلانا،

راتوں کو کھڑے ہو کر امت کے لئے اتنا مانگنا کہ پاؤں مبارک میں ورم آجائے،

اپنے جسم پر پتھر کھا کر امت کو دعائیں دینا یہ ساری چیزیں رحمت اور اخلاق نظر آتی ہیں۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے اور اس کی صداقت میں کسی قسم کا شبہ نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کا پیار ہو یا غصہ اللہ کے نبی کا نرمی کا وقت ہو یا آپ کی سختی کا وقت ہو ہر چیز اخلاق ہے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

اللہ کے نبی نے اگر گیارہ شادیاں (نکاح) فرمائی ہیں تو اخلاق کا اتنا بڑا نمونہ ہے کہ دنیا میں اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

تلوار والے نبی ﷺ

اللہ کے نبی ﷺ نے اگر کافروں کے خلاف تلوار اٹھائی ہے تو یہ اخلاق کا وہ نمونہ ہے جس کی مثال دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

لیکن ہم اپنے ذہن کے اعتبار سے یہ بات سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ ایک طرف تو اعلیٰ اخلاق کے اوپر فائز ہیں۔

ایک طرف تو رحمت کا سرٹیفکیٹ آپ کو ملا ہے کہ آپ رحمت ہی رحمت ہیں مجسم رحمت ہیں اور دوسری طرف ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ آپ اپنے ہاتھوں میں تلوار لے کر میدانوں کی طرف

تشریف لے گئے اور کافروں کو قتل کر رہے ہیں۔

ظالم کو قتل کرنا عین اخلاق ہے

اور اللہ کے نبی ﷺ اپنی مبارک مجلس میں بیٹھے ہوئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کعب بن اشرف (یہودی) کے بارے استفسار فرما رہے ہیں کہ اس کو کون قتل کر کے اپنے رب کا مقرب بنے گا؟

بعض صحابہ اٹھ کر جا رہے ہیں اور اللہ کے نبی ﷺ سے اجازت طلب کر رہے ہیں کہ کعب بن اشرف کو قتل کرنا تو ہمارے لئے آسان ہے لیکن ہمیں یہ اجازت مرحمت فرمایئے کہ آپ کی شان میں ہمیں حکمت کے طور پر تھوڑی سی بات کرنی پڑے گی۔

اللہ کے نبی اس کی بھی اجازت مرحمت فرماتے ہیں اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی تشریف لے گئے اور جا کر کعب بن اشرف کو مردار کر دیا۔ اس کو بھی اخلاق کہیں گے۔

اللہ کے نبی ﷺ اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مدینے کی ایک یہودیہ (جس کا نام عصما تھا جو کہ اللہ کے رسول ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی) کے قتل کے بارے میں حکم صادر فرما رہے ہیں۔

ایک نابینا صحابی (عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر تشریف لے جاتے ہیں تا کہ عصما کے وجود سے دنیا کو پاک کر دیں اور اللہ کے نبی ﷺ بطور انعام اپنی لاٹھی ان کو عطا فرما دیتے ہیں۔

محمد ﷺ کی غلامی

اللہ کے نبی کے اخلاق کی ایک جھلک یہ بھی دیکھیں کہ مدینہ کی بستی میں ایک بڑھیا جو کہ کافرہ ہے اپنے سر پر سامان کا بوجھ اٹھا کر بڑی مشکل سے چل رہی ہے۔

ایک شخص آگے بڑھتا ہے اور اس کا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھا کر اسے وہاں تک پہنچا دیتا ہے جہاں تک اس عورت کو جانا مقصود تھا۔

وہاں پہنچ کر جب اس عورت کو سامان دیتا ہے عورت کہتی ہے کہ ”بیٹا! تیری آنکھوں

سے ذکاوت اور تیرے چہرے سے شرافت ٹپک رہی ہے تیرا وجود مجھے لیاقت کی صداقت دے رہا ہے اس لئے تجھے ایک نصیحت کرتی ہوں کہ مدینہ میں ایک شخص محمد ﷺ نامی آیا ہوا ہے جو لوگوں کو اپنے پرانے دین سے ہٹا کر ایک نئے مذہب پر گامزن کرتا ہے اور لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جا رہا ہے اس شخص سے بچ کر رہنا۔“

وہ نوجوان سر جھکا کر کہتا ہے:

”اماں! وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہی تو ہوں جس کے بارے میں تو یہ کہہ رہی ہے۔“

بوڑھی عورت جب یہ منظر دیکھتی ہے تو پکار اٹھتی ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہے تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی میں آنا شرف محسوس کرتی ہوں:

اشھدان لاالہ الااللہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میرے لئے شرف ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑھیا کا بوجھ اس طرح اپنے کندھے پر اٹھا کر جاتے ہیں اور بغیر کسی غرض و لالچ کے اس طرح کی خدمات پیش کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر نہ کوئی سچا ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اس سے بڑھ کر صداقت والا ہو سکتا ہے۔

مدینہ میں بیٹھ کر جنگ موتہ کی منظر کشی

اللہ کے نبی ﷺ کے اخلاق یہ بھی تو تھے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک لشکر ”موتہ“ کی طرف روانہ کیا۔

ابھی لشکر میدان کے اندر پہنچا ہی تھا کہ اللہ کے نبی کی ساری فکر اور سوچ بھی جنگ کے میدان میں پہنچ گئی۔

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی سوچ اور فکر کی وجہ سے میدان جنگ کے حالات آپ پر منکشف فرما دیئے اور اللہ کے نبی مدینہ میں اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس میں بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جنگ شروع ہو چکی ہے اور ابھی مسلمانوں کا جھنڈا اور قیادت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے۔

یہ وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا تھا جو غلام تھے اور بیچنے کے لئے مکہ کی وادیوں میں لائے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے پھر آپ کے روحانی غلام بن گئے تھے، اللہ کے نبی نے ان کو متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا تھا۔

زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں جن کا ذکر قرآن نے ان کے نام کے ساتھ کیا ہے

فلما قضی زید منها وطرا۔

زید کا نام قرآن مجید کے صفحات پر موجود ہے اللہ کے نبی ﷺ کا منہ بولا بیٹا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ اللہ کے نبی کے محبوب ترین صحابی ہیں۔

یہ وہ صحابی کہ جب ان کے والدین (چچا اور باپ) ان کو لینے کے لئے مکہ میں پہنچ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی ''کہ اگر آپ اپنے بچے کو لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں۔''

باپ منتیں کر رہا ہے چچا آہ وزاریاں کر رہا ہے کہ زید واپس چلو۔

زید کہتا ہے نہ مجھے باپ کی ضرورت ہے نہ مجھے چچا کی ضرورت ہے نہ مجھے خاندان و قبیلہ کی ضرورت ہے۔

میں ایک شخصیت کا اسیر ہو چکا ہوں میں ایک ایسی ذات کے قدموں میں بیٹھ چکا ہوں کہ دنیا مجھ سے جدا ہو سکتی ہے اس کے قدموں کی خاک مجھ سے جدا نہیں ہو سکتی۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موتہ کے میدان میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کمان کر رہے ہیں اور نبی ﷺ مدینہ میں اپنے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جنگ کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

موتہ میں جنگ شروع ہو چکی ہے میرا زید میدان کے اندر لڑ رہا ہے۔

پھر اللہ کے نبی ﷺ کے ایک جملے نے مجلس پر سکوت طاری کر دیا۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''زید شہید ہو چکے ہیں'' لیکن اگلا جملہ ساتھ یہ بھی فرمایا: ''زید جنت میں جا چکے ہیں۔''

اور فرمایا کہ ''اب جھنڈا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے لے لیا ہے۔'' جعفر طیار رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوطالب کے بیٹے اللہ کے نبی کے چچازاد بھائی حبشہ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کرنے والے نجاشی کے دربار میں سورۂ مریم کی آیات پڑھ کر نجاشی کو کفر سے اسلام کی طرف پھیرنے والے ہیں۔

یہ وہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہیں کہ جن کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے دونوں بازو کٹ گئے تھے۔

کسی نے خواب میں دیکھا کہ جعفر رضی اللہ عنہ جنت کے اندر اڑتے پھر رہے ہیں خدا نے دو پردے دیئے۔

پوچھا جعفر رضی اللہ عنہ یہ پر کہاں سے آ گئے؟ کہا جہاد میں دو بازو کٹے تھے خدا نے جنت میں دو پردے دیئے ہیں اس لئے نام رکھ دیا گیا جعفر ذوالجناحین۔

فرمایا اب جھنڈا جعفر کے ہاتھ میں ہے اور پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ''جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے ہیں اور جنت میں چلے گئے ہیں۔''

اب جھنڈا میرے انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنبھال لیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سن رہے ہیں اللہ کے نبی ﷺ کس والہانہ انداز میں واقعات سنا رہے ہیں اور فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے۔''

اللہ کے نبی نے فرمایا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو چکے ہیں اور اس کے بعد آپ کی زبان خاموش رہی۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اگلا جملہ سننے کے لئے بے تاب تھے کہ ''عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جنت میں چلے گئے۔''

لیکن اللہ کے نبی خاموش تھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تڑپ اٹھے کہ کہیں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جنت سے محروم نہ ہو جائیں۔

آپ نے یہ قصہ سنا ہوگا کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ جب دشمن پر حملہ کر رہے تھے تو اچانک

ان کے نفس نے تھوڑی دیر کے لئے انہیں دنیا کی طرف متوجہ کر دیا تھا اور ان کے دل میں آیا تھا کہ پیچھے ہٹ جائیں لیکن انہوں نے استغفار پڑھی اور اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے اور رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے میدان میں ڈٹے رہے۔

مگر تھوڑی سی جو نفس کے اندر بات آ گئی تھی اس کی وجہ سے اللہ کے نبی تھوڑی دیر خاموش رہے۔

لیکن مجاہد تو مجاہد ہے اس کے تو پہلے قطرے پر تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

گناہوں کی صفائی کا اعلان پہلے سے ہو جاتا ہے۔

معصوم فرشتوں کی صحبت اس کو معصوم بنا دیتی ہے اور اسے گناہوں سے پاک صاف کر دیا جاتا ہے۔

اللہ کے نبی تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: ''عبداللہ بن رواحہ بھی جنت میں چلے گئے اور اب جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے ہاتھ میں ہے جس کا نام خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔''

اللہ کے نبی ﷺ مدینہ میں بیٹھے ہوئے اتنی توجہات فرما رہے ہیں اور اللہ پاک نے آپ پر میدانِ جنگ منکشف فرما دیا۔

جہاد ہی وہ عمل ہے کہ جس کے ذریعے کائنات کی ہر چیز مجاہد کے لئے مسخر ہو جاتی ہے۔

یہ واضح بات ہے کہ جب مجاہد اپنی جان و مال اور قیمتی چیزیں اللہ کے لئے دے دیتا ہے تو کائنات کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے مسخر فرما دیتے ہیں۔

مجاہد کے لئے ہر چیز مسخر ہو جاتی ہے

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جہاد کے لئے جا رہی تھی سامنے ایک دریا حائل ہو گیا۔

تو امیر نے یہ بات سوچی کہ جب جان اور مال خدا کو دے چکے ہیں ہم خدا کے بن چکے ہیں تو یہ سمندر بھی خدا کا ہے چنانچہ امیر نے اپنا گھوڑا اس دریا میں ڈال دیا اور سارے لشکر نے دریا پار کر لیا۔

اللہ اکبر! مجاہد کو سمندر کا پانی بھی نہیں ڈبو سکتا۔

آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ اللہ کے نبی کے مجاہدین کی ایک جماعت جب ایک جنگل میں ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہاں کثیر تعداد میں درندے تھے۔

تو ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند آواز سے یہ ندا لگاتے ہیں کہ ''ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر جا رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔''

دنیا نے دیکھا کہ جانور اپنے منہ میں بچوں کو دبا کر جا رہے تھے اور تھوڑی دیر میں جنگل خالی ہو چکا تھا۔

آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ جب حضرت فاروق اعظم ؓ کے ایک کمانڈر ساریہ نامی ایک جنگ میں شریک تھے اور قریب تھا کہ دشمن پیچھے سے حملہ کر دیتا۔

سیدنا فاروق اعظم مسجد نبوی کے اندر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے ہیں دوران خطبہ یہ الفاظ استعمال فرماتے ہیں:

یاساریة الجبل! اے ساریہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو جا!

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حیران و ششدر ہیں کہ یہ الفاظ کس طرح سے ادا ہو گئے جب کہ حضرت ساریہ ؓ ہزاروں میل دور جہاد کر رہے ہیں۔

جب حضرت ساریہ ؓ واپس آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ماجرا تھا؟ ساریہ ؓ نے بتایا کہ جنگ گھمسان کی تھی اور ہم آگے ہی کی طرف متوجہ تھے اچانک دشمن نے چال چلی اور پیچھے سے حملہ کر کے ہمیں ختم کرنے والا تھا کہ سیدنا فاروق اعظم ؓ کی آواز کے مشابہ ایک آواز آئی کہ ''اے ساریہ ؓ ذرا پیچھے کی طرف دیکھ۔''

جب میں نے پیچھے دیکھا تو دشمن حملہ آور ہونے والا تھا۔ چنانچہ ہم نے مڑ کر حملہ کیا اور

دشمن کو ختم کر دیا۔ اگر یہ آواز میرے کانوں تک نہ پہنچتی تو پورا لشکر اسلام تباہ ہو چکا ہوتا۔

تو جہاد ایک ایسی چیز ہے جس میں تسخیر ایک عام سا مسئلہ ہے کہ ساری چیزیں مسخر ہو جاتی ہیں۔

افغانستان کے پہاڑ سانپ اور بچھوؤں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن تیرہ سال تک جاری رہنے والی اس جنگ میں کسی ایک مجاہد کو کسی بچھو یا سانپ نے نہیں ڈسا۔

اور اخبارات نے لکھا ہے کہ روسیوں اور کمیونسٹوں کے کئی مورچوں کو ان بچھوؤں اور سانپوں نے خالی کروایا۔

نصرت خداوندی

اسی ژاور کی جنگ میں جس جگہ آج ہم امن وسکون کے ساتھ اذانیں دے رہے ہیں نمازیں پڑھ رہے ہیں اسلحہ اٹھا رہے ہیں اس مبارک میدان میں جب جنگ چھڑی تھی اور یہاں دشمن کے ایسے کمانڈوز اترے کہ جن کا جسم لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔

انہوں نے حملہ کیا تو یہاں ہمارے شیخ جناب جلال الدین حقانی موجود تھے۔

شدید حملہ تھا اور پھر دشمن یہاں سے چھ سو سے زائد لاشیں چھوڑ کر بھاگا اب تک ژاور کی زمین پر ان کی بوسیدہ ہڈیاں موجود ہیں۔

اس جنگ میں شریک ایک مجاہد کہتا ہے کہ اچانک جب میرے اوپر بمباری ہوئی تو میں نے نیچے چھلانگ لگائی۔ جب ایک گڑھے میں گرا تو ایسا محسوس ہوا کہ کسی گدے کے اوپر آ گیا ہوں۔

جب میری نظر نیچے پڑی تو ایک بڑا اژدھا منہ کھولے وہاں پڑا ہوا تھا۔

کہا کہ میری تو حالت ہی غیر ہوگئی اوپر سے دشمن کی بمباری نیچے یہ زندہ اژدھا اور اتنا موٹا اور نرم جس طرح کہ اسپنج کا گدا ہوتا ہے میں اس کے اوپر پڑا رہا۔

میں نے اسی میں عافیت جانی کی دشمن تو کافر ہے لیکن ممکن ہے کہ اللہ اس سانپ کے منہ میں لگام ڈال دے یہ مجھے کچھ نہ کہے۔

میں دو گھنٹے تک وہاں پڑا رہا لیکن اس سانپ نے نہ حرکت کی اور نہ مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچایا۔

ہر چیز اللہ رب العزت مسخر فرماتے ہیں۔

ساڑھے پانچ سو اسکڈ میزائل مجاہدین پر استعمال ہوئے لیکن مجاہدین کو کسی قسم کی پسپائی نہیں ہوئی اور مجاہدین کے قدموں میں کسی قسم کی لغزش نہیں آئی۔

اللہ نے ان بڑے بڑے پہاڑوں کے ذریعے مجاہدین کی حفاظت فرمائی۔

حضرت مولانا جلال الدین حقانی نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے بہت سی جنگوں میں دیکھا جب اوپر سے طیارے بمباری کے لئے آتے پیچھے خدائی پرندے آجاتے اور طیارے کے پائلٹ کو اندھا کر دیتے اور وہ ہمیں نہ دیکھ سکتا۔

آج سے تین سال قبل کا واقعہ ہے کہ شیخ جلال الدین حقانی تشریف فرما تھے اور ایک شخص آکر ان کے ہاتھوں میں ایک گرنیڈ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ”مجھے کابل انتظامیہ نے آپ کو قتل کرنے کے لئے یہ گرنیڈ دیا تھا اور میں اسے آپ پر پھینک بھی سکتا تھا لیکن جب آپ کے منور چہرے کو میں نے دیکھا تو میرے ضمیر نے مجھے ملامت کی کہ میں اس جیسے بزرگ کے اوپر یہ گرنیڈ استعمال کروں۔ لیجئے یہ گرنیڈ اور میں بھی آپ کا غلام“ اور یوں یہ چھ فٹ کا انسان آپ کا غلام بن گیا۔

روس کی تباہی

روس نے جاپان کی طرح گاڑیاں نہیں بنائیں۔

اس نے ہانگ کانگ کی طرح مصنوعات تیار نہیں کیں۔

اس نے امریکہ کی طرح عیاشی کے لئے بڑی بڑی عمارتیں نہیں بنائیں۔

اس نے جتنی محنت کی ہے اسلحہ پر کی ہے۔

اور روس افغانستان میں جس دن داخل ہوا اس کے اسلحے کے ڈپوؤں میں اتنا اسلحہ موجود تھا کہ وہ خلیج تک آرام سے پہنچ سکتا تھا اور دنیا سے اسلام اور سرمایہ دار دونوں کو مٹا سکتا تھا۔

لیکن یہ خدا کا کرنا ہوا کہ روس کا اسلحہ یہیں پر رک گیا اور تباہ ہو گیا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اس قسم کے واقعات کچھ مشکل نہیں ہیں اللہ ہر چیز کو مسخر کر کے مجاہدین کی مدد کے لئے بھیج دیتا ہے۔

اخلاق کے دو پہلو

اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے اخلاق کریمانہ میں جہاں یہ بات تھی کہ آپ عیدالاضحیٰ کے دن یا عیدالفطر کے دن اپنے گھر سے باہر نکلتے ہیں تو دو بچوں کو دیکھتے ہیں جو بلک رہے ہیں۔ ان کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ اخلاق ورحمت کے مجسم بے تاب ہو جاتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ یہ بچے کس کے ہیں کسی نے بتایا کہ یہ بچے یتیم ہیں ان کے والد دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

آج ہر گھر کے اندر عید ہے مگر ان بچوں کو نہلانے والا ان کو کپڑے پہنانے والا کوئی نہیں۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ ان دو بچوں کا سرپرست خدائے تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا دیا۔

ایک کندھے پر ایک بچہ اور دوسرے کندھے پر دوسرا بچہ نہ ان کے جسم کی گندگی کی پرواہ، نہ ان کے جسم کی مٹی کی پروا۔

اللہ کے نبی ﷺ اپنے ہاتھوں سے ان بچوں کو نہلاتے ہیں دھلاتے ہیں ویسے ہی کپڑے پہناتے ہیں جس طرح حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے پہنے ہیں۔

یہ بھی رحمت واخلاق کا ایک نمونہ تھا۔

اور یہی اخلاق والے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے دن تشریف لے جاتے ہیں اور دس ہزار کا لشکر جرار آپ کے ساتھ پیش قدمی کر رہا تھا۔

اللہ کے نبی مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔

وہ مکہ کہ جس مکہ سے اس نبی ﷺ کو نکالا گیا تھا۔

وہ مکہ کی وادیاں جہاں بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے جاتے تھے۔

جہاں سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو ٹکڑے کئے گئے تھے۔

دنیا نے سوچا تھا کہ جب یہ مکہ میں داخل ہوں گے تو خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔

انتقام کے شعلے بھڑک اٹھیں گے اس لئے ایک صحابی نے غصے کے انداز میں کہہ دیا:

الیوم یوم الملحمۃ — کہ آج کا دن تو جنگ کا دن ہوگا ہم دشمن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔

جب نبی کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو آپ نے فرمایا ایسا مت کہو! بلکہ یوں کہو الیوم یوم المرحمۃ آج تو رحمت کا دن ہے آج رحمت کے دریا بہائے جائیں گے۔ آج رحمت کی بارش ہوگی۔

ہمارا مقصد اسلام کا غلبہ ہے ہم جانوں کو کاٹنے کا مقصد نہیں رکھتے۔

لیکن وہی اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ ان آٹھ آدمیوں کو ہر حال میں قتل کر دینا اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹ کر ملتزم کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر آہ وزاریاں کر رہے ہوں۔

ان کو قتل کرنا اس لئے ضروری ہو چکا ہے کہ ان کا وجود مسلمانوں کے لئے عذاب بن چکا ہے۔

ان کا وجود مسلمانوں کے لئے گمراہی کا باعث بن چکا ہے۔

اس ناسور کو ختم کرنا، اس کینسر کے وجود کو دنیا سے ختم کرنا تم پر ضروری ہو چکا ہے۔

کس طرح سے اللہ کے نبی ﷺ کے اخلاق کے دو پہلو اکٹھے اکٹھے نظر آ رہے ہیں۔

کہیں معاف فرما رہے ہیں اور کہیں سرکش ظالموں کو قتل کر کے زمین کو ان کی گندگی سے پاک کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

اگر اللہ کے نبی ﷺ ظالموں کو قتل نہ کرتے یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قتل کرنے کا

حکم نہ دیتے اور ان کو معاف کر دیتے تو یہ مظلوم انسانیت کے ساتھ انصاف نہ ہوتا۔

پھیلنے والے کینسر کو کاٹ کر اللہ کے نبی ﷺ نے اخلاق کا بے مثال نمونہ پیش کیا ہے۔

اخلاق کا معنی

اخلاق صرف دانت نکال کر ہنسنے کا نام نہیں۔

اخلاق صرف نرمی کا نام نہیں ہے۔

اخلاق انسان کے اندر وہ صفت اور ملکہ ہے کہ وقت کے تقاضے کے مطابق اسے استعمال کیا جائے تو اس کا نام اخلاق ہے۔

معاف کرنے کے وقت معاف کرنا اور بدلہ لینے کے وقت بدلہ لینا یہ عین اخلاق ہے۔

اخلاق کا یہ معنی اگر ہم نہ سمجھے اور ہم نے یہ کہا کہ اخلاق تلوار سے باہر کوئی چیز ہے تو پھر اللہ کے نبی ﷺ کو ہمیں (نعوذ باللہ) بے اخلاق کہنا پڑے گا۔

یہ بات ہم کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ہم میں سے کسی کی ہمت ہے؟

جس طرح اللہ کے نبی ﷺ کی گیارہ شادیاں کرنا اخلاق ہے، بچوں پر شفقت کرنا اخلاق ہے۔

اسی طرح تلوار اٹھانا بھی اخلاق ہے۔

پھیلنے والے کینسر کو کاٹنا اخلاق ہے

بالکل واضح سی بات ہے کہ ایک آدمی ایک مریض کو لے کر ڈاکٹر کے ہاں پہنچا کہ

ڈاکٹر صاحب ہمارے اس مریض کی ٹانگ پر کینسر ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر کہتا ہے کہ اس ٹانگ کو کاٹنا پڑے گا۔

ہم کہتے ہیں ڈاکٹر صاحب! آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں کاٹنے والی بات کرتے ہیں، یہ تو بداخلاقی ہے۔

وہ کہتا ہے اگر نہیں کاٹا تو یہ کینسر پورے بدن میں سرایت کر جائے گا اور یہ مریض ہلاک ہو جائے گا اس کو بچانے کے لئے ضروری ہے کہ کینسر والے حصے کو کاٹا جائے۔

کہیں چھوٹے بچے موجود ہیں ان پر ایک اژدہا مسلط ہونے والا ہے کسی نے کہا اس اژدہے کو گولی سے مار دو ہم کہتے ہیں گولی چلانا تو بداخلاقی ہے کیوں گولی چلائیں؟

لیکن اگر یہاں گولی نہ چلائی تو ان بچوں کی جان ضائع ہوگی۔

اگر ڈاکٹر کی چھری وہاں نہ چلی تو پورا جسم کینسر زدہ ہو جائے گا۔

ہم ڈاکٹر کو با اخلاق بھی کہتے ہیں اور فیس بھی دیتے ہیں شکریہ بھی اس کا ادا کرتے ہیں۔ وہ ٹانگ کاٹ دیتا ہے باقی جسم محفوظ ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر اگر ٹانگ کاٹے تو وہ با اخلاق ہے تاکہ انسان کی زندگی بچ جائے حالانکہ زندگی کے دن خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔

جو رات قبر کے اندر لکھی ہے کوئی باہر نہیں گزار سکتا۔

تو جس طرح زندگی کو بچانے والا ڈاکٹر با اخلاق ہو گیا اس طرح اپنے ہاتھوں میں تلوار لے کر اس ناسور کو ختم کرنا جس نے لاکھوں کو گمراہ کر دیا۔

جس نے امت کی عزتوں کو پامال کر دیا۔

جس نے مسلمان بہنوں کے دوپٹے کو اپنے پاؤں تلے روند دیا۔

جس نے قرآن کے اوراق کی بے حرمتی کی، جس نے شعائر اللہ کو تباہ و برباد کر دیا۔

جس کا وجود اسلام اور خدا کے نظام کے لئے خطرہ بنتا چلا گیا، اس کو ختم کرنے کے لئے تلوار لے کر نکلنے والا با اخلاق ہوگا بلکہ وہ پوری انسانیت اور پوری کائنات پر رحمت کرنے والا، اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار کا حامل فرد ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی اخلاق سکھایا ہے۔

امت کا ہر فرد اسی اخلاق اور کردار کا حامل بن جائے تو آج بھی اللہ کی رحمت متوجہ ہو سکتی ہے۔

اللہ ہم سب کو اخلاق کریمانہ عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

فرضیت جہاد

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومالکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من هذه القریة الظالم اهلها واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا. (النساء)

وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم الجهاد واجب علیکم مع امیر براکان اوفاجرا (مشکوۃ شریف کتاب الجہاد)

جہادِ اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ جسے ہم اس دور میں بھولا ہوا فریضہ بھی کہہ سکتے ہیں اور مظلوم فریضہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

شریعت میں ہر فرض کے متعلق دو تقاضے ہوتے ہیں۔ پہلا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ اس فرض کا اعتقاد رکھا جائے' عقیدہ رکھا جائے کہ یہ واقعی اللہ کا فریضہ ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس میں شبہ کرے تو وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس کا ایمان نہیں رہتا۔

اور دوسرا تقاضا کسی فریضے کا یہ ہوتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اگر اس پر عمل نہیں کیا جائے گا تو عمل نہ کرنے والا فاسق کہلائے گا۔

دینی فرائض

مثال کے طور پر نماز ایک فریضہ ہے۔ نماز کا عقیدہ اور یقین رکھنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے اگر کوئی کہے کہ میں نماز کو مانتا ہی نہیں یا نماز جس شکل میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی وہ نہیں بلکہ نماز کسی اور چیز کا نام ہے تو یہ آدمی کافر ہو جائے گا۔

اور جو آدمی یہ عقیدہ رکھے کہ نماز واقعی فریضہ ہے پانچ وقت کی نماز اللہ رب العزت نے فرض فرمائی ہے لیکن وہ نہیں پڑھتا اپنی سستی' غفلت یا کسی اور وجہ سے تو یہ آدمی فاسق کہلائے گا۔

بہر حال نماز کا ترک تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی تو وہ کافر ہو گیا یعنی اس نے کافروں والا کام کیا۔

یہی حکم تمام دینی فرائض کا ہے کہ ان کا عقیدہ رکھنا بھی ضروری اور ان پر عمل کرنا بھی ضروری۔

آج دنیا میں نماز کا انکار کرنے والے بھی موجود ہیں اور نماز کے عمل میں تبدیلی کرنے والے بھی موجود ہیں جیسے ذکری فرقہ ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ نماز کا مقصد اللہ کا ذکر ہے۔ تو اس کے لئے کیا ضرورت ہے کہ مسجد بناؤ وضو کرو اور اذانیں دو۔

جب نماز کا جو اصل مقصود "ذکر" ہے یعنی ذکر کے کرنے سے نماز ادا ہو جائے گی

تو یہ لوگ اس طرح کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

انہوں نے ایک خوش نما دعویٰ کر کے نماز کا انکار کر دیا۔

اسی طرح زکوٰۃ کے منکر بھی دنیا میں موجود ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ زکوٰۃ تو اسلام کی طرف سے ایک ٹیکس ہے۔

دین میں کمی اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا عزم

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے زمانے میں بھی منکرین زکوٰۃ کا فتنہ کھڑا ہوا تھا۔

البتہ فرق یہ ہے کہ ان لوگوں نے زکوٰۃ کا انکار نہیں کیا تھا، ہاں یہ کہا تھا کہ ہم زکوٰۃ خلیفۃ المسلمین کو نہیں دیں گے خود زکوٰۃ دے دیا کریں گے تو یہ بھی دین میں ایک کمی ہو رہی تھی۔

حضرت صدیق اکبر ؓ نے ان کے ساتھ قتال فرمایا۔ لڑائی ہوئی باقاعدہ جنگ ہوئی۔

بعض لوگوں نے کہا کہ انہوں نے تو صرف زکوٰۃ کا انکار کیا ہے لڑائی مناسب نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ اگر اسی طرح دین میں تھوڑی تھوڑی چیزیں لوگوں نے کاٹنا شروع کر دیں اور ہم یہ سوچ کر برداشت کرتے رہے کہ چلو یہ تو تھوڑی سی کمی ہوئی ہے تو ایک دن ہمارا پورا دین ہی ضائع ہو جائے گا۔

اس لئے ہر مسلمان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول اور مقولہ یاد رکھنا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔

انہوں نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: اینقص الدین وانا حی یہ نہیں ہو سکتا کہ دین میں کچھ کمی کر دی جائے اور ابو بکر ؓ زندہ رہے۔

اس سے بہتر ہے کہ لڑ کے مر جائیں لیکن اللہ کے دین میں کوئی کمی نہ ہو اس لئے کہ دین اللہ نے اتارا ہے۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دین سمجھایا ہے اب اس دین میں کسی کو کیا اختیار ہے کہ وہ کمی بیشی کرے۔ جس نے دین میں کوئی بھی کمی بیشی کی اس کا مقصد یہ ہوا کہ نعوذ باللہ اللہ

رب العزت نے غلطی کی تھی کہ اس چیز کو نازل کر دیا حالانکہ یہ چیز تو ظالمانہ تھی یا نعوذ باللہ نبی ﷺ نے غلطی کی کہ اس کو امت کے سامنے بیان کر دیا اس کی تو ضرورت نہیں تھی۔

جس کی انگلی اللہ اور اس کے رسول پر اٹھ جائے وہ آدمی کافر ہے اس کو ختم کر دیا جائے اس کے ساتھ قتال کیا جائے۔

یہ سوچ اللہ پاک نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل پر نازل فرمائی چونکہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا غم بڑا سخت تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب کے سب پریشانی کے عالم میں تھے۔

ایک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے کہ جن کا ذہن مکمل طور پر کام کر رہا تھا۔ کئی مواقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی رائے پر یوں فرمانے لگے کہ ایسا لگتا تھا کہ ہم پر ابھی قرآن نازل ہو رہا ہے۔

بہر حال زکوٰۃ کے منکر بھی موجود ہیں۔

حج کا انکار کرنے والے یا حج کو تبدیل کرنے والے بھی موجود ہیں۔

بلوچستان میں ایک پہاڑ ہے ''کوہ مراد'' لوگ اس پر حج کرتے ہیں۔

حالانکہ حج کے لئے اللہ پاک نے جو جگہ متعین کی ہے وہ آپ سب جانتے ہیں کہ وہ مقامات مقدسہ جو مکہ مکرمہ 'منیٰ' 'عرفات' مزدلفہ وغیرہ ہیں وہاں مقررہ دنوں میں حج ہوتا ہے لیکن ان ظالموں نے اسے تبدیل کر دیا۔

یہ سب لوگ اسلامی فرائض کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

لیکن پھر بھی الحمدللہ امت مسلمہ کے سواد اعظم یعنی سب سے بڑی تعداد نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ کا عقیدہ رکھتی ہے ان کو دینی فریضہ سمجھتی ہے۔

گناہ گار سے گناہ گار مسلمان سے بھی آپ اگر پوچھ لیں کہ نماز کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ فرض ہے۔

جہاد کے ساتھ ظلم

اسی طرح حج کا فریضہ ہے۔ یہاں تک کہ ڈاکو بھی حج کو مانتے ہیں بڑے بڑے ڈاکو

حج کی تمنا کرتے ہیں۔ لیکن جو ظلم ''جہاد'' کے ساتھ ہوا وہ کسی اور فریضے کے ساتھ نہیں ہوا۔

امت کا ایک بہت بڑا طبقہ نہ جہاد کو مانتا ہے اور نہ جانتا ہے اور امت کی ایک بہت بڑی تعداد جہاد کرنے کو تیار نہیں۔

حالانکہ جہاد اسی قرآن میں فرض ہوا جس قرآن میں اللہ نے نماز کی فرضیت کا حکم نازل فرمایا۔

جہاد انہی احادیث کے ذریعے امت تک پہنچا جن احادیث کے ذریعے امت کے سامنے ذکر کے فضائل اور دوسری عبادات کے فضائل پہنچے۔

جہاد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کر کے دکھایا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری عبادات کر کے دکھائیں۔ آپ ﷺ نے پوری زندگی میں ایک دفعہ حج فرمایا جب کے جہاد کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کے اندر نوے (۹۰) سفر ہوئے جن میں ستائیس سفروں میں خود تشریف لے گئے اور باقی سفروں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور ان کی مکمل سرپرستی فرمائی۔

بخاری شریف میں ایک روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں جہاد کے ہر سفر کے لئے خود نکلتا۔''

کمانڈر نبی ﷺ

اور ان ستائیس سفروں میں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے کئی مقامات پر جنگ ہوئی۔

ان جنگوں میں آپ صل اللہ علیہ وسلم نے صرف رہنما کی حیثیت سے شرکت نہیں کی بلکہ کمانڈر کی حیثیت سے شرکت کی۔

خود آنحضرت ﷺ نے صفوں کی ترتیب بنائی کہ

قلب (درمیان) پر کون ہوگا۔

میسرہ (بائیں ہاتھ) پر کون ہوگا۔

میمنہ (دائیں ہاتھ) پر کون ہوگا۔

جھنڈا کس کے ہاتھ میں ہوگا۔

سب سے پہلے مبارزت (مقابلے) کے لئے آگے کون نکلے گا۔

کس انداز سے دشمن کو گھیرے میں لیا جائے گا۔

پوری کی پوری جنگی پلاننگ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی پلاننگ کو قرآن نے بھی ذکر کیا:

واذتبوىء المؤمنين مقاعد للقتال ارے وہ کیسا وقت تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود مجاہدین کو مورچوں میں بٹھا رہے تھے۔

''مقاعد'' کہتے ہیں مورچوں کو ''للقتال'' جنگ کے لئے۔

پھر ان جنگوں میں آپ ﷺ نے اپنے لئے محفوظ جگہیں نہیں بنائیں بلکہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ جب گھمسان کا رن پڑتا تھا اور اتنی شدید جنگ ہوتی تھی کہ بڑے سے بڑے طاقتور کے پاؤں اپنی جگہ سے اکھڑ جاتے تھے تو ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں ثابت قدمی کے ساتھ کھڑے رہتے تھے۔ حنین کے موقع پر جب بارہ ہزار کے لشکر کے اندر بھگدڑ مچی اور دشمنوں نے ایک دم تیر اندازی کی اور پورا لشکر عقب نشینی پر مجبور ہوگیا تو ایک واحد ہستی تھی جو میدان میں تیروں کے درمیان کھڑی تھی وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ رجزیہ اشعار تھے۔

انا النبی لا کذب

انا ابن عبد المطلب

میں سچا نبی ہوں جھوٹا نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

مسلح نبی ﷺ

آپ ﷺ نے جنگی ضروریات کو بھی جمع فرمایا۔ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر ایک نہیں دو زرہیں تھیں۔

جہاد کے لئے اپنے دفاع کو مدنظر رکھنا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا خود حملہ بھی فرمایا۔

ایک کافر جس نے صرف اس لئے گھوڑا پالا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا جائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا ہٹ جاؤ اور برچھی لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس پر وار کیا اور اس وار سے وہ کافر مردار ہوگیا۔

افسوس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا یہ پہلو اتنا مخفی ہے کہ ایک عالم سے میں نے سنا کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو قتل نہیں کیا۔

حالانکہ یہ صحیح روایات میں سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وار سے کافر ابی بن خلف قتل ہوا اس کے جسم پر معمولی زخم آیا بیل کی طرح آوازیں نکالتا تھا۔

لوگ اسے غیرت دلاتے تھے کہ شرم کرو اتنا سا زخم ہے اور تم اتنی آوازیں نکالتے ہو۔

اس نے کہا اور قسم کھا کر کہا کہ اگر میرے اس زخم کے درد کو پورے حجاز پر تقسیم کر دیا جائے تو سب مر جائیں اور مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وہ بات نہیں بھولتی کہ انہوں نے اپنی زبان سے مجھے کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا اور ان کی بات یقیناً سچی ہوگی۔ چنانچہ وہ اسی زخم کی وجہ سے مردار ہوگیا۔

کسی کافر کو قتل کرنا بہت بڑی فضیلت ہے۔ جس طرح کسی کو حاجی کہنا یہ اس کا اکرام ہے۔ تو کسی کو یہ کہنا کہ یہ کافروں کا قاتل ہے یہ بڑے اکرام واعزاز کی بات ہے۔

دنیا کچھ کہے قتل (کافر کا) بہت بڑا اعزاز ہے، بہت عظیم الشان اعزاز ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایجتمع کافر وقاتله فی النار ابدا

کافر اور اس کو قتل کرنے والا مسلمان کبھی جہنم میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جن بعض کافروں کے قتل کا حکم دیا اور باقاعدہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کام کے لئے روانہ فرمایا ان کے قتل کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی۔

اللہ کے دشمنوں کو قتل کرنا یہ اعزاز ہے کیونکہ رب نے اس کا حکم دیا ہے۔

جس چیز کا رب حکم دیدیں وہ چیز فرض ہوتی ہے اس لئے جہاد اسلامی فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین